ایاتہا ۶۴ — سورۃ النور مدنیۃ ۲۴ — رکوعاتہا ۹

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۃ النور مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔ حضرت ابن زبیر رحمہ اللہ سے بھی اس کی مثل مروی ہے۔

امام حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ عورتوں کو بالا خانوں میں نہ رکھو اور انہیں لکھنا نہ سکھاؤ (1)، انہیں سوت کاتنا اور سورۂ نور کی تعلیم دو۔ (2)

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مردوں کو سورۂ مائدہ اور عورتوں کو سورۂ نور کی تعلیم دو۔

امام ابوعبید رحمہ اللہ نے فضائل میں حضرت حارثہ بن مضرب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ہماری طرف خط بھیجا کہ سورۂ نساء، سورۂ احزاب اور سورۂ نور کی تعلیم حاصل کرو۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابووائل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے اور میرے ایک ساتھی نے حج کیا جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی حج کر رہے تھے۔ حضرت ابن عباس سورۂ نور پڑھنے لگے اور اس کی تفسیر کرنے لگے۔ میرے ساتھی نے کہا: سبحان اللہ! اس آدمی کے سر سے کیا نکلتا ہے؟ اگر اس کی گفتگو ترک سن لیں تو مسلمان ہو جائیں۔ (3)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

## سُوۡرَۃٌ اَنۡزَلۡنٰہَا وَ فَرَضۡنٰہَا وَ اَنۡزَلۡنَا فِیۡہَاۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لَّعَلَّکُمۡ تَذَکَّرُوۡنَ ①

”یہ (ایک عظیم الشان) سورت ہے جو ہم نے نازل فرمائی ہے اور ہم نے فرض کیا ہے اس (کے احکام) کو اور ہم نے اتاری ہیں اس میں روشن آیتیں تاکہ تم نصیحت قبول کرو۔“

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی

1۔ فقہاء نے سد ذرائع کا ایک اصول وضع کیا ہے جس کا مصداق یہ ہے کہ ایسا عمل جو فی نفسہ تو جائز ہوتا ہے مگر جب احتیاطی تدابیر ملحوظ نہ رکھی جائیں تو اس پر کئی مفاسد مرتب ہوتے ہیں۔ عورت کے لیے شرم و حیا بہترین زیور ہے۔ یہی چیز اس کی متاع عزیز ہے۔ وہ امور جو اس کی متاع عزیز کے ضیاع اور گوہر آبدار کی چمک کو ماند کرنے کا باعث ہوں ان سے بچنے کی تعلیم عین حکمت ہوئی۔ تاہم اگر اس کی تربیت ایسے انداز میں کر دی جائے جو اسے حدود کی پہچان کرا دے اور اپنے خاندان کی عزت و ناموس کی حفاظت کا خوگر بنا دے تو پھر یہ نہی اس معنی میں نہ رہے گی جو ظاہر معنی سے عیاں ہے۔ محدثین نے اس روایت کی سند پر جرح کی ہے اور ابن جوزی نے تو اسے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ دیکھیے شرح صحیح مسلم از غلام رسول سعیدی جلد 7، صفحہ 968۔

2۔ شعب الایمان، باب فی تعظیم القرآن، جلد 2، صفحہ 477 (2453)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، جلد 3، صفحہ 619 (6292)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

ہے کہ فَرَضۡنٰهَا کا معنی ہے کہ ہم نے انہیں بیان کر دیا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فَرَضۡنٰهَا کا معنی ہے کہ ہم نے اس وضاحت کر دی ہے کہ حلال کا حکم دیا اور حرام سے روک دیا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں اپنے فرائض معین فرمائے، حلال کو حلال اور حرام کو حرام قرار دیا، اپنی حدود کو معین فرمایا، اپنی اطاعت کا حکم دیا اور معصیت سے روک دیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرضنا کو راء مشدد کے ساتھ نہیں پڑھا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے وَ اَنۡزَلۡنَا فِیۡهَاۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے کہ حلال، حرام اور حدود کے احکام نازل کیے۔

اَلزَّانِیَةُ وَ الزَّانِیۡ فَاجۡلِدُوۡا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا مِائَةَ جَلۡدَةٍ ۪ وَّ لَا تَاۡخُذۡکُمۡ بِهِمَا رَاۡفَةٌ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰهِ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ۚ وَ لۡیَشۡهَدۡ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۲﴾

''جو عورت بدکار ہو اور جو مرد بدکار ہو تو لگاؤ ہر ایک کو ان دونوں میں سے سو (سو) درے اور نہ آئے تمہیں ان دونوں پر (ذرا) رحم اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملے میں اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ تعالیٰ پر اور روز آخرت پر اور چاہیے کہ مشاہدہ کرے دونوں کی سزا کو اہل ایمان کا ایک گروہ۔''

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ان پر حدود جاری کی جائیں، انہیں معطل نہ کیا جائے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ انہیں کوڑے مارتے وقت سختی کی جائے۔

عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حد قائم کرتے وقت تمہیں نرمی لاحق نہ ہو۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تمہیں شفقت نہ آ جائے کہ تم حدود معطل کرنے لگو۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عمران بن حدیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابو مجلز سے کہا کیا اس آیت کا یہ مفہوم ہے کہ ہم جب لوگوں کو رجم کریں، کوڑے ماریں یا ہاتھ کاٹیں تو ہمیں شفقت اپنی گرفت میں نہ لے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں ایسا نہیں بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب کسی کو بادشاہ کے سامنے پیش کیا جائے تو اس کے لیے مناسب نہیں کہ ان پر رحم کرتے ہوئے انہیں چھوڑ دے یہاں تک کہ ان پر حدود جاری کرے۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم انہیں سخت کوڑے مارو،

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 82، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 81

3۔ جلد 18، صفحہ 83 4۔ ایضاً

marfat.com

Marfat.com

اس میں تمہیں نرمی لاحق نہ ہو جائے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم و عامر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بدکاری کی صورت میں انہیں سخت کوڑے مارو اور تمام اعضاء کو ان کا حصہ دو۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت شعبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حماد سے عرض کیا: کیا بدکار کو سخت کوڑے مارے جائیں؟ فرمایا ہاں۔ اس کے کپڑے اتروا لیے جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ میں نے عرض کی یہ تو فیصلہ میں ہے۔ فرمایا: یہ فیصلے اور کوڑے مارنے کے بارے میں ہے۔(1)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے فیصلہ کیا ہے کہ جب غیر شادی شدہ عورت اور مرد بدکاری کریں اور چار آدمی گواہی دے دیں تو انہیں اسی طرح سو کوڑے مارے جائیں جیسے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ دونوں کو اسی جگہ جلاوطن کر دیا جائے جہاں وہ نہیں رہتے تھے۔ انہیں جلاوطن کرنا میری سنت ہے۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی لونڈی نے بدکاری کی تو حضرت عبد اللہ بن عمر نے اس کی ٹانگوں اور پشت پر ضربیں لگائیں۔ تو میں نے یہ آیت پڑھی تو حضرت عبد اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے قتل کرنے اور اس کے سر پر مارنے کا حکم نہیں دیا، جہاں پر میں نے اسے مارا ہے میں نے اسے درد کر دیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابو برزہ اسلمی سے روایت نقل کی ہے کہ ان کے سامنے ان کے خاندان کی ایک لونڈی لائی گئی جب کہ اس نے بدکاری کی تھی جبکہ ان کے پاس دس افراد موجود تھے۔ آپ نے لونڈی کے بارے میں حکم دیا تو اسے ایک کونے میں بٹھا دیا گیا۔ پھر ایک کپڑا لانے کا حکم دیا جو اس پر ڈال دیا گیا۔ پھر آپ نے ایک آدمی کو چھڑی عطا کی، فرمایا: اسے پچاس کوڑے مارو نہ بہت ہلکے نہ بہت سخت۔ وہ آدمی اٹھا، اس نے اس عورت کو کوڑے مارے۔ وہ اس کے جسم کے مختلف حصوں پر کوڑے مارنے لگا۔ پھر یہ آیت تلاوت کی: وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآىِٕفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی کہ آیت میں موجود لفظ طَآىِٕفَةٌ سے مراد ایک مرد یا زائد آدمی ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ طَآىِٕفَةٌ سے مراد دس ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے آیت میں موجود طَآىِٕفَةٌ سے ایک سے لے کر ہزار تک مراد لیا ہے۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 84

2۔ مصنف عبدالرزاق، باب النکاح والطلاق، جلد 6، صفحہ 111 (10308)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 86

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جب ان پر حد جاری کی جائے تو مومنوں میں سے ایک جماعت موجود ہونی چاہیے تاکہ یہ عبرت، نصیحت اور نکال بن جائے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو یا زائد آدمی موجود ہونے چاہئیں۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ طَآئِفَةٌ سے مراد تین یا زائد افراد ہیں۔ (2)

حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے آیت میں طَآئِفَةٌ سے مراد چار افراد لیے ہیں۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت نصر بن علقمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان افراد کا موجود ہونا اس لیے نہیں کہ انہیں ذلیل و رسوا کیا جائے بلکہ اس لیے ہے تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے توبہ اور رحمت کا اہتمام کرے۔

ابن ابی شیبہ نے شیبانی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابن ابی اوفی سے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو رجم کیا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ میں نے پوچھا کیا سورۂ نور کے نازل ہونے سے پہلے یا بعد میں۔ انہوں نے جواب دیا: میں یہ نہیں جانتا۔

اَلزَّانِیْ لَا یَنْكِحُ اِلَّا زَانِیَةً اَوْ مُشْرِكَةً٘ وَّ الزَّانِیَةُ لَا یَنْكِحُهَاۤ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌۚ وَ حُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ۝۳

"زانی شادی نہیں کرتا مگر زانیہ کے ساتھ یا مشرکہ کے ساتھ اور زانیہ نہیں نکاح کرتا اس کے ساتھ مگر زانی یا مشرک اور حرام کر دیا گیا ہے یہ اہل ایمان پر۔"

امام عبد الرزاق، فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو داؤد نے ناسخ میں، بیہقی نے سنن میں اور ضیاء مقدسی رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ یہاں نکاح سے مراد عقد نکاح نہیں بلکہ جماع کرنا ہے۔ معنی یہ ہوا کہ بدکارہ کے ساتھ بدکاری بدکار مرد یا مشرک ہی کرتا ہے۔ مومنوں پر بدکاری حرام کر دی گئی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب مہاجر مدینہ طیبہ آئے تو ان میں سے اکثر تنگ دستی کا شکار تھے مگر چند افراد غنی تھے، مدینہ طیبہ میں بھاؤ بہت زیادہ تھے، سخت تنگدستی تھی، اہل کتاب کی کچھ عورتیں ایسی تھیں جو اعلانیہ بدکاری کرتی تھیں۔ انصار میں سے امیہ تھی جو عبد اللہ بن ابی کی لونڈی تھی اور نسیکہ بنت امیہ تھی جو ایک اور انصاری کی لونڈی تھی۔ انصار کی زانیہ لونڈیوں نے اپنے دروازوں پر ایسی نشانیاں لگا رکھی تھیں جن سے یہ معلوم ہو جاتا کہ یہ بدکارہ ہے۔ یہ مدینہ کے لوگوں میں سے خوشحال ترین تھیں۔ مہاجر مسلمانوں نے ان عورتوں کے مال میں طمع کیا کیونکہ وہ سخت تکلیف کا شکار تھے۔ بعض نے بعض پر اپنی رائے کا اظہار کیا، کاش! ہم ان میں کسی کے ساتھ شادی کر لیتے اور ان کے مال سے کچھ پاتے۔ دوسروں نے کہا ہم اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کرتے ہیں۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 86 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 87

marfat.com
Marfat.com

میں حاضر ہوئے۔ عرض کی یارسول اللہ! ﷺ ہمیں سخت تنگدستی نے آلیا ہے اور ہم ایسی چیز نہیں پاتے جو ہم کھائیں۔ بازار میں اہل کتاب میں سے ایسی بدکارہ عورتیں ہیں، ان کی لونڈیاں ہیں اور انصار کی کچھ لونڈیاں ہیں جو خود کمائی کرتی ہیں، کیا ہمیں مناسب ہے کہ ہم ان سے شادی کریں اور ان کی کمائی سے جو زائد مال ہو ہم اسے حاصل کریں۔ جب ہم ان کے مال سے بے نیاز ہو جائیں گے تو ہم ان عورتوں کو چھوڑ دیں گے؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا جس میں مومنوں پر حرام کر دیا ہے کہ وہ ایسی عورتوں سے شادی کریں جو بدکارہ ہوں اور اعلانیہ بدکاری کرتی ہوں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دور جاہلیت میں بدکارہ عورتیں تھی، ان میں ایک خوبصورت عورت تھی جسے ام مہزول کہتے۔ مسلمان فقراء میں سے کوئی ان میں سے کسی سے شادی کرتا تو وہ اپنی کمائی میں سے اس مسلمان پر مال خرچ کرتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس چیز سے منع کر دیا کہ کوئی مسلمان ایسی عورت سے شادی نہ کرے۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سلیمان بن یسار رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دور جاہلیت میں بدکارہ عورتیں تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کر دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دور جاہلیت میں بدکارہ عورتیں ہوتیں جو بغایا آل فلاں، بغایا آل فلاں کے نام سے معروف تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کی بات کو اسلام کے حکم کے ساتھ پختہ کر دیا (یعنی یہ بیان کر دیا کہ دور جاہلیت میں جسطرح دونوں جانب بدکار آپس میں رابطہ رکھتے تھے، دور اسلام میں دونوں جانب بدکار ہی اپنا تعلق قائم کریں گے) ان سے پوچھا گیا کیا: یہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے؟ انہوں نے جواب دیا جی ہاں۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کچھ لوگ تھے جو اعلانیہ بدکارہ عورتوں سے بدکاری کا ارادہ رکھتے دور جاہلیت میں ایسا ہوتا۔ انہیں بتایا گیا کہ اب یہ حرام ہے تو ان مردوں نے ایسی عورتوں سے شادی کا ارادہ کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر نکاح کو حرام کر دیا۔ (3)

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اسلام کے آغاز میں کچھ لوگ بدکاری کرتے تھے تو انہوں نے کہا کہ ہم ایسی عورتوں سے شادی کیوں نہ کر لیں جن کے ساتھ ہم بدکاری کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت میں نکاح سے مراد بدکاری ہے، عقد نکاح نہیں ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بدکارہ عورت اور مشرکہ کے ساتھ کوئی بدکاری نہیں کرتا جب بدکاری کرتا ہے مگر بدکار ہی ایسا کرتا ہے۔ (4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل قول نقل کیا ہے۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 88، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 89 (مفہوم)
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 91

marfat.com
Marfat.com

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اہل قبلہ میں سے بدکار مرد اپنے جیسی اہل قبلہ میں سے بدکارہ عورت کے ساتھ بدکاری کرتا ہے یا ایسی مشرکہ کے ساتھ بدکاری کرتا ہے جو اہل قبلہ میں سے نہیں اور اہل قبلہ میں سے بدکارہ اہل قبلہ میں سے بدکار مرد کے ساتھ ہی بدکاری کرتی ہے یا ایسے مشرک کے ساتھ بدکاری کرتی ہے جو اہل قبلہ میں سے نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر بدکاری حرام کر دی ہے۔(1)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے بدکاری کو حرام قرار دیا ہے تو ایسی بدکارہ عورتیں جو تھیں جو خوبصورت بھی تھیں اور ان کے پاس مال بھی تھا۔ جب بدکاری حرام کر دی گئی تو بعض لوگوں نے کہا نہیں ضرور طلاق دی جائے گی۔ تو ہم ان سے شادی کر لیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام احمد، عبد بن حمید، امام نسائی، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، بیہقی نے سنن میں اور ابوداؤد رحمہم اللہ نے ''ناسخ'' میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت تھی جسے ام مہزول کہا جاتا۔ وہ کسی مرد کے ساتھ بدکاری کرتی اور یہ بھی شرط لگاتی کہ وہ اپنا مال اس مرد پر خرچ کرے گی۔ حضور ﷺ کے ایک صحابی نے اس سے شادی کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔(2)

امام عبد بن حمید، ابوداؤد، امام ترمذی (جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے)، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، امام حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی تھا جس کا نام مرثد تھا۔ وہ مکہ مکرمہ سے قیدی اٹھاتا اور انہیں مدینہ طیبہ لے آتا۔ مکہ مکرمہ میں ایک عورت تھی جس کا نام عناق تھا۔ یہ مرثد کی دوست تھی۔ اس نے مکہ مکرمہ کے قیدیوں میں سے ایک آدمی پایا جسے وہ اٹھالے جائے۔ اس نے کہا میں آیا یہاں تک کہ ایک چاندنی رات میں مکہ مکرمہ کی دیواروں میں سے ایک دیوار کے سائے تک پہنچا۔ عناق آئی۔ اس نے دیوار کے نیچے سایہ سا دیکھا۔ جب وہ مجھ تک پہنچی تو اس نے مجھے پہچان لیا۔ پوچھا مرثد؟ میں نے کہا: ہاں مرثد۔ اس نے کہا خوش آمدید، آؤ ہمارے پاس رات گزارو میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے بدکاری کو حرام قرار دیا ہے۔ اس نے کہا اے خیمے والو! یہ وہ آدمی ہے جو تمہارے قیدی اٹھالے جاتا ہے۔ تو آٹھ آدمی میرے پیچھے ہو لیے۔ میں ایک گھاٹی میں داخل ہو گیا اور ایک غار تک پہنچا اور اس میں داخل ہو گیا۔ وہ لوگ آئے اور میرے سر پر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے پیشاب کیا۔ ان کا پیشاب میرے سر پر پڑا مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں مجھ سے دور کر دیا۔ پھر وہ لوگ چلے گئے۔ میں بھی اپنے ساتھی کے پاس آ گیا۔ اسے اٹھایا اور مدینہ طیبہ لے آیا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میں عناق سے شادی کر لوں؟ حضور ﷺ رک گئے اور مجھے کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ آیت نازل ہوئی۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا: اس سے شادی نہ کر۔(3)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 92 2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 87

3۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 307 (3177)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

امام ابن جریر نے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ مشہور عورتیں تھی مسلمان فقراء وہ ان عورتوں میں سے شادی کرنے پر تیار ہو جاتے تا کہ وہ عورتیں ان مردوں پر خرچ کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس چیز سے منع کر دیا۔(1)

امام ابوداؤد نے ''ناسخ'' میں، ابن مردویہ، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ان عورتوں کے بارے میں نازل ہوئی جو دور جاہلیت میں اعلانیہ بدکاری کرتی تھیں۔ وہ بدکارہ اور مشرکہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر ان سے نکاح کرنا حرام قرار دیا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے سعید جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام تھے، کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت ابن عباس کے پاس تھا۔ ایک آدمی آیا، کہا میں ایک عورت سے محبت کرتا تھا۔ میں نے اس عورت سے وہ پایا جسے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر حرام کیا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس عمل سے توبہ کی توفیق نصیب فرمائی ہے۔ اب میں نے ارادہ کیا ہے کہ اس سے شادی کرلوں۔ تو لوگوں نے یہ آیت پڑھ کر سنائی ہے۔ حضرت ابن عباس نے جواب دیا یہ اس آیت کا موقع محل نہیں ہے۔ ایسی عورتیں ہوتی تھیں جو اعلانیہ بدکاری کرتیں تھیں۔ وہ اپنے دروازوں پر جھنڈے لگاتی تھیں لوگ ان کے پاس آتے تھے۔ وہ اسی کے ذریعے پہچانی جاتی تھیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ تو اس سے شادی کرلے، اس میں جو گناہ ہو وہ مجھ پر ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں بدکارہ عورتیں ہوا کرتی تھیں۔ ایک آدمی دور اسلام میں ان میں سے کسی سے شادی کر لیتا اور اس سے لطف اندوز ہوتا۔ تو یہ چیز اسلام میں حرام کر دی گئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابوداؤد، ابن منذر، ابن عدی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایسا بدکار جس پر حد جاری کی گئی ہو وہ شادی نہ کرے مگر اپنی مثل سے۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ آدمی جس پر بدکاری کی حد جاری کی گئی ہو وہ شادی نہ کرے مگر اپنی مثل سے۔

امام ابن ابی شیبہ، سعید بن منصور اور ابن ادریس رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عورت سے شادی کی۔ پھر اس نے بدکاری کی تو اس پر حد جاری کی گئی۔ وہ اسے حضرت علی کے پاس لایا تو آپ نے اس مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی کرا دی اور اس مرد سے فرمایا تو اپنے جیسی سزا یافتہ عورت سے ہی شادی کر۔

امام احمد اور امام نسائی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین قسم کے لوگ جنت میں داخل نہیں ہونگے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ان کی طرف نظر کرم فرمائے گا (1) والدین کا نافرمان (2) مرد بننے والی عورت (3) بے غیرت۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 88　　2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 89　　3۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 134، المکتب الاسلامی بیروت

marfat.com
Marfat.com

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو آدمی یہ ارادہ رکھتا ہو کہ پاک صاف حالت میں اللہ تعالیٰ سے ملے تو آزاد عورتوں سے شادی کرے۔(1)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابوداؤد، ابوعبید نے ''تاریخ'' میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کا خیال تھا کہ اس آیت کو مابعد آیت نے منسوخ کر دیا ایسی عورتیں بھی ایامی المسلمین میں داخل ہیں۔(2)

وَ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَةً وَّ لَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

''وہ لوگ جو تہمت لگاتے ہیں پاکدامن عورتوں پر، پھر وہ نہ پیش کر سکیں چار گواہ تو لگاؤ ان (تہمت لگانے والوں) کو اسی درے اور نہ قبول کرنا ان کی کوئی گواہی ہمیشہ کے لیے اور وہی لوگ فاسق ہیں مگر (ان میں سے) وہ لوگ جو توبہ کر لیں ایسا بہتان لگانے کے بعد اور اپنی اصلاح کر لیں تو بیشک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔''

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حکام کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا جائے تو حکام جھوٹی تہمت لگانے والے کو اسی درے لگائیں اور حد لگائے جانے کے بعد جب تک وہ زندہ رہے اس کی گواہی قبول نہ کی جائے۔ فاسقوں کا معنی نافرمانی کرنے والے ہیں، یعنی انہوں نے جو جھوٹی تہمت لگائی ہے اس میں نافرمانی کرنے والے ہیں۔

امام ابوداؤد نے ''ناسخ'' میں اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جو ایسا کرنے کے بعد توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس پر نظر رحمت فرماتا ہے۔ تاہم گواہی کبھی بھی قابل قبول نہ ہوگی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا جرم کرنے والے کے بارے میں کوڑے مارنے کا حکم دیا ہے، توبہ قبول ہوگی اور گواہی رد کر دی جائے گی۔

امام سعید بن منصور اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے ابوبکرہ سے فرمایا: اگر تو توبہ کریگا تو میں تیری گواہی کو قبول کر لوں گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایسے لوگوں کی توبہ یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو جھٹلائیں۔ اگر وہ اپنے آپ کو جھٹلائیں تو ان کی شہادت قبول کی جائے گی۔

1۔ سنن ابن ماجہ، باب تزویج الحرائر والولود، جلد 2، صفحہ 425 (1862)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 92

marfat.com

Marfat.com

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے ''ناسخ'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے سورۂ نور کی آیت وَ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ کے بارے میں فرمایا: اس حکم سے وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ کو خارج کیا گیا ہے کیونکہ میاں بیوی جب دونوں قسم اٹھادیں تو ان میں جدائی کردی جائے گی اور اگر دونوں قسم نہ اٹھائیں تو حد جاری کی جائے گی، کوڑے مارنا ہو یا رجم کرنا۔

ابن منذر، ابن جریر اور بیہقی نے ''سنن'' میں حضرت ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا اور اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا کے بارے میں فرمایا: جس نے توبہ کی اور اصلاح کی تو کتاب اللہ میں اس کی شہادت قبول کی جائے گی۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: حضرت مغیرہ بن شعبہ کے خلاف تین آدمیوں نے بدکاری کی گواہی دی جبکہ زیاد نے گواہی دینے سے انکار کیا۔ حضرت عمر نے تینوں افراد پر حد قذف جاری کی۔ حضرت عمر نے ان سے فرمایا: توبہ کرو، تمہاری گواہی قبول کی جائے گی۔ دو آدمیوں نے توبہ کرلی اور ابوبکرہ نے توبہ نہ کی تو ان کی گواہی قبول نہ کی جاتی تھی۔ ابوبکرہ، زیاد کے ماں کی جانب سے بھائی تھے۔ جب زیاد کی وجہ سے حد قذف جاری ہوگئی تو ابوبکرہ نے قسم اٹھائی کہ وہ زیاد سے کبھی بھی کلام نہیں کرے گا۔ تو زیاد سے مرتے دم تک گفتگو نہ کی۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب تہمت لگانے والا توبہ کرے اور اپنے آپ کو جھٹلادے تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے امام شعبی، زہری، طاؤس اور مسروق رحمہم اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب تہمت لگانے والا توبہ کرلے تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی۔ اس کی توبہ یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو جھٹلائے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن مسیب اور حضرت حسن بصری رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: دونوں نے کہا کہ تہمت لگانے والا جب توبہ کرلے تو اس کی توبہ کا معاملہ اس کے اور اس کے اللہ کے درمیان ہے، اس کی گواہی قبول نہ کی جائے گی۔

عبد بن حمید نے مکحول سے قاذف کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے: جب وہ توبہ کرلے تو اس کی شہادت قبول نہ کی جائے گی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: تہمت لگانے والا جب توبہ کرلے تو اس کی توبہ کا معاملہ اللہ اور اس کے درمیان ہے رہی اس کی گواہی وہ کبھی بھی قبول نہ کی جائے گی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کی کوئی گواہی نہیں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کی توبہ کا معاملہ اللہ اور اس کے درمیان ہے کہ وہ اسے عذاب عظیم سے بچائے۔ تاہم اس کی گواہی قبول نہ کی جائے گی۔

عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت حسن بصری فرمایا کرتے تھے جھوٹی تہمت لگانے والے کی گواہی کبھی بھی قبول نہ کی جائے گی۔ اس کی توبہ کا معاملہ اللہ اور اس کے بندے کے درمیان ہے۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 98
2۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 7، صفحہ 307 (13634)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 306 (13631)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 97

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید، عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بھی اسی کی مثل قول نقل کیا ہے کہ جس آدمی پر بھی حد جاری کی جائے اس کی گواہی قبول کی جائے گی مگر جھوٹی تہمت لگانے والے کی گواہی قبول نہ کی جائے گی۔ اس کی توبہ کا معاملہ اس کے اور اس کے رب کے درمیان ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جھوٹی تہمت لگانے والے کی گواہی قبول نہ کی جائے گی۔ اس کی توبہ اس کے اور اس کے رب کے درمیان ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عیسیٰ بن عاصم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکرہ کے پاس جب کوئی آدمی آتا تاکہ اس کا گواہ بنے تو وہ کہتے میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بنالو کیونکہ مسلمانوں نے مجھے فاسق قرار دیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے سعید بن مسیب سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت عمر بن خطاب کے پاس حاضر تھا جب آپ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ پر تہمت لگانے والوں پر حد قذف جاری کی تھی ان لوگوں میں ابوبکرہ، ماتع، اور شبل تھے۔ پھر حضرت عمر نے ابوبکرہ کو بلایا فرمایا اگر تو اپنے آپ کو جھٹلا دے تو تیری گواہی قبول کی جائے گی۔ تو ابوبکرہ نے اپنے آپ کو جھٹلانے سے انکار کر دیا۔ حضرت عمر اس کی میت تک اس کی گواہی کو قبول نہیں کرتے تھے۔ ان کی توبہ سے مراد ان کا اپنے آپ کو جھٹلانا ہے۔

امام عبد الرزاق نے حضرت عمرو بن شعیب سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ ہے کہ تین، دو یا ایک جب بدکاری کی تہمت لگائیں تو ان کی شہادت قبول نہ کی جائے گی۔ انہیں اسی (80) اسی کوڑے مارے جائیں۔ ان کی گواہی کبھی بھی قبول نہ کی جائے گی یہاں تک کہ مسلمانوں کے لیے ان کی توبہ نصوح اور اصلاح ظاہر ہو جائے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت جعفر بن برقان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے میں نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا اللہ تعالیٰ نے اس میں توبہ کا ذکر کیا ہے اور ایک دوسری آیت میں فرمایا، اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۙ (نور) کہا جہاں تک پہلی آیت کا تعلق ہے تو اس میں ممکن ہے کہ عورت سے ایسا فعل صادر ہوا ہو۔ جہاں تک دوسری آیت کا تعلق ہے تو یہ وہ عورت ہے جس نے ایسا فعل مطلقاً نہ کیا ہو۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اور اہل مکہ کے درمیان معاہدہ تھا تو کوئی عورت مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاتی تو مشرک کہتے یہ مردوں کی تلاش میں نکلی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بدکاری جھوٹی تہمت سے بڑھ کر ہے اور جھوٹی تہمت شراب پینے سے بڑھ کر ہے۔(3)

1۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 7، صفحہ 310 (13643)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 309، (13641)

3۔ ایضاً، باب ضرب الحدود، جلد 7، صفحہ 294 (13579)

marfat.com

Marfat.com

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: بدکار کو کوڑے جھوٹی تہمت اور شراب پینے والے سے سخت لگائے جائیں گے اور حد قذف، حد شرب سے سخت ہوگی (1) (واللہ اعلم)۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝

"اور وہ (خاوند) جو تہمت لگاتے ہیں اپنی بیویوں پر اور نہ ہوں ان کے پاس کوئی گواہ بجز اپنے تو ان کی شہادت کا یہ طریقہ ہے کہ وہ خاوند چار مرتبہ گواہی دے کہ بخدا وہ (یہ تہمت لگانے میں) سچا ہے اور پانچویں بار یہ کہے اس پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہو اگر وہ کذب بیانی کرنے والوں میں سے ہو۔ اور ٹل سکتی ہے اس عورت سے حد کہ وہ گواہی دے چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہ وہ (خاوند) جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ خدا کا غضب ہو اس پر اگر وہ (خاوند) سچا ہو۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت تم پر نہ ہوتی (تو تم بڑی الجھنوں میں پڑ جاتے) اور بے شک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا بڑا دانا ہے۔"

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عاصم بن عدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب آیت وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ نازل ہوئی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ آدمی کے چار گواہ لانے تک تو بدکار آدمی نکل جائے گا۔ چند دن ہی گذرے تھے تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرا ایک بھتیجا ہے جس کے ساتھ اس کی بیوی ہے جبکہ اس عورت کے ساتھ اس کا ایک بیٹا ہے۔ وہ عورت کہہ رہی ہے یہ تیرا بیٹا ہے جبکہ بھتیجا کہہ رہا ہے یہ میرا نہیں ہے تو "لعان" والی آیت نازل ہوئی۔ عاصم نے کہا میں ہی سب سے پہلے اس بارے میں گفتگو کرنے والا تھا اور سب سے پہلے مجھے ہی اس آزمائش سے دوچار ہونا پڑا۔

امام احمد، عبدالرزاق، طیالسی، عبد بن حمید، ابوداؤد، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب آیت وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ نازل ہوئی تو حضرت سعد بن عبادہ (جو انصار کے سردار تھے) نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ﷺ کیا یہ آیت اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے انصار کی جماعت! کیا تم سن نہیں رہے تمہارا سردار کیا کہتا ہے؟ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ اس پر

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب ضرب الحدود، جلد 7، صفحہ 294 (13578)، دارالکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

ملامت نہ کیجئے یہ ایک غیور آدمی ہے، اللہ تعالیٰ کی قسم! اس نے ہمیشہ باکرہ عورت سے ہی شادی کی ہے۔ اس نے کبھی کسی عورت کو طلاق نہیں دی کہ ہم میں سے کوئی اس عورت سے شادی کی جرأت کرے۔ یہ محض غیرت کی زیادتی کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔ حضرت سعد نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میں یہ تو جانتا ہوں کہ یہ حق ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوئی ہے۔ لیکن مجھے اس پر تعجب ہے اگر میں کمینی عورت کو پاؤں جس سے کوئی مرد بدکاری کر رہا ہو تو مجھے یہ حق نہیں کہ میں اس پر حملہ کردوں اور نہ میں اسے ہلا سکتا ہوں یہاں تک کہ میں چار گواہ لاؤں، اللہ کی قسم! میں انہیں نہیں لاؤں گا مگر وہ اپنی حاجت پوری کرلے گا۔ یہ لوگ تھوڑی دیر بھی نہ ٹھہرے تھے کہ ہلال بن امیہ آئے۔ یہ ان تین اصحاب میں سے ایک تھے جن کی توبہ قبول ہوئی تھی۔ وہ رات کو اپنی زمین سے واپس آئے اور اپنی بیوی کے پاس گئے۔ وہاں ایک آدمی پایا اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور اپنے کانوں سے آواز سن لی۔ اسے کچھ نہ کہا یہاں تک کہ صبح ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میں رات کو اپنے گھر والوں کے پاس آیا۔ اپنی بیوی کے پاس ایک مرد پایا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا۔ اس نے جو ذکر کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ اس پر انصار جمع ہوگئے اور عرض کی ہم اس مصیبت کا شکار ہوگئے جس کا ذکر ابھی حضرت سعد بن عبادہ نے کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی سزا کا فیصلہ کیا اور مسلمانوں میں اس کی گواہی کو باطل کردیا۔ ہلال نے کہا اللہ کی قسم! مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے لیے اس سے نجات کی کوئی راہ بنائے گا۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں جانتا ہوں کہ جو خبر میں آپ کے پاس لایا ہوں وہ آپ پر بڑی شاق گذری ہے۔ اللہ جانتا ہے میں سچا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ اسے کوڑے مارنے کا ارادہ کررہے تھے کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی۔ جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو چہرے کی رنگت سے صحابہ پہچان لیتے۔ تو وہ رک گئے یہاں تک کہ وحی ختم ہوگئی۔ فرمایا: اے ہلال! تجھے بشارت ہو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے نجات کی ایک صورت بنادی ہے۔ حضرت ہلال نے عرض کی: میں اپنے رب سے اس کی امید رکھتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے بلالاؤ۔ ہلال کی بیوی آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں پر اسی آیت کو تلاوت کیا، دونوں کا ذکر کیا اور انہیں بتایا کہ آخرت کا عذاب دنیا کے عذاب سے سخت ہے۔ حضرت ہلال نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میں نے اس بارے میں سچی بات کی ہے۔ عورت نے کہا اس نے جھوٹ بولا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دونوں باہم لعان کرو۔ حضرت ہلال سے کہا گیا گواہی دو۔ تو حضرت ہلال نے چار دفعہ گواہی دی، اللہ کی قسم! وہ سچا ہے۔ جب پانچویں دفعہ گواہی کی باری آئی تو ہلال سے کہا گیا دنیا کا عذاب آخرت سے بہت ہی آسان ہے۔ یہ جھوٹی گواہی تجھ پر عذاب کو واجب کردے گی۔ حضرت ہلال نے عرض کی اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ اس گواہی پر مجھے اسی طرح عذاب نہیں دے گا جس طرح اس نے مجھ پر حد جاری نہیں کی۔ حضرت ہلال نے پانچویں دفعہ یہ گواہی دی: اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اللہ کی لعنت۔ پھر اس عورت سے کہا گیا تو گواہی دے۔ اس نے چار دفعہ گواہی دی کہ اللہ کی قسم! یہ جھوٹا ہے۔ جب پانچویں دفعہ گواہی کی باری آئی، اسے کہا گیا اللہ سے ڈر، دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے آسان ہے اور یہ شہادت تجھ پر عذاب کو لازم کردے گی۔ وہ ایک لمحہ کے لیے جھجکی اور کہا میں اپنی قوم کو رسوا نہیں کروں گی تو اس نے پانچویں دفعہ یہ

marfat.com
Marfat.com

گواہی دی اگر یہ مرد سچا ہے تو اس (عورت) پر اللہ کا غضب ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں میں تفریق کردی اور یہ بھی فیصلہ کیا کہ اس کی اولاد کی نسبت کسی باپ کی طرف نہ ہوگی اور ان پانچ گواہیوں کی وجہ سے بچے پر کوئی الزام نہ دیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کے بارے میں فیصلہ کیا کہ اس عورت کے لیے کوئی رزق، کوئی رہائش اور عدت نہ ہوگی کیونکہ ان کے درمیان جدائی طلاق اور وفات کے بغیر ہوئی ہے۔ (1)

امام بخاری، امام ترمذی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ہلال بن امیہ نے نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنی بیوی پر تہمت لگائی کہ اس نے شریک بن سحماء کے ساتھ بدکاری کی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: گواہی پیش کرو یا تیری پشت پر حد جاری کی جائے گی۔ عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ جب ہم میں سے کوئی اپنی بیوی پر کسی مرد کو دیکھے تو وہ گواہ تلاش کرنے کے لیے جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ یہی فرماتے رہے، گواہ پیش کرو ورنہ تیری پشت پر حد جاری کی جائے گی۔ حضرت ہلال نے عرض کی: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا! میں سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ ضرور ایسا حکم نازل کرے گا جو میری پشت کو حد سے محفوظ رکھے گا۔ حضرت جبرئیل امین حاضر ہوئے تو یہ آیات وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ ........... مِنَ الصّٰدِقِيْنَ نازل کیں۔ نبی کریم ﷺ متوجہ ہوئے۔ دونوں کو بلا بھیجا۔ حضرت ہلال گواہی دینے لگے جب کہ نبی کریم ﷺ یہ کہہ رہے تھے: اللہ جانتا ہے تم میں سے ایک جھوٹا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی توبہ کرنے والا ہے؟ پھر وہ عورت اٹھی اور گواہی دی۔ جب پانچویں دفعہ گواہی دینے کی باری آئی تو صحابہ نے اسے روکا اور کہا یہ تجھ پر (عذاب کو) واجب کردے گی۔ وہ رکی سر جھکایا یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ شاید یہ رجوع کرلے گی پھر کہا میں ہمیشہ کے لیے اپنی قوم کو ذلیل و رسوا نہیں کروں گی۔ وہ چلی گئی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دیکھنا اگر تو وہ سرمگیں آنکھوں والا بھاری سرین والا اور موٹی پنڈلیوں والا بچہ جنے تو وہ شریک بن سحماء کا ہوگا۔ تو اس عورت نے ایسا بچہ ہی جنا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر کتاب اللہ کا حکم نہ ہوتا تو میں اس سے نبٹ لیتا۔ (2)

امام ابن ابی حاتم، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے اپنی بیوی پر الزام لگایا کہ اس نے فلاں مرد کے ساتھ بدکاری کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس الزام کو ناپسند کیا اور اس کو رد کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا۔ حضور ﷺ نے دونوں کی طرف پیغام بھیجا اور دونوں کو بلایا، فرمایا: تم دونوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا ہے۔ حضور ﷺ نے مرد کو بلایا اس پر آیات کی تلاوت کی اس نے چار دفعہ یہ گواہی دی: اللہ کی قسم! وہ سچا ہے۔ پھر اسے حکم دیا اور اس کے منہ کو بند کردیا۔ اسے نصیحت کی اور کہا اللہ تعالیٰ کی لعنت کے مقابلہ میں ہر شے آسان ہے۔ پھر اسے چھوڑا تو اس مرد نے یہ کہا اگر وہ جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت۔ پھر عورت کو بلایا۔ اس پر آیات کی تلاوت کی۔ اس عورت نے چار گواہیاں دے دیں: اللہ کی قسم! وہ مرد جھوٹا ہے۔ پھر اسے حکم دیا اور بات کرنے سے منع کردیا۔ اس عورت کو نصیحت کی اور

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 238، دار صادر بیروت
2۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 309 (3179)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

کہا: تجھ پر افسوس! اللہ کے غضب سے تیرے لیے ہر چیز آسان ہے۔ پھر اسے اجازت دے دی تو اس عورت نے کہا: اگر مرد سچا ہے تو اس (عورت) پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہو۔

امام بخاری، امام مسلم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میری بیوی نے بدکاری کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے، گویا آپ زمین میں اپنا سر جھکائے ہوئے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا سر اٹھایا اور کہا اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں حکم نازل کیا ہے، اپنی بیوی کو لے آؤ۔ وہ عورت آ گئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اٹھو اور چار بار گواہی دو۔ وہ مرد اٹھا، اس نے چار بار گواہی دی اللہ کی قسم! وہ سچا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیرے لیے ہلاکت، تیرے لیے افسوس! یہ گواہی تجھ پر سزا کو واجب کر دے گی۔ تو مرد نے پانچویں دفعہ گواہی دی اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ پھر اس کی بیوی اٹھی۔ اس نے چار دفعہ گواہی دی: اللہ کی قسم! مرد جھوٹا ہے۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا: ویلک، ویحک یہ گواہی تجھ پر عذاب کو واجب کر دے گی۔ عورت نے پانچویں دفعہ گواہی دی۔ اگر مرد سچا ہے تو اس پر اللہ کا غضب ہو۔ پھر اس مرد سے فرمایا: اب چلا جا تیرا اس عورت پر کوئی حق نہیں ہے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میرا مال۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تیرے لیے کوئی مال نہیں۔ اگر تو نے اس پر سچا الزام لگایا ہے تو یہ مال اس کا عوض ہے جو تو نے اس سے لطف اٹھا لیا۔ اگر تو نے اس پر جھوٹا الزام لگایا ہے تو یہی چیز تجھے اس سے دور کرنے والی ہے۔

امام احمد، عبد بن حمید، امام ترمذی (جبکہ امام ترمذی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے)، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے دو لعان کرنے والوں کے بارے میں پوچھا: کیا ان کے درمیان تفریق کر دی جائے گی؟ جواب دیا سبحان اللہ! ہاں۔ سب سے پہلے جس نے اس بارے میں سوال کیا: وہ فلاں بن فلاں تھا۔ اس نے عرض کی: اس آدمی کے بارے میں بتائیے جو اپنی بیوی کو بدکاری کرتے ہوئے دیکھتا ہے۔ اگر بات کرے تو بہت بڑی بات کرتا ہے۔ اگر خاموش رہے تو ایسی بات پر خاموش رہتا ہے۔ تو حضور ﷺ خاموش رہے، اسے کوئی جواب نہ دیا۔ جب اس کے بعد وہ صحابی حاضر ہوا تو عرض کی: میں نے جس بارے میں پوچھا تھا میں خود اسی میں مبتلا ہو گیا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں اس آیت کو نازل فرمایا وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ .......... اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ آپ نے اس آدمی سے گفتگو کا آغاز کیا، اسے نصیحت کی، اسے آخرت یاد دلائی اور بتایا دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے آسان ہے۔ اس آدمی نے جواب دیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! میں نے آپ سے جھوٹ نہیں بولا۔ پھر دوسری دفعہ عورت سے گفتگو کی اور نصیحت کی، اسے یاد دلایا اور بتایا کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے آسان ہے۔ عورت نے جواب دیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! یہ جھوٹا ہے۔ مرد سے گواہی کا سلسلہ شروع کیا۔ اس نے چار دفعہ اللہ کے نام کے ساتھ گواہی دی کہ وہ سچا ہے اور پانچویں دفعہ یہ گواہی دی کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ پھر آپ ﷺ عورت کی طرف متوجہ ہوئے، اس نے بھی اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ چار دفعہ گواہی دے دی کہ

marfat.com
Marfat.com

وہ جھوٹا ہے اور پانچویں دفعہ یہ گواہی دی کہ اس پر اللہ کا غضب ہو اگر مرد سچا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام مسلم، عبد بن حمید، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہم جمعہ کی رات مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ تو ایک انصاری آیا۔ اس نے کہا ہم میں سے کوئی جب اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھے اور اسے قتل کر دے تو تم اسے قتل کر دیتے ہو، اگر بات کرے تو تم اسے کوڑے مارتے ہو۔ اگر خاموش رہے تو غیظ وغضب کی حالت میں خاموش رہتا ہے، اللہ کی قسم! اگر میں نے صحت مندی کی حالت میں صبح کی تو میں رسول اللہ ﷺ سے ضرور پوچھوں گا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا، عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ ہم میں سے کوئی جب اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھے اسے قتل کر دے تو تم اسے قتل کر دیتے ہو۔ اگر بات کرے تو اسے کوڑے مارتے ہو۔ اگر خاموش رہے تو غیظ وغضب کی حالت میں خاموش رہتا ہے، اے اللہ! فیصلہ فرما، تو لعان والی آیت نازل ہوئی۔ سب سے پہلے وہی سوال کرنے والا اس مصیبت کا شکار ہوا۔(2)

امام عبدالرزاق، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت سہل بن سعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: عاصم بن عدی کے پاس آئے، عرض کی: رسول اللہ ﷺ سے سوال کیجئے ایسے آدمی کے بارے میں بتائیں جو اپنی بیوی کے ساتھ ایک آدمی پاتا ہے اور اسے قتل کر دیتا ہے، کیا جواب میں قاتل کو قتل کر دیا جائے گا یا اس کے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے گا۔ عاصم نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا۔ حضور ﷺ نے سوال کرنے والے پر ناراضگی کا اظہار کیا۔ عویمر ان سے ملے، پوچھا تو نے کیا کہا؟ عاصم نے جواب دیا تو میرے لیے کوئی خیر نہیں لایا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے سوال کرنے والے پر ناراضگی کا اظہار کیا۔ عویمر نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور ضرور سوال کروں گا۔ وہ حاضر ہوا اور یہ کیفیت پائی کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہو چکی ہے۔ حضور ﷺ نے دونوں کو بلایا اور دونوں کے درمیان لعان کرایا۔ عویمر نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ اسے جانے دیں، تحقیق اس نے اپنے بارے میں جھوٹ بولا ہے۔ تو اس نے رسول اللہ ﷺ کے بتانے سے پہلے ہی اسے طلاق دے دی۔ تو یہی واقعہ لعان کرنے والوں کے لیے لعنت بن گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے دیکھنا اگر یہ سیاہ رنگ، موٹی کالی آنکھوں والا اور بڑی سرین والا بچہ جنے تو میرا خیال ہے کہ مرد سچا ہے، اگر وہ سرخ رنگ کا بچہ جنے گویا وہ وحرہ(3) ہے تو میرا خیال ہے کہ مرد جھوٹا ہے۔ تو اس عورت نے ناپسندیدہ کیفیت پر بچہ جنا تھا(4)۔

امام ابویعلیٰ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دور اسلام میں سب سے پہلے لعان کرنے والا ہلال بن امیہ تھا۔ اس نے شریک بن سحماء پر تہمت لگائی کہ اس نے اس کی بیوی کے ساتھ بدکاری کی ہے۔ عورت نے معاملہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چار گواہ لاؤ ورنہ تیری پشت

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 19، دار صادر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 22, 421
3۔ ایک سرخ رنگ کا جانور جسے اردو زبان میں بامنی کہتے ہیں (مترجم)
4۔ سنن ابن ماجہ، باب اللعان، جلد 2، صفحہ 529 (2066)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

پر حد جاری کی جائیگی۔ عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ اللہ خوب جانتا ہے کہ میں سچا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ایسا حکم ضرور جاری کرے گا جو میری پشت کو کوڑوں سے محفوظ کردے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے لعان والی آیت نازل فرمائی۔ حضور ﷺ نے اس آدمی کو بلایا، اللہ کے نام کے ساتھ گواہی دو کہ تو نے اس عورت پر بدکاری کی جو تہمت لگائی ہے اس میں سچا ہے۔ اس نے اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ چار دفعہ گواہی دے دی۔ پھر پانچویں دفعہ کہا تجھ پر اللہ کی لعنت ہو اگر تو اس بات میں جھوٹا ہوگا جو تو نے اس پر بدکاری کی تہمت لگائی ہے۔ تو اس نے اسی طرح کیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو بلایا، فرمایا: اٹھو اللہ کے نام کے ساتھ گواہی دو کہ مرد نے تجھ پر بدکاری کی جو تہمت لگائی ہے اس میں وہ جھوٹا ہے۔ عورت نے اس بارے میں چار دفعہ گواہی دی۔ پھر پانچویں دفعہ فرمایا: اس نے تجھ پر بدکاری کی جو تہمت لگائی ہے اس میں اگر سچا ہے تو تجھ پر اللہ کا غضب ہو۔ راوی نے کہا جب چوتھی دفعہ یا پانچویں دفعہ گواہی دینے کی باری تھی تو وہ ایک لحہ خاموش ہوگئی یہاں تک کہ صحابہ گمان کرنے لگے کہ وہ اعتراف کرلے گی۔ پھر اس نے کہا میں ہمیشہ کے لیے اپنی قوم کو ذلیل و رسوا نہیں کروں گی اور گواہی دے دی رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان تفریق کردی۔ فرمایا: دیکھنا اگر وہ گھنگریالے بالوں والا، پتلی پنڈلیوں والا بچہ جنے تو شریک بن سحماء کا ہوگا۔ اگر وہ سفید، سیدھے بالوں والا، چھوٹی آنکھوں والا ہوا تو وہ ہلال بن امیہ کا ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم نازل نہ ہو چکا ہوتا تو میں اسے دیکھ لیتا۔

امام نسائی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ انصار میں سے بنی زریق کے ایک آدمی نے اپنی بیوی پر بدکاری کی تہمت لگائی۔ وہ آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے چار دفعہ اس کی بات کو رد کیا تو اللہ تعالیٰ نے لعان والی آیت کو نازل فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سوال کرنے والا کہاں ہے؟ اللہ تعالیٰ کی جانب عظیم حکم نازل ہوا۔ مرد نے لعان کے علاوہ ہر چیز کا انکار کیا اور عورت نے بھی اسی قسم کی بات کی۔ دونوں نے لعان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ عورت زرد رنگ والا، پتلی پنڈلیوں والا، بٹی ہوئی ہڈیوں والا بچہ جنے تو وہ لعان کرنے والے کا ہوگا۔ اگر وہ سیاہ رنگ والا جیسے خاکستری اونٹ ہوتا ہے تو بچہ کسی اور کا ہوگا۔ تو اس عورت نے خاکستری اونٹ جیسا بچہ جنا۔ حضور ﷺ نے اس بچہ کو منگوایا اور اسے اس کی ماں کے خاندان کے حوالے کردیا۔ فرمایا: اگر وہ آیات نازل نہ ہوتیں تو اس میں یہ، یہ سزا ہوتی۔

امام بزار نے حضرت حذیفہ بن یمان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر سے فرمایا: اگر تو ام رومان کے ساتھ کسی مرد کو دیکھے تو تو اس مرد کے ساتھ کیا کرے گا؟ عرض کی! اللہ کی قسم! میں اس کے ساتھ برا سلوک کروں گا۔ فرمایا: اے عمر! تو اس کے ساتھ کیا سلوک کرے گا؟ عرض کی! اللہ کی قسم! میں اسے قتل کروں گا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی سند کے راوی ثقہ ہیں مگر بزار اپنے حافظہ سے روایت کرتے تھے تو بعض اوقات غلطی کرجاتے تھے۔ ابن مردویہ نے اور دیلمی نے اسی سند سے روایت نقل کی ہے: تاہم حضرت عمر کے قول (كُنْتُ قَاتِلَهُ) کے بعد ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے: فرمایا: اے سہیل بن بیضاء! تو کیا کرے گا؟ عرض کی! میں کہوں گا اللہ تعالیٰ نے ابعد پر لعنت کی کہ وہ خبیث

marfat.com
Marfat.com

ہے، اللہ تعالیٰ نے بعد ی پر لعنت کی وہ خبیثہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے تین میں سے پہلے پر لعنت کی ہے جس کے بارے میں خبر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابن بیضاء! تو نے قرآن کے معنی کو سمجھا ہے۔ یہ بزار کے قول سے زیادہ صحیح ہے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت زید بن نفیع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر سے فرمایا: بتاؤ اگر تم اپنی بیوی کے ہاں کسی مرد کو پاؤ تو اس مرد کے ساتھ کیا کرو گے؟ عرض کی! میں اسے قتل کردوں گا۔ پھر حضور ﷺ نے حضرت عمر سے فرمایا۔ تو حضرت عمر نے بھی حضرت ابوبکر صدیق جیسا جواب دیا۔ دوسرے لوگوں نے بھی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر جیسے جواب دیئے تو پھر حضور ﷺ نے سہیل بن بیضاء سے فرمایا۔ تو عرض کی! میں کہوں گا اللہ تعالیٰ نے تجھ پر لعنت کی ہے تو خبیثہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے تجھ پر لعنت کی ہے تو خبیث ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہم تینوں میں سے پہلے پر بھی لعنت کی ہے جس سے یہ واقعہ نکلا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابن بیضاء! تو نے قرآن کا صحیح معنی سمجھا ہے۔ اگر اس نے قتل کیا تو جواب میں قاتل کو قتل کردیا جائے گا۔ اگر اس نے تہمت لگائی تو اس پر حد جاری کی جائے گی۔ اگر اس نے عورت پر تہمت لگائی تو مرد اس سے لعان کرے گا۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے آیت وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ کی تفسیر میں قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ آدمی ہے جو اپنی بیوی پر بدکاری کی تہمت لگاتا ہے۔ وَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّاۤ اَنْفُسُهُمْ یعنی مرد کے پاس اپنی ذات کے علاوہ کوئی ایسے گواہ نہیں جو یہ گواہی دیں کہ اس کی بیوی نے بدکاری کی ہے۔ یہ مسئلہ حکام کے سامنے پیش کیا گیا تو نماز کے بعد مسجد میں خاوند کی گواہی یہ ہوگی کہ وہ چار دفعہ اللہ کے نام کے ساتھ یہ گواہی دے گا: میں اللہ کے نام کے ساتھ گواہی دیتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ اس کی بیوی بدکارہ ہے اور پانچویں دفعہ یہ گواہی دے کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ یدرا کا معنی ہے کہ حکام اس سے حد کو ساقط کردیں گے۔ جب عورت چار بار یہ گواہی دے گی کہ اس کا خاوند جھوٹا ہے عورت خاوند کی جگہ کھڑی ہوگی اور چار دفعہ کہے گی۔ میں اس اللہ کے نام پر شہادت دیتی ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں بدکارہ نہیں ہوں اور میرا خاوند جھوٹا ہے اور پانچویں دفعہ کہے گی: اگر اس کا خاوند سچا ہے تو اللہ تعالیٰ کا اس پر غضب ہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر عورت اپنے بارے میں بدکاری کا اقرار کرے گی تو اسے رجم کردیا جائے گا، اگر بدکاری کا انکار کرے تو حد سے بچ جائے گی۔ یہاں عذاب سے مراد دنیا کا عذاب ہے۔ پھر ان کے درمیان تفریق کردی جائے گی اور وہ مطلقہ کی عدت گذارے گی۔

امام عبدالرزاق نے حضرت عمر بن خطاب سے روایت نقل کی ہے کہ دو لعان کرنے والے کبھی بھی اکٹھے نہیں ہوں گے۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لعان رجم سے بڑھ کر ہے۔

عبدالرزاق نے سعید بن مسیب سے روایت نقل کی ہے کہ ان دونوں میں سے جو زیادہ جھوٹا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب الرجل یجد مع امرأتہ رجلا، جلد 7، صفحہ 73 (12412)، دارالکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

امام بزار نے حضرت جابر سے روایت نقل کی ہے کہ لعان والی آیت زیادہ سوال کرنے کی وجہ سے نازل ہوئی ہے۔

امام خرائطی رحمہ اللہ نے "مکارم الاخلاق" میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت سعد بن عبادہ نے کہا: اگر میں اپنی بیوی کو دیکھوں جبکہ اس کے ساتھ کوئی مرد ہو تو میں انتظار کرتا رہوں گا یہاں تک کہ چار آدمی لاؤں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ عرض کی! مجھے اس ذات کی قسم! اگر میں نے اسے دیکھ لیا تو میں اسے تلوار سے جلدی قتل کرلوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انصار! سنو تو تمہارا سردار کیا کہتا ہے، بیشک سعد غیرت مند ہے، میں سعد سے غیرت مند ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی غیرت مند ہے۔

امام ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جب لعان والی آیت نازل ہوئی جس عورت نے کسی قوم پر ایسے آدمی کو داخل کیا جو ان میں سے نہیں تھا (بدکاری کے ذریعہ غیر کی اولاد کو ان میں شامل کیا) تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کے لیے کچھ بھی نہیں اور اللہ تعالیٰ اسے کبھی بھی جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ اور جس آدمی نے اپنی بیوی اور اولاد کا انکار کیا جبکہ وہ جانتا ہے کہ یہ اس کی اولاد ہے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس سے حجاب فرمائے گا اور اگلوں پچھلوں کی موجودگی میں اسے ذلیل ورسوا کرے گا۔ (1)

اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ۭ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ۭ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ⑪

"بیشک جنہوں نے جھوٹی تہمت لگائی ہے وہ ایک گروہ ہے تم میں سے۔ تم اسے اپنے لیے برا خیال نہ کرو۔ بلکہ یہ بہتر ہے تمہارے لیے۔ ہر شخص کے لیے اس گروہ میں سے اتنا گناہ ہے جتنا اس نے کمایا اور جس نے سب سے زیادہ حصہ لیا ان میں سے (تو) اس کے لیے عذاب عظیم ہوگا۔

امام عبدالرزاق، امام احمد، امام بخاری، عبد بن حمید، امام مسلم، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر پر جانے کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج مطہرات میں قرعہ ڈالتے۔ جس کا قرعہ نکلتا اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر پر ساتھ لے جاتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ایک غزوہ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شرکت کی اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرعہ اندازی کی تو میرے نام قرعہ نکلا۔ حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ روانہ ہوئی۔ مجھے میرے ہودج میں ہی بیٹھے ہوئے اونٹ پر سوار کیا جاتا اور اسی میں مجھے نیچے اتارا جاتا۔ ہم چلتے رہے یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس غزوہ سے فارغ ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹے یہاں تک کہ ہم مدینہ طیبہ کے قریب پہنچ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات کوچ کا

1۔ سنن ابن ماجہ، مع شرح، کتاب الفرائض، جلد 3، صفحہ 336 (2743)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

اعلان کیا۔ جب لوگوں نے کوچ کا اعلان کیا میں اٹھی، میں چلی یہاں تک کہ لشکر سے دور چلی گئی۔ جب میں قضائے حاجت سے فارغ ہوگئی تو میں اپنے کجاوے کی طرف آئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ ظفار گھونگھوں کا میرا ہار ٹوٹ گیا۔ میں نے اپنا ہار تلاش کرنا شروع کر دیا۔ اس کی تلاش نے مجھے روکے رکھا۔ وہ لوگ آئے جو مجھے ساتھ لے کر چلتے تھے۔ انہوں نے میرا ہودج اٹھایا اور اس اونٹ پر رکھ دیا جس پر میں سفر کرتی تھی۔ صحابہ یہ گمان کرتے تھے کہ میں اس میں موجود ہوں۔ ان دنوں عورتیں ہلکی پھلکی ہوتی تھیں، جسیم نہ ہوتی تھیں۔ عورت علقہ (تھوڑا) کھاتی تھی۔ جب انہوں نے ہودج کو اٹھایا تو اس کے ہلکا ہونے کا احساس نہ کیا۔ میری عمر ابھی تھوڑی تھی۔ صحابہ نے اونٹ اٹھایا اور اسے لے کر چل پڑے۔ جب لشکر چلا گیا تو میرا ہار مجھے مل گیا۔ میں لشکر کے پڑاؤ کی جگہ آگئی۔ نہ وہاں کوئی بلانے والا اور نہ ہی کوئی جواب دینے والا تھا۔ میں نے اسی جگہ کا قصد کیا جہاں میں نے رات گذاری تھی۔ میرا گمان تھا جب وہ مجھے نہ پائیں گے تو میری طرف آئیں گے۔

میں اپنی جگہ بیٹھی ہوئی تھی کہ مجھ پر نیند غالب آگئی اور میں سوگئی۔ صفوان بن معطل سلمی، ذکوانی لشکر کے پیچھے تھے۔ وہ رات کو چلتے رہے اور میرے ٹھہرنے کی جگہ صبح کی۔ انہوں نے سونے والے انسان کا سایہ دیکھا۔ وہ میرے پاس آئے۔ جب مجھے دیکھا تو مجھے پہچان لیا۔ انہوں نے حجاب سے پہلے مجھے دیکھا ہوا تھا۔ جب انہوں نے مجھے پہچان لیا، اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ کہا تو میں جاگ گئی۔ میں نے اپنی چادر سے اپنے چہرے کو ڈھانپ لیا۔ اللہ کی قسم! اس نے مجھ سے کوئی بات نہ کی اور میں نے اِنَّا لِلّٰهِ کے سوا کوئی کلمہ اس سے نہ سنا۔ اس نے اپنی سواری بٹھائی اور اونٹنی کے اگلے پاؤں پر قدم رکھا۔ میں سواری پر سوار ہوگئی۔ وہ سواری کی مہار پکڑے آگے چلتے رہے یہاں تک کہ ہم لشکر میں اس وقت پہنچے جب وہ دوپہر کے وقت گرمی کی شدت سے پڑاؤ ڈال چکے تھے۔ میرے بارے میں جس نے ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہوگیا۔

جس نے بہتان لگایا وہ عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔ ہم مدینہ طیبہ پہنچے، مجھے بخار ہوگیا یہاں تک کہ میں ایک ماہ تک بیمار رہی۔ لوگ بہتان تراشی کرنے والوں کے بارے میں باتیں کرتے مگر مجھے اس کا کچھ احساس نہ تھا۔ جو چیز مجھے شک میں ڈالتی وہ یہ تھی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ شفقت نہ دیکھتی جو میں اس وقت دیکھا کرتی۔ جب میں بیمار ہوا کرتی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لاتے، فرماتے تیرا کیا حال ہے۔ پھر چلے جاتے۔ یہ چیز مجھے شک میں ڈالتی اور مجھے کسی غلط بات کا احساس نہ ہوتا۔ جب میں کمزور ہوگئی تو میں قضائے حاجت کے لیے مناصع کی طرف باہر گئی۔ یہ جگہ ہماری قضائے حاجت کے لیے ہوتی تھی جبکہ ام مسطح میرے ساتھ تھی۔ ہم رات کے وقت نکلتیں پھر اگلی رات جاتیں۔ یہ واقعہ اس دور سے پہلے کا ہے جب ہم نے اپنے گھروں کے قریب قضائے حاجت کے لیے جگہ بنائی۔ قضائے حاجت کے بارے میں ہمارا طرز عمل بھی پہلے والے عربوں کا سا تھا۔ اپنے گھروں کے قریب لیٹرین بنانا ہمارے لیے پریشانی کا باعث ہوتا تھا۔ میں اور ام مسطح گئیں۔

میں اور ام مسطح گھر کی طرف آرہی تھیں جبکہ ہم نے اپنے کپڑے نیچے لٹکائے ہوئے تھے۔ ام مسطح کا پاؤں چادر میں اڑ گیا اور وہ گر گئی۔ اس نے کہا مسطح برباد ہو۔ میں نے اس سے کہا تو نے کتنی بری بات کہی ہے، تو اس آدمی کو گالی دے رہی ہے جو غزوۂ بدر میں شریک ہوا۔ تو ام مسطح نے کہا اے بھولی بھالی! کیا تو نے وہ بات نہیں سنی جو اس نے کہی ہے؟ میں نے پوچھا اس نے کیا

marfat.com
Marfat.com

کہا ہے؟ ام مسطح نے تہمت لگانے والوں کی تمام بات مجھے بتادی۔ میری بیماری پہلے سے بھی بڑھ گئی۔

جب میں اپنے گھر لوٹی رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے سلام فرمایا۔ پھر پوچھا تیرا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کی کیا آپ ﷺ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اپنے والدین کے ہاں چلی جاؤں؟ اس وقت میرا ارادہ یہ تھا کہ میں ان سے اس خبر کے بارے میں یقین حاصل کرلوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول ﷺ نے مجھے اجازت دے دی۔ میں اپنے والدین کے ہاں آگئی۔ میں نے اپنی والدہ سے کہا اے ماں! یہ لوگ کیا باتیں کررہے ہیں؟ والدہ نے کہا اے بیٹی! پریشان نہ ہو اللہ کی قسم! بہت ہی کم کوئی ایسی عورت ہوگی جو خوبصورت ہو، اس کا خاوند اس سے محبت کرتا ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں، وہ اس بارے میں باتیں نہ کریں۔ میں نے کہا سبحان اللہ! کیا لوگ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں؟ میں ساری رات روتی رہی یہاں تک کہ میں نے صبح کردی۔ نہ میرے آنسو تھمے اور نہ ہی مجھے نیند آئی۔ صبح میں پھر رونے لگی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت اسامہ بن زید کو بلایا تاکہ اپنے گھر والوں کی جدائی کے بارے میں مشورہ لیں کیونکہ وحی نہیں آرہی تھی۔ جہاں تک اسامہ کا تعلق ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو وہی برأت کا مشورہ عرض کیا جو وہ حضور ﷺ کے خاندان کے بارے میں جانتے تھے اور جو وہ اپنے دل میں محبت کے بارے میں جانتے تھے۔ عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ وہ آپ کے گھر والے ہیں اور ہم ان کے بارے میں بھلائی ہی جانتے ہیں۔ جہاں تک حضرت علی بن ابی طالب کا تعلق ہے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تنگی میں مبتلا نہیں کیا، اس کے علاوہ بھی عورتیں بے شمار ہیں۔ اگر آپ لونڈی سے پوچھیں تو وہ آپ کو سچ سچ بتادے گی۔ حضور ﷺ نے حضرت بریرہ کو بلایا، فرمایا اے بریرہ! کیا تو نے عائشہ میں کوئی ایسی چیز دیکھی ہے جو تجھے شک میں ڈالے بریرہ نے عرض کی نہیں، اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا! میں نے اس میں اس سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں دیکھی جس پر میں اس پر ناراض ہوتی کہ وہ ایک کم عمر لڑکی ہے۔ وہ اپنے گھر والوں کا کھانا پکانے کے لیے آٹا گوندھ کر سو جاتی ہے، بکری آتی ہے تو اسے کھا جاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ ایک روز کھڑے ہوئے اور عبداللہ بن ابی نے جو کچھ کہا ہے اس پر حجت پیش کی۔ آپ منبر پر جلوہ افروز تھے۔ فرمایا اے مسلمانو! میرے ساتھ اس آدمی کے بارے میں کوئی انصاف کرے گا جس سے مجھے میرے گھر والوں کے بارے میں اذیت پہنچی ہے؟ اللہ کی قسم! میں اپنے گھر والوں کے بارے میں بھلائی ہی جانتا ہوں۔ انہوں نے جس آدمی کے بارے میں ذکر کیا ہے میں اس کے بارے میں بھی خیر ہی جانتا ہوں۔ وہ میرے گھر میرے ساتھ ہی جاتا تھا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ انصاری اٹھے، عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میں اس کے ساتھ آپ کے معاملہ میں انصاف کرتا ہوں۔ اگر وہ قبیلہ اوس سے ہے تو میں اس کی گردن اڑادوں گا۔ اگر وہ ہمارے خزرجی بھائیوں میں سے ہے تو آپ ہمیں حکم دیں، ہم آپ کے حکم کی تعمیل کریں گے۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اٹھے جو خزرج کے سردار تھے۔ وہ اس سے قبل بڑے صالح آدمی تھے لیکن انہیں عصبیت نے اپنی گرفت میں لے لیا۔ حضرت سعد بن معاذ سے کہا اللہ کی قسم! تو نے جھوٹ بولا تو اسے نہ قتل کرے گا نہ قتل کی طاقت رکھتا ہے۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اٹھے جو حضرت سعد کے چچازاد بھائی تھے، سعد بن عبادہ

marfat.com

Marfat.com

سے کہا تو نے جھوٹ بولا، ہم ضرور اسے قتل کریں گے۔ تو منافق ہے اور منافقوں کی طرف داری کرتا ہے۔ اوس و خزرج دونوں قبیلے بھڑک اٹھے یہاں تک کہ انہوں نے باہم لڑنے کا ارادہ کرلیا جبکہ رسول اللہ ﷺ منبر پر جلوہ افروز تھے۔ رسول اللہ ﷺ انہیں چپ کراتے رہے یہاں تک کہ وہ خاموش ہوگئے اور رسول اللہ ﷺ بھی خاموش ہوگئے۔

میں اس دن روتی رہی، نہ میرے آنسو رکتے اور نہ ہی مجھے نیند آتی۔ میرے والدین میرے پاس رہے۔ میں دو راتیں اور ایک دن روتی رہی، نہ میں سوتی اور نہ ہی میرے آنسو رکتے۔ میرے والدین خیال کرتے کہ یہ رونا میرے دل کو ٹکڑے ٹکڑے کردے گا۔ اس اثنا میں کہ میرے والدین میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے جبکہ میں روئے جارہی تھی انصار کی ایک عورت نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ میں نے اسے اجازت دے دی۔ وہ میرے پاس بیٹھ کر رونے لگی۔ ہم سب اسی حالت میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے پھر بیٹھ گئے۔ میرے بارے میں جب سے باتیں ہورہی تھیں اس وقت سے حضور ﷺ میرے پاس نہیں بیٹھے تھے جبکہ ایک ماہ ہوگیا تھا۔ میرے بارے میں کوئی وحی بھی نازل نہ ہوئی تھی جبکہ آپ بیٹھے تو کلمہ شہادت پڑھا پھر فرمایا اے عائشہ! تیرے بارے میں مجھے یہ، یہ باتیں پہنچی ہیں۔ اگر تو ان سے بری ہے تو اللہ تعالیٰ تیری برأت کا اظہار کردے گا۔ اگر تجھ سے گناہ ہو چکا ہے تو اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرو کیونکہ بندہ جب گناہ کا اعتراف کرلیتا ہے پھر توبہ کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی توبہ قبول کرلیتا ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ اپنی گفتگو مکمل کرچکے تو میرے آنسو خشک ہوگئے یہاں تک کہ مجھے محسوس تک نہ ہوا کہ کبھی آنکھوں میں آنسو بھی تھے۔ میں نے اپنے والد سے عرض کیا میری طرف سے جواب دیں۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم! میں کچھ نہیں جانتا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو کیا جواب دوں۔ میں نے اپنی والدہ سے کہا میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو جواب دیں۔ انہوں نے کہا میں نہیں جانتی کہ رسول اللہ ﷺ کو کیا جواب دوں۔ میں اس وقت نو عمر تھی۔ قرآن حکیم زیادہ نہیں پڑھتی تھی۔ میں نے کہا اللہ کی قسم! میں جانتی ہوں کہ تم نے یہ بات کی ہے یہاں تک کہ تمہارے دلوں میں راسخ ہوچکی ہے اور تم نے اس کی تصدیق بھی کی ہے۔ اگر میں تمہیں کہوں کہ میں بری ہوں جبکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں بری ہوں تو تم میری تصدیق نہیں کروگے۔ اگر میں تمہارے سامنے اس کا اعتراف کرلوں جبکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں بری ہوں تو تم میری تصدیق کروگے۔ میں اپنے اور تمہارے لیے سوائے حضرت یعقوب علیہ السلام کے قول کے کوئی شان نہیں پاتی۔ فَصَبۡرٌ جَمِیۡلٌ ؕ وَ اللّٰہُ الۡمُسۡتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوۡنَ ﴿۱۸﴾ (یوسف) پھر میں نے رخ پھیر لیا اور اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ میں جانتی تھی کہ میں بری ہوں اور اللہ تعالیٰ میری برأت کا اظہار کرے گا لیکن اللہ کی قسم! مجھے گمان تک نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں وحی نازل کرے گا جس کی تلاوت کی جائے گی۔ میں اپنے آپ کو اس سے حقیر جانتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں ایسا کلام کرے گا جس کی تلاوت کی جائے گی۔ لیکن میں یہ امید رکھتی تھی کہ رسول اللہ ﷺ خواب دیکھیں گے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ میری برأت کا اعلان کردے گا۔ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ اسی مجلس میں تشریف فرما تھے اور گھر والوں میں سے کوئی آدمی بھی وہاں سے نہیں گیا تھا کہ حضور ﷺ پر وحی کا سلسلہ شروع ہوگیا اور وحی کے وقت جو کیفیت ہوتی تھی وہ کیفیت طاری ہوگئی۔ جب کلام آپ پر نازل کیا جارہا ہوتا تھا اس

marfat.com
Marfat.com

کے بوجھ کی وجہ سے سخت سردی میں بھی چاندی کے منکوں کی طرح پسینے کے قطرے گرتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ سے وحی کا سلسلہ منقطع ہوا تو آپ مسکرا رہے تھے۔ حضور ﷺ نے سب سے پہلے جو گفتگو کی وہ یہ تھی اے عائشہ! تجھے بشارت ہو اللہ تعالیٰ نے تیری برأت بیان کی ہے۔ میری ماں نے کہا رسول اللہ ﷺ کی طرف اٹھو۔ میں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی طرف نہیں اٹھوں گی اور نہ ہی شکریہ ادا کروں گی۔ میں تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کروں گی جس نے میری برأت کا حکم نازل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے دس آیات کو نازل فرمایا۔

جب اللہ تعالیٰ نے میری برأت کے بارے میں آیات نازل کردیں تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! میں مسطح پر کوئی مال خرچ نہ کروں گا اس وجہ سے کہ اس نے جو عائشہ کے بارے میں باتیں کی ہیں جبکہ پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت مسطح کی مدد کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ (النور:22) نازل کی تو حضرت ابو بکر صدیق نے کہا اللہ کی قسم! میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے۔ تو حضرت مسطح پر پہلے جو مال خرچ کرتے تھے وہ جاری کر دیا رسول اللہ ﷺ زینب بنت جحش سے میرے بارے میں پوچھتے تھے، فرمایا: اے زینب! تو کیا جانتی ہے اور کیا دیکھتی ہے؟ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میرے کان اور آنکھ نہ رہے، میں تو بھلائی ہی جانتی ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ازواج مطہرات میں سے یہی میرا مقابلہ کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے تقویٰ کی وجہ سے محفوظ رکھا۔ اس کی بہن حمنہ اس کے لیے لڑتی رہی تو بہتان لگانے والے برباد ہو گئے۔ (1)

امام بخاری، امام ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: جب میرے بارے میں باتیں کی گئیں جبکہ مجھے اس کا علم نہ تھا، رسول اللہ ﷺ میرے بارے میں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے۔ آپ ﷺ نے کلمہ شہادت پڑھا، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا: اے لوگو! مجھے ان لوگوں کے بارے میں مشورہ دو جنہوں نے میرے گھر والوں پر تہمت لگائی ہے، اللہ کی قسم! میں اپنے گھر والوں کے بارے میں کوئی برائی نہیں جانتا۔ انہوں نے اس آدمی پر تہمت لگائی ہے اللہ کی قسم! میں اس کے بارے میں بھی بری بات سے آگاہ نہیں ہوا۔ وہ میرے گھر میں اس وقت داخل ہوا جب میں اپنے گھر میں موجود تھا۔ وہ سفر میں غائب نہیں ہوا مگر میرے ساتھ ہی غائب ہوا۔ حضرت سعد بن معاذ اٹھے۔ عرض کی! یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجئے کہ میں ان کی گردنیں اڑا دوں۔ بنو خزرج میں سے ایک آدمی اٹھا۔ حسان بن ثابت کی والدہ بھی اسی خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔ اس نے کہا اللہ کی قسم! تو نے جھوٹ بولا۔ اللہ کی قسم! اگر وہ لوگ اوس سے ہوتے تو تو ان کی گردنیں اڑاتا۔ قریب تھا کہ مسجد کی اطراف میں اوس وخزرج کے درمیان میں جنگ چھڑ جاتی جبکہ مجھے اس کا کوئی علم نہ تھا۔

جب اس دن کی شام ہوگئی، میں طبعی حاجت کے لیے باہر گئی جبکہ میرے ساتھ ام مسطح بھی تھی۔ ام مسطح لڑکھڑا کر گر پڑی اور یہ کہا مسطح برباد ہو۔ میں نے کہا اے ماں! تو اپنے بیٹے کو گالیاں دیتی ہے؟ وہ خاموش ہوگئی پھر دوبارہ لڑکھڑائی تو اس نے پھر

1۔ صحیح بخاری، باب حدیث الافک، جلد 3، صفحہ 24، المطبعۃ المیمنۃ مصر

marfat.com

Marfat.com

کہا مسطح برباد ہو۔ میں نے کہا اے ماں! تو اپنے بیٹے کو بددعائیں دیتی ہے۔ وہ تیسری دفعہ گری اور کہا مسطح برباد ہو۔ میں نے اسے جھڑکا۔ اس نے کہا میں اسے برا بھلا نہیں کہہ رہی مگر تیری وجہ سے میں کہہ رہی ہوں۔ میں نے کہا میری کوئی وجہ ہے؟ تو اس نے تمام واقعہ بیان کر دیا۔ میں نے کہا بات اسی طرح ہے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم! بات اسی طرح ہے۔

میں اپنے گھر لوٹی گویا جس کام کے لیے نکلی تھی۔ اس میں سے تھوڑا یا زیادہ نہ پاتی تھی۔ مجھے بخار زیادہ ہو گیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: مجھے میرے والد کے گھر بھیج دیجئے حضور ﷺ نے غلام کو میرے ساتھ بھیج دیا، گھر میں داخل ہوئی۔ میں نے ام رومان کو نیچے پایا جبکہ حضرت ابوبکر اوپر والے مکان میں تھے جو قرآن حکیم پڑھ رہے تھے۔ میری ماں نے مجھ سے پوچھا بیٹی کیوں آئی ہو؟ میں نے بتایا اور سارا واقعہ ذکر کر دیا۔ مجھے اس بارے میں تکلیف پہنچی تھی، اسے ایسی صورت حال پیدا نہ ہوئی۔ اس نے کہا اے بیٹی! معاملہ کو ہلکا لو۔ اللہ کی قسم! بہت کم ایسا ہوا ہے کہ ایک عورت خوبصورت ہو، اس کا خاوند اس سے محبت کرتا ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں، اس سے حسد تو کیا جاتا ہے اور اس کے بارے میں باتیں تو کی جاتی ہیں۔

میں نے پوچھا میرے والد کو اس بارے میں علم ہے؟ ماں نے جواب دیا علم ہے۔ میں نے پوچھا رسول اللہ ﷺ کو علم ہے؟ فرمایا ہاں۔ میں رونے لگی میرے والد ابوبکر نے میری آواز سن لی جبکہ وہ اوپر قرآن حکیم پڑھ رہے تھے۔ وہ نیچے اترے۔ میری ماں سے پوچھا کیا بات ہے؟ اس نے جواب دیا اس کے بارے میں جو باتیں کی جا رہی ہیں ان کی خبر اس تک پہنچ چکی ہے۔ اس وجہ سے یہ رو رہی ہے۔ تو حضرت ابوبکر نے فرمایا اے بیٹی! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ تو اپنے گھر چلی جا تو میں گھر واپس آ گئی۔

رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لائے میری خادمہ سے میرے بارے میں پوچھا۔ اس نے عرض کی: اللہ کی قسم! میں اس میں کوئی عیب نہیں دیکھتی سوائے اس کے کہ یہ سو جاتی ہے، بکری گھر میں داخل ہوتی ہے اور اس کے خمیر اور آٹے کو کھا جاتی ہے۔ اس خادمہ کو حضور ﷺ کے بعض صحابہ نے ڈانٹا اور کہا رسول اللہ ﷺ سے سچی بات کرو یہاں تک کہ اسے نیچے گرا دیا۔ خادمہ نے کہا سبحان اللہ! میں اس کے بارے میں اتنا جانتی ہوں جو سنار سرخ سونے کی ڈلی کے بارے میں جانتا ہے۔

جس آدمی کے بارے میں یہ بات کی گئی تھی اس تک یہ خبر پہنچی تو اس نے کہا سبحان اللہ! اللہ کی قسم! میں نے تو آج تک کسی عورت کا پردہ تک نہیں ہٹایا۔ حضرت عائشہ نے کہا: وہ صحابی شہادت کی موت مرے۔ میرے والدین میرے پاس رہنے لگے۔ وہ اسی حالت میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے جبکہ آپ عصر کی نماز پڑھ چکے تھے۔ پھر داخل ہوئے جبکہ میرے والدین میری دائیں بائیں جانب موجود تھے۔ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا: اے عائشہ! اگر تجھ سے گناہ ہوا ہے یا تو نے ظلم کیا ہے تو اللہ سے توبہ کر کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: انصار میں سے ایک عورت آئی۔ وہ دروازہ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے عرض کیا کیا آپ اس عورت کے سامنے کوئی چیز ذکر کرنے سے نہیں رکیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے تلقین کی میں اپنے باپ کی طرف متوجہ ہوئی اور عرض کی حضور ﷺ کو جواب دیں تو حضرت ابوبکر صدیق نے کہا: میں کیا جواب دوں؟ پھر میں اپنی ماں کی طرف متوجہ ہوئی۔ میں نے کہا حضور ﷺ کو جواب دیجیے۔ ماں نے کہا میں کیا جواب دوں؟ جب دونوں نے کوئی جواب نہ

marfat.com
Marfat.com

دیا تو میں نے کلمہ شہادت پڑھا، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی۔ پھر میں نے کہا اللہ کی قسم! اگر میں تمہارے سامنے یہ کہوں کہ میں نے ایسا کوئی عمل نہیں کیا تو تمہارے نزدیک یہ بات مجھے نفع نہ دے گی کیونکہ تم یہ باتیں کر چکے ہو اور تمہارے دلوں میں یہ راسخ ہو چکی ہیں۔ اگر میں کہوں کہ میں نے ایسا کیا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے میں نے ایسا عمل نہیں کیا تو تم کہو گے اس نے اپنے اوپر جرم کو تسلیم کر لیا ہے، اللہ کی قسم! میں اپنے لیے اور تمہارے لیے کوئی مثال نہیں پاتی مگر ابو یوسف علیہ السلام کی مثال، میں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام یاد کرنا چاہا مگر میں اس پر قادر نہ ہوئی، جب انہوں نے کہا تھا فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰي مَا تَصِفُوْنَ (یوسف:18) اسی لحہ حضور ﷺ پر وحی شروع ہوگئی۔ ہم سب خاموش ہو گئے پھر وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ میں نے آپ ﷺ کے چہرے سے خوشی کے آثار پہچان لیے تھے جبکہ آپ ﷺ اپنی پیشانی پر ہاتھ پھیر رہے تھے۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے: اے عائشہ! خوش ہو، اللہ تعالیٰ نے تیری برأت کا اعلان کر دیا ہے۔ مجھے سخت غصہ تھا۔ میرے والدین نے کہا حضور ﷺ کی طرف اٹھو میں نے کہا میں نہ آپ ﷺ کے لیے اٹھوں گی اور نہ ہی آپ ﷺ کی تعریف کروں گی۔ میں تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کروں گی جس نے میری برأت کو نازل فرمایا۔ تم سب نے باتیں سنیں نہ تم نے اس کا انکار کیا اور نہ غیرت کا اظہار کیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ کہا کرتی تھیں جہاں تک حضرت زینب بنت جحش کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے اسے اسی کے دین کی وجہ سے محفوظ رکھا۔ اس نے اچھی ہی بات کی۔ جہاں تک اس کی بہن حمنہ کا تعلق ہے تو وہ بھی دوسرے ہلاک ہونے والوں کی طرح ہلاک ہوگئی۔ حضرت عائشہ صدیقہ کے بارے میں حضرت مسطح، حضرت حسان بن ثابت، عبداللہ بن ابی منافق یہی اس کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتا اور لوگوں کو جمع کرتا اسی کا سب سے زیادہ کردار تھا اور حمنہ نے یہ گفتگو کی۔ حضرت ابو بکر صدیق نے قسم اٹھائی کہ وہ مسطح کو کبھی بھی کوئی نفع نہ پہنچائیں گے تو اللہ تعالیٰ نے آیت وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ (النور:22) نازل فرمائی۔ اس میں صاحب فضل سے مراد حضرت ابو بکر صدیق اور اولی القربیٰ اور مساکین سے مراد مسطح ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابو بکر صدیق نے کہا کیوں نہیں ہم یہ پسند کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بخش دے پھر جسطرح پہلے احسان کرتے تھے اسی طرح احسان کرنا شروع کر دیا۔(1)

امام احمد، امام بخاری، سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اسی اثناء میں کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس بیٹھی تھی کہ ایک عورت آئی۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ اس کے بیٹے کے ساتھ یہ سلوک کرے۔ حضرت عائشہ نے پوچھا اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کیوں ایسا کرے؟ اس عورت نے کہا وہ ان لوگوں میں سے ہے جس نے باتیں کی ہیں۔ حضرت عائشہ نے پوچھا کونسی بات؟ اس عورت نے کہا یہ بات۔ میں نے پوچھا یہ باتیں رسول اللہ ﷺ کو پہنچ چکی ہیں؟ اس عورت نے بتایا جی ہاں۔ میں نے پوچھا ابو بکر کو بھی؟ اس عورت نے کہا جی ہاں۔ حضرت عائشہ بے ہوش ہو کر گر پڑیں۔ انہیں بے ہوشی سے افاقہ نہیں ہوا مگر انہیں سخت بخار ہو چکا تھا۔ شاید اسی بات کی وجہ سے بخار ہوا تھا۔

کہا حضرت عائشہ اٹھ کر بیٹھ گئیں، کہا اللہ کی قسم! اگر میں قسم اٹھاؤں تو تم میری تصدیق نہیں کرو گے اگر میں تمہارے

1۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 104، المطبعۃ المیمنہ مصر

marfat.com
Marfat.com

سامنے اس پر معذرت پیش کروں تو تم میری معذرت تسلیم نہیں کرو گے۔ میری اور تمہاری مثال حضرت یعقوب علیہ السلام اور اس کے بیٹوں جیسی ہے وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾ (یوسف) رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی پاکدامنی کا حکم نازل فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لائے جبکہ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر بھی تھے۔ وہ گھر میں داخل ہوئے فرمایا: اے عائشہ! اللہ تعالیٰ نے تیری پاکدامنی کا حکم نازل فرمایا ہے۔ حضرت عائشہ نے کہا: اللہ تعالیٰ کی حمد نہ کہ آپ ﷺ کی۔ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا: کیا تو یہ بات رسول اللہ ﷺ سے کہہ رہی ہے؟ عرض کی جی ہاں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا باتیں کرنے والوں میں سے ایک ایسا آدمی تھا جس کی کفالت حضرت ابوبکر صدیق کیا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے قسم اٹھادی کہ میں اس کے ساتھ حسن سلوک نہیں کروں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور کی آیت نمبر 22 نازل فرمائی۔ تو حضرت ابوبکر صدیق نے کہا کیوں نہیں۔ بعد میں اس کے ساتھ حسن سلوک کا سلسلہ جاری رکھا۔

امام بزار اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج مطہرات میں قرعہ اندازی کرتے۔ غزوۂ بنی مصطلق میں قرعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نام نکلا۔ جب آدھی رات ہوئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا قضائے حاجت کے لیے باہر گئیں ان کا ہار گلے سے نکل گیا۔ وہ اس کی تلاش میں گئیں۔ مسطح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے خاندان میں بطور یتیم پرورش پا رہا تھا۔ جب حضرت عائشہ واپس آئیں تو لشکر نہ پایا۔ صفوان بن معطل سلمی لوگوں سے پیچھے رہتے تھے۔ وہ کوئی پیالہ، تھیلا اور برتن پاتے تو اسے اٹھالیتے۔ انہوں نے کیا دیکھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ ہیں۔ صفوان نے اپنا چہرہ ان سے دوسری طرف کر دیا۔ پھر اپنا اونٹ حضرت عائشہ کے قریب کیا اور لشکر تک جا پہنچے۔ لوگوں نے باتیں بنائیں اور کہا جو کچھ کہا پھر تمام واقعہ بیان کیا۔

رسول اللہ ﷺ دروازہ پر تشریف لاتے، پوچھتے تمہارا کیا حال ہے؟ یہاں تک کہ ایک روز تشریف لائے فرمایا: اے عائشہ! تمہیں بشارت ہو اللہ تعالیٰ نے تیری پاک دامنی کا حکم نازل فرمایا ہے۔ حضرت عائشہ نے عرض کی اللہ کی حمد نہ کہ آپ ﷺ کی۔ میرے بارے میں دس آیات نازل فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مسطح، حمنہ اور حسان پر حد قذف جاری کی۔

امام ابن مردویہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر روانہ ہوتے تو اپنی کسی زوجہ کو بھی ساتھ لے جاتے۔ حضرت عائشہ کو سفر پر ساتھ لیا۔ آپ کے لیے ایک کجاوہ مخصوص تھا۔ اس کجاوے پر لوگ معین تھے جو اسے اونٹ پر رکھتے اور نیچے رکھتے۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ نے پچھلی رات کو پڑاؤ ڈالا۔ حضرت عائشہ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئیں اور دور چلی گئیں اور اندازہ نہ ہوا۔ نبی کریم ﷺ اور دوسرے لوگ بیدار ہوئے پھر کوچ کیا وہ لوگ جو ہودج کو اونٹ پر رکھتے آئے، اسے اونٹ پر باندھ دیا۔ یہ معلوم نہ ہوا کہ حضرت عائشہ صدیقہ اس میں نہیں۔ یہ لوگ چلے گئے۔ حضرت عائشہ آئیں دیکھا کہ نبی کریم ﷺ اور لوگ جا چکے ہیں۔ وہ اس جگہ بیٹھ گئیں۔ ایک انصاری جس کا نام صفوان بن معطل تھا۔ جاگا یہ عورتوں سے شادی نہیں کرتا تھا۔ وہ حضرت عائشہ صدیقہ کے قریب آیا جبکہ اس کا اونٹ ان کے ساتھ تھا۔ جب حضرت عائشہ کو دیکھا جبکہ چھوٹی عمر سے ہی انہیں پہچانتا تھا۔ کہا ام المومنین اور اپنا منہ دوسری طرف

marfat.com
Marfat.com

کرلیا۔انہیں اپنے اونٹ پر سوار کیا۔ پھر اونٹ کی لگام پکڑی اور آگے چلتے رہے یہاں تک کہ لوگوں تک جا پہنچے۔

نبی کریم ﷺ پڑاؤ ڈال چکے تھے جبکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو نہ پایا۔ لوگوں نے باتیں بنائیں جو نبی کریم ﷺ تک جا پہنچیں۔ یہ بات حضور ﷺ پر شاق گزری۔ آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے علیحدگی اختیار کرلی اور ان کے بارے میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ سے مشورہ کیا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اسے رہنے دیں، ممکن ہے اللہ تعالیٰ اس میں کوئی نیا حکم دے۔ حضرت علی بن ابی طالب نے کہا عورتیں بے شمار ہیں۔ حضرت عائشہ ایک رات عورتوں کے ساتھ باہر گئیں۔ ام مسطح کا پاؤں پھسلا تو اس نے کہا مسطح برباد ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تو نے کتنی بری بات کی ہے۔ ام مسطح نے کہا کیا آپ جانتی نہیں کہ مسطح نے کیا کہا ہے اور سب بات بتادی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مسطح کو اپنا مال دیا کرتے، اس کے ساتھ صلہ رحمی کرتے اور نیکی کرتے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھادی کہ اسے کچھ بھی نہ دیں گے تو سورۂ نور کی آیت نمبر 22 نازل ہوئی۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق کو حکم دیا کہ وہ حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس جائیں اور انہیں بشارت دیں۔ حضرت ابو بکر صدیق آئے اور انہیں ان کی پاک دامنی کی خبر دی اور یہ بھی بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں آیات نازل فرمائی ہیں۔ حضرت عائشہ نے کہا اللہ کی حمد نہ آپ کی، نہ آپ کے صاحب کی۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے اپنی سند سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی بیویوں میں تین دفعہ قرعہ اندازی کرتے۔ جس کے نام قرعہ نکلتا اسے سفر پر ساتھ لے جاتے۔ جب حضور ﷺ غزوۂ بنی مصطلق کے لیے تشریف لے گئے تو حضور ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات میں قرعہ اندازی کی۔ قرعہ حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما کے نام نکلا۔ حضور ﷺ نے دونوں کو ساتھ لیا۔ ابھی لوگ راستہ میں ہی تھے تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا کجاوہ ایک طرف جھک گیا۔ لوگوں نے اونٹ بٹھایا تاکہ اس کے کجاوے کو درست کریں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا قضائے حاجت کا ارادہ رکھتی تھیں۔ جب انہوں نے اپنے اونٹ بٹھائے۔ حضرت عائشہ نے کہا میں نے اپنے دل میں سوچا جتنے وقت میں یہ کجاوہ درست کرتے ہیں میں قضائے حاجت سے فارغ ہو آتی ہوں۔ میں کجاوے سے اتری لیکن صحابہ کو اس کا احساس نہ ہوا۔ میں بے آباد جگہ گئی تو میرا ہار ٹوٹ گیا۔ اس ہار کو جمع کرنے اور لڑی میں پرونے میں رکی رہی۔ لوگوں نے اپنے اونٹ اٹھائے اور چلے گئے۔ ان کا خیال تھا کہ میں کجاوے میں ہوں۔ میں نکلی تو کسی کو نہ دیکھا۔ میں ان کے پیچھے چلی یہاں تک کہ میں تھک گئی۔ میں نے اپنے دل میں سوچا لوگ مجھے نہ پائیں گے تو میری تلاش میں واپس آئیں گے۔ میں راستہ پر کھڑی ہوگئی میرے پاس صفوان بن معطل گزرے۔ انہوں نے حضور ﷺ سے یہ سوال کیا تھا کہ ان کی ڈیوٹی ساقہ (ہانکنے والے یا پیچھے چلنے والے) پر لگادیں۔ حضور ﷺ نے ان کی ڈیوٹی اس پر لگادی۔ جب لوگ چلتے تو یہ نماز پڑھتے رہتے۔ پھر ان کے پیچھے پیچھے چلتے۔ لوگوں سے جو چیز گر جاتی اسے اٹھالیتے یہاں تک کہ اس کے

marfat.com
Marfat.com

مالک تک پہنچاتے۔ حضرت عائشہ نے کہا جب وہ میرے پاس سے گذرے تو مجھے مرد گمان کیا، کہا اے سونے والے! اٹھو کیونکہ لوگ تو چلے گئے ہیں۔ میں نے کہا میں مرد نہیں ہوں میں عائشہ ہوں۔ تو حضرت صفوان بن معطل نے کہا: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ پھر اپنا اونٹ بٹھایا اس کا گھٹنہ باندھا پھر مجھ سے دور ہو گیا کہا اے ماں! اٹھو اور سوار ہو جاؤ۔ جب سوار ہو جاؤ تو مجھے بتا دینا۔ حضرت عائشہ نے کہا میں سوار ہو گئی، وہ واپس آئے، ڈھنگا کھولا، اپنا اونٹ اٹھایا اور اونٹ کی لگام پکڑی۔ حضرت عمر نے کہا اس نے حضرت عائشہ سے کوئی گفتگو نہ کی یہاں تک کہ حضرت عائشہ کو رسول اللہ ﷺ تک لے آیا۔

حضرت عبداللہ بن ابی ابن سلول نے لوگوں سے اس بارے میں باتیں کیں۔ کعبہ کے رب کی قسم! اس نے خوب اس بات کو عام کیا۔ اس مسئلہ میں اس کی مدد حضرت حسان بن ثابت، حضرت مسطح بن اثاثہ اور حضرت حمنہ نے کی۔ پورے لشکر میں یہ بات عام ہوگئی اور بات حضور ﷺ کو بھی پہنچ گئی۔ یہ بات حضور ﷺ کے دل میں ہی رہی یہاں تک کہ تمام لوگ مدینہ طیبہ پلٹ آئے۔ عبداللہ بن ابی منافق نے اس بات کو مدینہ طیبہ میں بھی خوب عام کیا جو رسول اللہ ﷺ کے لیے بڑا شاق گذرا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ایک روز ام مسطح میرے پاس آئی۔ اس نے مجھے دیکھا کہ میں قضائے حاجت کے لیے جانا چاہ رہی ہوں۔ اس نے ایک لوٹا نما برتن لیا جس میں پانی تھا۔ وہ برتن گر گیا تو ام مسطح نے کہا مسطح برباد ہو۔ حضرت عائشہ نے اس سے کہا سبحان اللہ! ایسے آدمی کو گالی دے رہی ہو جو بدری ہے جبکہ وہ تیرا بیٹا بھی ہے؟ ام مسطح نے اس سے کہا تجھ پر قیامت گزر گئی اور تجھے کچھ خبر نہیں اور تمام واقعہ بتا دیا۔ حضرت عائشہ نے کہا جب اس نے مجھے بات بتائی تو مجھے بخار ہو گیا اور مجھے قضائے حاجت کا خیال ہی نہ رہا۔

حضرت عائشہ نے کہا میں اس سے قبل حضور ﷺ کی طرف سے کچھ سختی دیکھتی تھی لیکن نہ جانتی تھی کہ یہ سختی کیوں ہے۔ جب ام مسطح نے مجھے بتایا تو مجھے پتہ چل گیا کہ اس سختی کی وجہ یہ ہے۔ جب حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے عرض کی مجھے اجازت دیجئے کہ میں اپنے میکے چلی جاؤں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: چلی جاؤ۔ حضرت عائشہ حضور ﷺ کے کاشانہ سے نکلیں یہاں تک کہ اپنے والد کے پاس آئیں حضرت ابوبکر صدیق نے پوچھا کیا بات ہے؟ میں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے گھر سے نکال دیا ہے تو حضرت ابوبکر نے فرمایا: تجھے رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر سے نکال دیا اور میں تجھے پناہ دوں گا اللہ کی قسم! میں تجھے اس وقت تک پناہ نہیں دوں گا جب تک رسول اللہ ﷺ حکم نہ دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے پناہ دینے کا حکم دے دیا۔ حضرت ابوبکر نے حضرت عائشہ سے فرمایا: اللہ کی قسم! دور جاہلیت میں بھی ہمارے بارے میں ایسی بات نہیں کہی گئی تو اب یہ کیسے ہو سکتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کے ساتھ عزت سے نوازا ہے۔ حضرت عائشہ، ان کی والدہ ام رومان، حضرت ابوبکر اور عبدالرحمٰن روئے اور ان کے ساتھ گھر کے دوسرے افراد بھی رونے لگے۔

یہ خبر حضور ﷺ تک پہنچی، آپ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور فرمایا: اے لوگو! جس نے مجھے اذیت دی ہے اس کے ساتھ کون میرے بارے میں انصاف کرے گا؟ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اٹھے، اپنی تلوار کو سونت لیا۔ عرض کی! یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کی جانب سے اس سے انصاف کروں گا۔ اگر تو وہ اس کے قبیلہ سے

marfat.com
Marfat.com

ہے تو میں اس کا سر لے آتا ہوں۔ اگر وہ خزرج سے ہے تو آپ ہمیں حکم دیں۔ سعد بن عبادہ اٹھ کھڑے ہوئے، کہا تو نے جھوٹ بولا ہے۔ اللہ کی قسم! تو اس کو قتل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ تم نے یہ اس لیے پسند کیا ہے کیونکہ ہمارے اور تمہارے درمیان دور جاہلیت میں دشمنی تھی۔ ایک نے پکارا: اے اوس! دوسرے نے کہا اے خزرج! وہ جوتوں، پتھروں اور طمانچوں سے ایک دوسرے کو مارنے لگے۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اٹھے، کہا تم کیوں الجھ رہے ہو۔ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ ہمیں حکم دیں تو ہم اس پر عمل کریں گے خواہ کسی کی ناک خاک آلود ہو۔

حضرت جبرئیل امین آئے جبکہ رسول اللہ ﷺ ابھی منبر پر جلوہ افروز تھے۔ جب وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا تو حضور ﷺ نے انہیں وہ آیت تلاوت کر کے سنائی جو جبرئیل امین لائے تھے: وَ اِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا (الحجرات:9) تو لوگ چیخنے لگے: اللہ تعالیٰ کا جو حکم ہے ہم اس پر راضی ہیں۔ وہ ایک دوسرے کی طرف اٹھے، ایک دوسرے سے چمٹ گئے، ایک دوسرے کو آوازیں دیں تو نبی کریم ﷺ منبر سے نیچے اتر آئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں وحی میں دیر ہو گئی۔ حضور ﷺ نے علی شیر خدا، حضرت اسامہ بن زید اور بریرہ کو بلا بھیجا۔ جب حضور ﷺ اپنے گھر والوں کے بارے میں مشورہ کرتے تو حضرت علی اور حضرت اسامہ بن زید کے علاوہ کسی اور سے نہ کرتے۔ حضرت اسامہ کے ساتھ مشورہ حضرت زید بن ثابت کی شہادت کے بعد ایسا ہوا۔ حضرت علی سے فرمایا: تم حضرت عائشہ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ جو لوگ باتیں کر رہے ہیں اس سے مجھے سخت دکھ ہوا ہے۔ حضرت علی نے عرض کی! یا رسول اللہ! ﷺ لوگوں نے باتیں کیں، اب آپ ﷺ کے لیے اُسے طلاق دینا حلال ہو چکا ہے۔ حضرت اسامہ سے فرمایا تو کیا کہتا ہے؟ حضرت اسامہ نے عرض کی! سبحان اللہ ہمیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ ایسی بات کریں۔ یہ تو بہت بڑا بہتان ہے۔ حضرت بریرہ سے پوچھا اے بریرہ! تو کیا کہتی ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ اللہ کی قسم! میں تو آپ کے گھر والوں کے بارے میں بھلائی ہی جانتی ہوں سوائے اس کے کہ وہ بہت زیادہ سونے والی ہے، وہ سو جاتی ہے یہاں تک بکری آتی ہے اور اس کا آٹا کھا جاتی ہے۔ اگر اس قسم کی کوئی بات ہوتی تو اللہ تعالیٰ آپ کو ضرور اس کے بارے میں خبر دے دیتا۔

حضور ﷺ وہاں سے چلے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکان پر آئے اور حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس آئے فرمایا: اگر تو نے ایسا کیا ہے تو مجھے بتا دو یہاں تک کہ میں تیرے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بخشش طلب کروں۔ حضرت عائشہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس بارے میں کبھی بھی اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب نہ کروں گی۔ اگر میں نے ایسا کیا ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے نہ بخشے۔ میری اور تمہاری مثال حضرت ابو یوسف جیسی ہے، افسوس کی وجہ سے مجھے حضرت یعقوب کا نام بھول گیا، انہوں نے عرض کیا تھا اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَ حُزْنِيْۤ اِلَى اللّٰهِ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ (یوسف)۔

اسی اثناء میں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ سے بات چیت کر رہے تھے کہ جبرئیل امین وحی لے کر نازل ہوئے۔ حضور ﷺ پر غنودگی طاری ہو گئی۔ جب وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا تو آپ ﷺ مسکرا رہے تھے۔ فرمایا: اے عائشہ اللہ تعالیٰ نے تیری پاک دامنی کے بارے میں حکم نازل کیا ہے۔ تو حضرت عائشہ نے کہا: اللہ کی تعریف نہ کہ آپ ﷺ کی۔

marfat.com

Marfat.com

حضور ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ پر سورۂ نور کی ان آیات تک آیات کو تلاوت کیا جن میں حضرت عائشہ کی پاک دامنی اور برأت کا ذکر کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھر چلو تو حضرت عائشہ صدیقہ حضور ﷺ کے کاشانہ کی طرف چل پڑیں۔ رسول اللہ ﷺ مسجد کی طرف گئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو بلایا۔ انہوں نے لوگوں کو جمع کیا پھر حضور ﷺ نے انہیں وہ آیات سنائیں جن میں حضرت عائشہ صدیقہ کی برأت کا ذکر تھا۔ حضور ﷺ نے عبداللہ بن ابی کو بلا بھیجا۔ اسے لایا گیا حضور ﷺ نے اس پر دو حدیں جاری کیں۔ حضرت حسان، حضرت مسطح اور حضرت حمنہ کی طرف آدمی بھیجا انہیں سخت کوڑے مارے گئے اور ان کی گردنوں میں ضربیں لگائیں۔ حضرت ابن عمر نے فرمایا: جس نے رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات پر تہمت لگائی اس پر دو حدیں ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق نے مسطح کی طرف پیغام بھیج دیا: میں کبھی بھی تیرے ساتھ ایک درہم کے ساتھ صلہ رحمی نہیں کروں گا اور نہ ہی کبھی احسان کروں گا۔ پھر حضرت ابوبکر نے اسے دھتکار دیا اور اپنے گھر سے نکال دیا۔ تو سورۂ نور کی آیت نمبر 22 نازل ہوئی۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا: جب قرآن تیرے بارے میں مجھے حکم دیتا ہے تو میں تجھ پر پہلے سے دگنا احسان کروں گا۔

عبداللہ بن ابی کی بیوی بھی اس کے ساتھ منافق تھی تو قرآن حکیم نازل ہوا اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ (نور:26) یعنی عبداللہ کی منافق بیوی عبداللہ منافق کے لیے اور عبداللہ منافق اس کی منافق بیوی کے لیے اور حضرت عائشہ اور دوسری ازواج مطہرات نبی کریم ﷺ کے لیے۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابومیسر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تیری پاک دامنی کا حکم نازل فرمایا۔ عرض کی: اللہ کی تعریف کرتی ہوں، آپ کی تعریف نہیں کرتی۔ رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ کے پاس سے نکلے اور عبداللہ بن ابی کو بلا بھیجا۔ اس پر دو حدیں جاری کیں۔ مسطح اور حمنہ کی طرف آدمی بھیجا، انہیں بھی کوڑے مارے۔(1)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ پر جھوٹی تہمت لگائی۔ وہ افراد تم میں سے چار تھے لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اس خَيْرٌ سے مراد ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے بہتر ہے۔ مومنوں کی عورتوں کی سردار کی برأت ہے، حضرت ابوبکر، حضرت عائشہ کی والدہ اور صفوان بن معطل کے لیے خیر ہے۔ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ سے مراد عبداللہ بن ابی ہے جس نے اس معاملہ کو عام کرنے کا ارادہ کیا۔ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اس کے لیے دنیا میں حد قذف اور آخرت میں جہنم ٹھکانہ ہوگا۔ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۲﴾ اس کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بریرہ اور دوسری ازواج مطہرات سے مشورہ طلب کیا تو سب نے کہا ہم تو بھلائی ہی دیکھتی ہیں اور جو بات حضرت عائشہ صدیقہ کے متعلق کہی گئی ہے وہ واضح بہتان ہے لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ

1۔ مجمع الزوائد، کتاب المناقب، جلد 9، صفحہ 382 (15300)، دارالفکر بیروت

marfat.com
Marfat.com

اگر بہتان لگانے والے چار گواہ نہ لائے تو وہ اور جنہوں نے ان کی تائید کی ہے وہ سب جھوٹے ہیں فَاِذْ لَمْ یَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓىِٕكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ۝۱۳ یہاں جھوٹ سے مراد یقینی جھوٹ ہے وَ لَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ سے مراد اللہ تعالیٰ نے تم پر جو احسان کیا اور تمہاری پردہ پوشی کی ہے اگر نہ ہوتا هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ۝۱۶ اس بہتان سے مراد گھڑی ہوئی بات ہے جس طرح حضرت مریم کے بارے میں فرمایا بهتانا عظيما یَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اس سے مراد مسطح، حمنہ اور حسان ہیں وَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ وہ آیات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہ اور ان کی برأت کے بارے میں نازل فرمائیں وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ جس معاملہ میں تم پڑ چکے ہو اس کے متعلق تمہارے دلوں میں جو ندامت ہے اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے حَكِیْمٌ۝۱۸ حد قذف میں اسی کوڑے مارنے کا حکم دینے میں حکمت ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ جو اس کے بعد اسے عام کرنے کا ارادہ کرتا ہے فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اس سے مراد مصدقین میں سے پاک دامن مرد اور پاک دامن عورتیں ہیں لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ان کے لیے تکلیف دہ عذاب ہے دنیا میں حد اور آخرت میں جہنم کا عذاب ہوگا۔ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۝۱۹ جس میں تم داخل ہوئے اس بارے میں عذاب کی جو شدت ہوگی اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے اور جس نے ایسا عمل کیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی جو ناراضگی ہوگی تم اسے نہیں جانتے۔ وَ لَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ اللہ تعالیٰ نے تم پر جو فضل و رحمت فرمائی ہے اگر وہ نہ ہو، کم ضمیر سے مراد مسطح، حمنہ اور حسان ہیں وَ اَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۝۲۰ وہ تمہارے اوپر شفقت فرمانے والا ہے کیونکہ تم شرمندہ ہوتے اور حق کی طرف لوٹ آتے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یہاں اٰمَنُوْا سے مراد ہے کہا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی توحید کی تصدیق کی لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ یہاں خُطُوٰتِ سے مراد لغزشیں ہیں فَاِنَّهٗ یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ یہاں فحشاء سے مراد اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے اور منکر سے مراد ہر وہ عمل ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے وَ لَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ اس سے مراد ہے اللہ تعالیٰ نے تم پر فضل و رحمت نازل کی۔ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اس سے مراد ہے تمہاری توبہ سے قبل تمہیں پاک نہیں کرے گا۔ وَّ لٰكِنَّ اللّٰهَ یُزَكِّیْ مَنْ یَّشَآءُ پس میں نے چاہا کہ وہ تم پر نظر رحمت فرمائے وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۝۲۱ یعنی اللہ تعالیٰ تمہاری باتوں کو سن رہا ہے اور تمہارے اندر جو شرمندگی ہے اسے جانتا ہے۔ وَ لَا یَاْتَلِ یعنی قسم نہ اٹھائیں اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَ السَّعَةِ یعنی ابوبکر قسم نہ اٹھائیں کہ وہ مسطح پر خرچ نہیں کرے گا۔ اَنْ یُّؤْتُوْۤا اُولِی الْقُرْبٰى وَ الْمَسٰكِیْنَ وَ الْمُهٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۖ وَ لْیَعْفُوْا وَ لْیَصْفَحُوْا اے ابوبکر! میں نے تجھ میں فضل رکھ دیا، تیرے پاس خوشحالی اور اللہ کی پہچان رکھ دی۔ اے ابوبکر! تو مسطح پر ناراض ہوگیا ہے اسے تیرے ساتھ رشتہ داری ہے۔ اس نے ہجرت کی ہے، وہ محتاج ہے، وہ جنگوں میں شریک ہوا جن سے تو اس پر خوش ہوا۔ انہیں میں سے غزوہ بدر بھی ہے اَلَا تُحِبُّوْنَ اے ابوبکر! کیا تو یہ پسند نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے پس تو مسطح کو بخش دے وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۝۲۲ جو غلطی کرتا ہے میں اسے بخشنے والا ہوں اور اپنے دوستوں پر رحم کرنے والا ہوں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ یہاں الْمُحْصَنٰتِ سے مراد پاکدامن عورتیں ہیں الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ سے مراد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تصدیق کرنے والیاں ہیں۔ حضرت حسان بن ثابت نے حضرت عائشہ کے متعلق کہا

marfat.com

Marfat.com

حصان رزان ما تزن بریبة و تصبح غرثی من لحوم الغوافل

''وہ پاک دامن ہے، اپنی جگہ پر قائم رہنے والی ہے، کسی شک کی بناء پر اسے متہم نہیں کیا جا سکتا اور وہ کسی پاکدامن کی عزت پر حملہ نہیں کرتی''۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا لیکن تو ایسا نہیں ہے لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۪ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۳﴾ انھیں ایمان سے اس طرح خارج کر دیا جس طرح سورۂ احزاب میں منافقوں کے بارے میں فرمایا مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْۤا اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ﴿۶۱﴾ (الاحزاب:61)

وَ الَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ یہاں کبر سے مراد بہتان اور اس کا عام کرنا ہے اور الَّذِيْ تَوَلّٰى سے مراد عبداللہ بن ابی ملعون ہے۔ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَ اَيْدِيْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ یعنی اللہ تعالیٰ ان کی زبانوں پر مہر لگا دے گا اور ان کے اعضاء گواہی دیں گے اور اعضاء اپنے مالکوں کے خلاف گواہی دیں گے۔ اس کی وجہ یہ بنے گی کہ انھوں نے کہا: آؤ ہم اللہ تعالیٰ کے نام کی قسمیں اٹھائیں کہ ہم مشرک نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی زبانوں پر مہر لگا دے گا اور ان کے اعضاء نے جو کچھ کیا ہوگا وہ اس کے بارے میں گواہی دیں گے پھر زبانیں بھی ان کے خلاف گواہی دیں گی۔ يَوْمَىِٕذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ اللہ تعالیٰ انھیں ان کے اعمال پر بدلہ دے گا جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو ثواب کی جزا عطا فرمائے گا اسی طرح اپنے دشمنوں کو عذاب کے ساتھ جزا دے گا جسطرح سورۂ فاتحہ میں فرمایا مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۳﴾ (سورہ فاتحہ) یہاں يَوْمِ الدِّيْنِ سے مراد جزاء ہے۔ وَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ﴿۲۵﴾ وہ قیامت کے دن جان لیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی حق مبین ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عبداللہ بن ابی کو دنیا میں شک تھا اور وہ منافقوں کا سردار تھا اس لیے فرمایا يَوْمَىِٕذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ اور ابن سلول جان جائے گا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ﴿۲۵﴾ یعنی شک ختم ہو جائے گا اور یقین حاصل ہو جائے گا جب اسے شک نفع نہ دے گا۔ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ اس سے مراد عبداللہ بن ابی اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک کرنے والے ہیں اور وہ لوگ ہیں جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاتے ہیں وَ الطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ یعنی حضرت عائشہ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پسند کیا۔ حضرت جبریل امین ریشم کے کپڑے میں انہیں لائے جب کہ ابھی حضرت عائشہ کی ان کی ماں کے رحم میں تصویر بھی نہ بنی تھی اور یہ پیغام دیا: یہ عائشہ بنت ابی بکر ہے جو دنیا اور آخرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہو گی اور یہ حضرت خدیجہ کے عوض میں ہوگی۔ حضرت خدیجہ کے وصال کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ کی بشارت دی گئی اور حضرت عائشہ کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔ وَ الطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ طیب سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے لیے پسند فرمایا اور تمام اولاد آدم کا سردار بنایا اور لِلطَّيِّبٰتِ سے مراد حضرت عائشہ صدیقہ ہیں اُولٰٓىِٕكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ کو عبداللہ بن ابی کے جھوٹ سے بری کر دیا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ ان کے لیے دنیا میں حفاظت اور آخرت میں بخشش ہے اور رِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۶﴾ سے مراد جنت اور عظیم ثواب ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اِفْك کا معنی جھوٹ نقل کیا ہے اور عُصْبَةٌ سے

marfat.com
Marfat.com

مراد عبداللہ بن ابی، حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش ہیں۔ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ۔ کُمْ سے مراد حضرت عائشہ اور صفوان ہے یعنی جو جھوٹ تمہارے متعلق کہا گیا ہے اسے برائی گمان نہ کرو بلکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہے کیونکہ اس پر تمہیں اجر دیا جائے گا جس آدمی نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں حصہ لیا اس کے مطابق اس نے گناہ کمایا۔ جس نے تہمت لگائی وہ ابن ابی منافقوں کا سردار ہے۔ اسی نے یہ بات کی، نہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ اس مرد سے بری اور نہ ہی یہ مرد حضرت عائشہ سے بری ہے۔ اس منافق الزام لگانے والے کے لیے بڑا عذاب ہے۔ اس آیت میں تمام مسلمانوں کے لیے بہت بڑی عبرت ہے۔ جب ان میں کوئی غلطی واقع ہو جس نے اس گناہ میں عملی یا قولی مدد کی اس کے لیے تیار ہوا یا اسے یہ اچھی لگی یا اس پر راضی ہوا تو وہ اس گناہ کا اتنا ذمہ دار ہوگا جتنا اس کا حصہ ہوگا۔ جب گناہ مسلمانوں کے درمیان واقع ہوا تو جو حاضر تھا اور اسے ناپسند کیا تو اس کی مثال غائب کی طرح ہے۔ جو غائب تھا اس پر راضی ہوا تو اس کی مثال موجود کی طرح ہے لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ایسا کیوں ہوا جب تم نے حضرت عائشہ اور حضرت صفوان کے بارے میں تہمت کو سنا ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ مومنات کا ذکر اس لیے ہوا کیونکہ الزام لگانے والوں میں حمنہ بنت جحش بھی تھی یعنی تم نے اسے کیوں نہیں جھٹلایا بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ان میں سے بعض نے بعض کے متعلق کیوں خیر کا گمان نہیں کیا کہ وہ بدکاری نہیں کر سکتے وَّ قَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ۝ انہوں نے یہ کیوں نہیں کہا یہ تہمت واضح جھوٹ ہے لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ ہ ضمیر سے مراد جھوٹی تہمت ہے بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ یعنی وہ کیوں چار گواہ نہ لائے جب وہ چار گواہ نہیں لائے جنہوں نے حضرت عائشہ پر جھوٹی تہمت لگائی تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اپنی بات میں جھوٹے ہیں وَ لَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ یعنی اگر دنیا اور آخرت میں تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی کہ تمہاری سزا کو مؤخر کیا تو تم نے جو جھوٹی تہمت لگائی تو تمہیں بہت بڑا عذاب پہنچتا اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ اس کی صورت یہ تھی جب وہ حضرت عائشہ کے معاملہ میں شامل ہوئے، کسی نے کہا میں نے فلاں کو یہ کہتے ہوئے سنا، بعض نے کہا بلکہ یہ اس اس طرح ہوا یعنی تم میں سے بعض ایک دوسرے کو بیان کرتے ہو اور اپنی زبانوں سے وہ کچھ کہتے جاتے ہو جس کا تمہیں کوئی علم نہیں کہ جو کچھ تم نے کہا ہے وہ حق ہے اور تم یہ گمان کرتے ہو کہ تہمت لگانا چھوٹا گناہ ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ جھوٹ سے بڑا گناہ ہے، ایسا کیوں نہیں ہوا جب تم نے تہمت کا سنا تو تم یہ کہہ دیتے کہ ہمیں زیب نہیں دیتا کہ ہم ایسی بات کریں جو ہماری آنکھوں نے دیکھی ہی نہیں۔ اے اللہ! تو ہر عیب سے پاک ہے یعنی تم نے یہ کیوں نہیں کہہ دیا کہ یہ تو بہت بڑا جھوٹ ہے۔ جس طرح حضرت سعد بن معاذ انصاری نے کہا تھا کیونکہ حضرت سعد نے جب اس آدمی کی بات سنی جس نے حضرت عائشہ پر تہمت لگائی تھی تو کہا تھا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ بہتان اسے کہتے ہیں جو مبہوت کردے اور وہ ایسی بات کرے جو وقوع پذیر نہ ہوئی ہو۔

اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ اس قسم کی بات یعنی جھوٹی تہمت دوبارہ نہ لگانا۔ اگر تم توحید و رسالت کی تصدیق کرنے والے ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے لیے مواعظ میں سے جن چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کو بیان کرتا ہے۔ جو لوگ یہ پسند کرتے ہیں کہ بے حیائی عام ہو جائے اور بدکاری غالب آجائے ان کے لیے دنیا میں عذاب یعنی حد ہے اور آخرت میں جہنم کا عذاب ہے۔

marfat.com
Marfat.com

اگر اللہ تعالیٰ کا فضل تم پر نہ ہوتا تو جو تم نے حضرت عائشہ کے بارے میں کہا ہے تو وہ اس پر تمہیں سزا دیتا، بے شک اللہ تعالیٰ رؤوف رحیم ہے۔ جب اس نے تمہیں معاف کر دیا اور تمہیں کوئی سزا نہ دی جو آدمی شیطان کی آراستہ کردہ چیزوں کی پیروی کرتا ہے تو وہ نافرمانیوں اور ناپسندیدہ باتوں کا حکم دیتا ہے جیسی ناپسندیدہ بات حضرت عائشہ کے متعلق کہی گئی۔ اگر اللہ تعالیٰ کا تم پر فضل اور رحمت نہ ہوتی تو کوئی اپنے آپ کو درست نہ کرتا لیکن اللہ تعالیٰ جس کے حق میں چاہتا ہے اس کو درست فرما دیتا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا حکم نازل فرمایا اور ان کی برأت کر دی اور ان لوگوں کو جھٹلا دیا جنہوں نے حضرت عائشہ پر تہمت لگائی تھی تو حضرت ابوبکر صدیق نے یہ قسم اٹھائی کہ وہ آئندہ کبھی بھی مسطح سے صلہ رحمی نہیں کرے گا کیونکہ مسطح ان لوگوں میں سے تھا جس نے حضرت عائشہ پر تہمت کا دعویٰ کیا تھا۔ مسطح مہاجرین اولین میں سے تھا اور وہ حضرت ابوبکر کی خالہ کا بیٹا تھا وہ آپ کے ہاں ہی بطور یتیم پرورش پاتا رہا تھا جب حضرت ابوبکر صدیق نے یہ قسم اٹھا دی کہ وہ مسطح سے صلہ رحمی نہیں کریں گے تو حضرت ابوبکر صدیق کے بارے میں وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ آیت نازل ہوئی یعنی تم میں سے غنی یعنی ابوبکر صدیق قسم نہ اٹھائیں کہ وہ قریبی رشتہ داروں یعنی مسطح بن اثاثہ کو کچھ نہ دیں گے جو حضرت ابوبکر صدیق کا قریبی رشتہ دار اور ان کی خالہ کا لڑکا ہے جو محتاج ہے اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والا ہے۔ پس چاہیے کہ مسطح سے درگذر کیا جائے کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے۔ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر صدیق سے فرمایا: کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے۔ عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ! ﷺ۔ فرمایا مسطح کو معاف کر دو اور اس سے درگزر کرو۔ حضرت ابوبکر صدیق نے معاف کیا اور درگزر سے کام لیا۔ کہا: میں آج کے بعد کسی کو احسان سے محروم نہیں کروں گا إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگائی جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والی ہیں اور پاکدامن ہیں۔ وہ بدکاری جیسے اعمال سے غافل ہیں جیسے حضرت عائشہ وہ سچ بولنے والی ہیں۔ جن لوگوں نے ایسی تہمت لگائی انہیں دنیا و آخرت میں عذاب دیا جائے گا جیسے عبداللہ بن ابی منافق ہے۔ اس لیے اس کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔

جن لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی قیامت کے دن ان کی زبانیں ان پر گواہی دیں گی اللہ تعالیٰ انہیں عدل کے مطابق پورا پورا بدلہ دے گا، ان پر کوئی ظلم نہیں کرے گا اور وہ جانتے ہیں کہ وہ ہی واضح عدل فرمانے والا ہے۔ اَلْخَبِيثٰتُ یعنی حضرت عائشہ پر جھوٹی تہمت لگانے کا فعل ان مردوں اور عورتوں کے لیے ہے جنہوں نے تہمت لگائی اور اَلْخَبِيثُوْنَ یعنی مرد اور عورتیں ایسی ہی بری باتوں کے لیے ہیں کیونکہ ایسے انسانوں کو ایسی بات زیبا ہے اور اچھی بات اچھے مردوں اور عورتوں کے لیے ہے یعنی وہ جو مومن مردوں اور عورتوں کے بارے میں اچھا گمان کرتے ہیں اور الطَّيِّبُوْنَ یعنی اچھے مرد اور اچھی عورتیں اچھے کلام کے لیے ہیں کیونکہ اچھا کلام انہیں ہی زیبا ہے۔ یہی اچھے مرد اور اچھی عورتیں بری باتیں کرنے سے بری ہیں۔ انہیں لوگوں کے لیے مغفرت اور جنت میں اچھا رزق ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ کی پاکدامنی کا اعلان کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے ساتھ ملا لیا اور حضرت عائشہ جنت میں بھی ان کی بیویوں میں سے ہوں گی۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری

marfat.com
Marfat.com

پاکدامنی کا حکم نازل کیا۔ قریب تھا کہ میری وجہ سے امت ہلاک ہو جاتی۔ جب رسول اللہ ﷺ سے وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور فرشتہ چلا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر سے فرمایا اپنی بیٹی کے پاس جاؤ۔ اسے آگاہ کرو کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اس کی پاکدامنی کا حکم نازل فرمایا ہے۔ تو میرے والد دوڑتے ہوئے آئے، قریب تھا کہ وہ گر پڑتے، کہا اے بیٹی! مبارک ہو میرے ماں باپ تجھ پر قربان! اللہ تعالیٰ نے تیری پاکدامنی کا حکم نازل کیا ہے۔ میں نے کہا اللہ کی تعریف نہ آپ کی نہ آپ کے صاحب کی، جس نے آپ کو بھیجا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ داخل ہوئے، میرا بازو پکڑا اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا: اس طرح حضرت ابوبکر صدیق نے جوتا پکڑا تا کہ مجھے ماریں۔ میری ماں نے انہیں ایسا کرنے سے منع کیا۔ رسول اللہ ﷺ مسکرا دیے۔ فرمایا میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ تو ایسا نہ کرے گا۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ کی قسم! مجھے یہ امید نہ تھی کہ میرے بارے میں وحی نازل ہوگی اور نہ میں اس کی طمع کرتی تھی۔ لیکن میں یہ امید رکھتی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کوئی خواب دیکھیں گے تو ان کے دل میں جو بات ہے وہ جاتی رہے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے حبشی لونڈی سے بھی پوچھا تھا۔ اس نے کہا تھا اللہ کی قسم! عائشہ تو سونے کی پاکیزگی سے بھی پاک ہے۔ صرف اتنی بات ہے: وہ سو جاتی ہے یہاں تک کہ بکری آتی ہے اور اس کا آٹا کھا جاتی ہے۔ اللہ کی قسم! اگر وہ بات سچی ہوگی جو لوگ کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو باخبر کر دے گا۔ لوگ اس حبشی لونڈی کی سمجھداری سے متعجب ہوئے۔

امام طبرانی نے حضرت حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب لوگ حضرت عائشہ کے معاملہ میں پڑ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ کی طرف پیغام بھیجا، پوچھا اے عائشہ! لوگ کیا کہتے ہیں؟ حضرت عائشہ نے جواب دیا؟ لوگ جو کچھ کہہ رہے ہیں میں اس پر کوئی معذرت نہیں کروں گی یہاں تک کہ آسمان سے میری پاکدامنی کا حکم نازل ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور کی پندرہ آیات نازل فرمائیں۔ پھر ان آیات کی تلاوت کی یہاں تک کہ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ تک پہنچیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جن لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ پر جھوٹی تہمت لگائی۔ انہیں جھٹلانے اور حضرت عائشہ صدیقہ کی برأت کے اظہار کے لیے لگاتار اٹھارہ آیات نازل فرمائیں۔

امام بزار، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جب مجھ پر تہمت لگائی گئی تو میں نے ارادہ کیا کہ میں ایک بے آباد کنویں پر آؤں اور اس میں اپنے آپ کو گرا دوں۔

امام بزار نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عائشہ سے روایت نقل کی ہے: جب حضرت عائشہ صدیقہ کی پاکدامنی کا حکم نازل ہوا تو حضرت ابوبکر صدیق نے ان کے سر کا بوسہ لیا تو حضرت عائشہ نے کہا آپ نے میری پاکدامنی کا ذکر کیوں نہیں کیا؟ تو حضرت ابوبکر نے جواب دیا کون سا آسمان مجھ پر سایہ کرتا اور کون سی زمین مجھے اٹھاتی اگر میں ایسی بات کرتا جس کا مجھے علم ہی نہ ہوتا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ جب میری پاکدامنی کا حکم آسمان سے نازل ہوا تو نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے، مجھے اس بارے میں بتایا۔ میں نے کہا میں اللہ کی تعریف کروں گی۔

marfat.com
Marfat.com

آپ کی تعریف نہ کروں گی۔(1)

امام عبدالرزاق، امام احمد، عبد بن حمید، ابوداؤد، ترمذی (جب کہ ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے)، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن منذر، ابن مردویہ، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عائشہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب میری پاکدامنی کا حکم نازل ہوا تو رسول اللہ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے، اس معاملہ کا ذکر کیا اور قرآن حکیم کی تلاوت کی۔ جب آپ منبر سے نیچے اترے تو آپ نے دو مردوں اور ایک عورت کے بارے میں حکم دیا تو ان پر دو حدیں جاری کی گئیں۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ اور حضرت زینب رضی اللہ عنہما نے باہم فخر کیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کہا میں ہوں جس کی شادی کا حکم نازل ہوا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں ہوں جس کی پاکدامنی کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل کیا۔ جب ابن معطل نے مجھے اپنی سواری پر سوار کیا تھا۔ حضرت زینب نے کہا اے عائشہ! جب تو اونٹ پر سوار ہوئی تھی تو تو نے کیا کہا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے کہا تھا حَسْبِیَ اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِیْلُ حضرت زینب نے کہا تو نے مومنوں والی بات کہی۔(3)

امام بخاری اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ان کی موت سے پہلے حاضر ہوئے جب کہ وہ بے بس ہو چکی تھی، پوچھا کیسا حال ہے؟ جواب دیا اگر بچ گئی تو سب خیر۔ حضرت ابن عباس نے کہا آپ بہت بہتر حالت میں ہیں، رسول اللہ کی زوجہ ہیں۔ حضور ﷺ نے آپ کے سوا کسی باکرہ سے نکاح نہیں کیا اور آپ کی پاکدامنی کا حکم آسمان سے نازل ہوا ہے۔(4)

امام حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ مجھ میں نو خصلتیں ہیں جو کسی اور میں نہیں سوائے حضرت مریم کے اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ عطا فرمائیں۔ فرشتہ رسول اللہ ﷺ کے پاس میری صورت لایا، رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے عقد نکاح کیا جب کہ میری عمر سات سال تھی۔ مجھے آپ کی خدمت میں بھیج دیا گیا جب کہ میں نو سال کی تھی۔ حضور ﷺ نے مجھ سے شادی کی جب کہ میں باکرہ تھی۔ وحی آتی تھی جب کہ میں اور آپ ایک بستر میں ہوتے تھے میں لوگوں میں سے آپ کو زیادہ محبوب تھی، میرے بارے میں قرآن پاک میں آیات نازل ہوئیں۔ قریب تھا کہ امت اس وجہ سے ہلاک ہو جاتی۔ میں نے جبرئیل امین کو دیکھا جبکہ میرے سوا ازواج مطہرات میں سے کسی نے آپ کو نہیں دیکھا، حضور ﷺ کی روح میرے گھر میں قبض کی گئی، میرے اور فرشتے کے سوا اس وقت کوئی بھی نہ تھا۔(5)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے ازواج مطہرات پر دس چیزوں میں فضیلت حاصل ہے، پوچھا گیا اے ام المومنین! وہ کیا ہیں؟ حضرت عائشہ نے جواب دیا: حضور ﷺ نے میرے سوا کسی

1۔ مسند امام احمد، جلد 6، صفحہ 30، دار صادر بیروت
2۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 314 (3181)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 108
4۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 104، المطبعۃ المیمنہ مصر
5۔ مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، جلد 4، صفحہ 11 (6730)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

ایسی عورت سے شادی نہیں کی جس کے دونوں والدین نے ہجرت کی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے میری براُت کا حکم آسمان سے نازل کیا۔ جبرئیل امین آسمان سے میری تصویر حضور ﷺ کے پاس ریشم کے کپڑے میں لائے اور کہا اس سے شادی کرو، یہ آپ کی بیوی ہے۔ میں اور آپ ایک ہی برتن سے غسل کرتے۔ حضور ﷺ میرے سوا ازواج مطہرات میں سے کسی کے ساتھ ایسا نہ کرتے۔ آپ نماز پڑھتے جبکہ میں آپ کے سامنے ہوتی جبکہ حضور ﷺ یہ عمل کسی اور کے ساتھ نہ کرتے۔ آپ پر وحی نازل ہوتی۔ جبکہ میں آپ کے پاس ہوتی میرے سوا ازواج مطہرات میں سے کسی کی موجودگی میں آپ پر وحی نازل نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح کو قبض کیا جب کہ آپ میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ کا وصال اسی روز ہوا جس روز میری باری ہوتی تھی اور حضور ﷺ کو میرے گھر میں ہی دفن کیا گیا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت عائشہ پر بہتان لگانے والے عبداللہ بن ابی، مسطح اور حسان تھے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جن لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگایا وہ حسان، مسطح، حمنہ بنت جحش اور عبداللہ بن ابی تھے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ عبدالملک بن مروان نے حضرت عروہ کو خط لکھا جس میں یہ سوال کیا کہ وہ کون لوگ تھے جنھوں نے حضرت عائشہ صدیقہ پر بہتان لگایا تھا؟ حضرت عروہ نے اسے جواب دیا اس میں صرف حسان بن ثابت، مسطح، حمنہ بنت جحش تھے۔ کہا ان کے علاوہ کا مجھے کوئی علم نہیں۔(3)

امام بخاری، ابن منذر، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں ولید بن عبدالملک کے پاس تھا۔ اس نے کہا الَّذِیْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ یعنی جنھوں نے یہ تہمت لگائی۔ ان میں سے ایک حضرت علی تھے۔ میں نے کہا نہیں۔ مجھے سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر، علقمہ بن وقاص، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہم نے روایت کی۔ سب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتی ہیں الَّذِیْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ کا مصداق عبداللہ بن ابی ہے۔ ولید بن عبدالملک نے مجھ سے کہا اس کا جرم کیا تھا؟ میں نے کہا مجھے آپ کی قوم کے دو بزرگوں ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف اور ابو بکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام نے بیان کیا ہے، ان دونوں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے سنا، آپ فرماتی تھیں: وہ میرے معاملہ میں گناہ کا ارتکاب کرنے والا تھا۔

امام یعقوب بن شیبہ رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں کہا: مجھے حضرت حسن بن علی حلوانی رحمہ اللہ نے کہا: انہیں امام شافعی اور انہیں ان کے چچا نے بیان کیا کہ سلیمان بن یسار، ہشام بن عبدالملک کے پاس گیا اسے کہا اے سلیمان! الَّذِیْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ کا مصداق کون ہے؟ سلیمان نے جواب دیا عبداللہ بن ابی ہے۔ ہشام نے کہا تو نے جھوٹ بولا ہے، وہ تو حضرت علی ہیں۔ ہشام نے کہا امیر المومنین جو کچھ کہہ رہے ہیں اس کے بارے میں وہ خود ہی بہتر جانتے ہیں۔ امام زہری آئے پوچھا الَّذِیْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 106، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 105 3۔ ایضاً

marfat.com

Marfat.com

کا مصداق کون ہے؟ امام زہری نے کہا ابن ابی ہشام نے کہا تو نے جھوٹ بولا ہے، وہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ زہری نے کہا تیرا باپ نہ رہے! میں جھوٹ بولوں گا۔ اگر آسمان سے کوئی منادی کرنے والا کہے تب بھی میں جھوٹ نہ بولوں گا، مجھے عروہ، سعید، عبید اللہ اور علقمہ نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے کہ الَّذِیْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ کا مصداق عبد اللہ بن ابی ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے مسروق سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت حسان بن ثابت حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ شعر نذر کیا۔

حَصَانٌ رَّزَانٌ مَا تَزِنُ بِرِيْبَةٍ وَتُصْبِحُ غَرْثٰى مِنْ لُحُوْمِ الْغَوَافِلِ

''وہ پاک دامن ہے، اپنی جگہ پر قائم رہنے والی ہے، کسی شک کی بناء پر اسے متہم نہیں کیا جا سکتا اور وہ کسی پاک دامن کی عزت پر حملہ نہیں کرتی''۔

حضرت عائشہ نے کہا: لیکن تم تو ایسے نہیں ہو میں نے کہا آپ یہ دعوی کرتی ہیں کہ اس قسم کے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا ہے: وَالَّذِیْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ حضرت عائشہ نے فرمایا اندھے پن سے سخت عذاب کا کیا تصور کیا جا سکتا ہے۔ ابن مردویہ کے الفاظ یوں ہیں: کیا نظر کا چلا جانا عذاب نہیں ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت حسان بن ثابت کے اشعار سے بہتر کوئی شعر نہیں سنا میں اس کا تصور کرتی ہوں تو اس کے لیے جنت کی امید کرتی ہوں۔ اس نے یہ اشعار ابو سفیان بن حاث بن عبد المطلب بن ہاشم کے بارے میں کہے تھے:

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا وَّاَجَبْتُ عَنْهُ وَعِنْدَ اللّٰهِ فِیْ ذَاكَ الْجَزَاءُ

''تو نے حضور ﷺ کی ہجو کی اور میں نے اس کا جواب دیا۔ اس جواب پر اللہ کے ہاں جزاء ہے''۔

فَاِنَّ اَبِیْ وَ وَالِدَهٗ وَعِرْضِیْ لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِّنْكُمْ وِقَاءُ

''بے شک میرا والد، اس کا والد اور میری عزت حضور ﷺ کی عزت کا تم سے دفاع کرنے والی ہے''۔

اَتَشْتِمُهٗ وَلَسْتَ لَهٗ بِكُفْءٍ فَشَرُّ كُمَا لِخَيْرِ كُمَا الْفِدَاءُ

''کیا تو حضور ﷺ کو برا بھلا کہتا ہے جبکہ تو ان کا ہم پلہ نہیں ہے تم میں سے شریر تم میں سے اچھے پر قربان ہو''۔

لِسَانِیْ صَارِمٌ لَا عَيْبَ فِيْهِ وَبَحْرِیْ لَا تُكَدِّرُهُ الدِّلَاءُ

''میری زبان تلوار ہے اس میں کوئی کجی نہیں میرے سمندر کو ڈول آلودہ نہیں کرتے''۔

عرض کی گئی اے ام المومنین! یہ لغو نہیں ہے فرمایا نہیں لغو وہ ہوا کرتا ہے جو عورتوں کی موجودگی میں کہا جائے۔ عرض کی گئی کیا اللہ تعالیٰ نہیں فرماتا وَالَّذِیْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ حضرت عائشہ نے فرمایا: کیا اس کی نظر جاتی نہیں رہی تھی اور اسے تلوار کے ساتھ ہانکا نہیں گیا تھا۔ یہاں حضرت عائشہ اس وار کا ارادہ کر رہی تھیں جو صفوان بن معطل نے اس پر کیا تھا۔ جب صفوان کو یہ خبر پہنچی کہ حسان نے بھی اس بارے میں بات کی ہے، تلوار سے اس پر حملہ کر دیا تھا، قریب تھا کہ اسے قتل کر دیتا۔

marfat.com
Marfat.com

امام محمد بن سعد رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن سیرین سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حاضر ہونے کی اجازت دیتیں اس کے لیے تکیہ منگواتیں اور کہتیں حضرت حسان کو تکلیف نہ دو کیونکہ یہ اپنی زبان کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کی مدد کرتے تھے جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَالَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ حضرت حسان نابینا ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس امر پر قادر ہے کہ اس عظیم عذاب کو ان کے حق میں ان کا اندھا پن بنا دے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: وَالَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَهٗ کا مطلب ہے جس نے اس عمل کا آغاز کیا۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَالَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَهٗ کا مصداق عبداللہ بن ابی کو قرار دیا ہے جو اس واقعہ کو آگے پھیلاتا تھا۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی وَالَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَهٗ سے مراد دو صحابی ہیں، ان میں سے ایک قریشی اور دوسرا انصاری ہے۔ جب بھی کوئی شر پھیلتا تو عبداللہ بن ابی کی ہی قیادت و سرداری ہوتی۔

عبد بن حمید نے محمد بن سیرین سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ حضرت حسان کو اپنے گھر آنے کی اجازت دیتیں اور اس کے لیے تکیہ رکھتیں اور فرماتیں، حسان کے لیے اچھی بات ہی کیا کرو کیونکہ یہ رسول اللہ کا دفاع کیا کرتے تھے جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَالَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ وہ نابینا ہو گئے تھے، ان کے لیے اندھا پن ہی عذاب عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ عذاب عظیم اس چیز کو بنا دے، حضرت حسان کو بخش دے اور اسے جنت میں داخل کر دے۔

امام سعید بن منصور اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ کی قرأت میں وَالَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ۔

لَوْلَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَیْرًا ۙ وَّ قَالُوْا هٰذَاۤ اِفْكٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۲﴾ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَیْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ یَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓىِٕكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَ لَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِیْ مَاۤ اَفَضْتُمْ فِیْهِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۴﴾

”ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے یہ (افواہ) سنی تو گمان کیا ہوتا مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنوں کے بارے میں نیک گمان اور کہہ دیا ہوتا کہ یہ تو کھلا ہوا بہتان ہے (اگر وہ سچے تھے تو) کیوں نہ پیش کر سکے اس پر چار گواہ (پس جب وہ پیش نہیں کر سکے گواہ، تو معلوم ہو گیا کہ) وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹے ہیں اور اگر نہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 106، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

ہوتا اللہ تعالیٰ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت دنیا اور آخرت میں تو پہنچتا تمہیں اس سخن سازی کی وجہ سے سخت عذاب''

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے ایک انصاری سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی بیوی نے اس سے کہا جب تہمت لگانے والوں نے باتیں کیں۔ کیا تم سنتے نہیں ہو جو لوگ حضرت عائشہ کے بارے میں باتیں کر رہے ہیں کہا ہاں سنتا ہوں یہ سب جھوٹ ہے کیا تو اے ایوب کی ماں ایسا کر سکتی ہے؟ بیوی نے کہا نہیں اللہ کی قسم تو اس نے کہا اللہ کی قسم حضرت عائشہ تم میں سے زیادہ اچھی اور پاکیزہ ہیں یہ جھوٹ اور باطل بہتان ہے جب قرآن حکیم نازل ہوا تو پہلے بہتان لگانے والوں کا ذکر کیا اور جو انہوں نے کہا تھا اس کا ذکر کیا پھر فرمایا لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ جس طرح حضرت ابوایوب اور اس کی بیوی نے کہا تھا۔

امام واحدی، ابن عساکر اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت افلح سے روایت نقل کی ہے جو حضرت ابوایوب کے غلام تھے کہ حضرت ایوب انصاری کی والدہ نے کہا کیا تم سنتے نہیں ہو جو لوگ حضرت عائشہ کے بارے میں باتیں کر رہے ہیں ابوایوب نے کہا کیوں نہیں سنتا ہوں وہ سب جھوٹ ہے کیا ام ایوب تو ایسا کرنے والی ہے؟ اس نے جواب دیا اللہ کی قسم ایسا نہیں۔ کہا۔ اللہ کی قسم حضرت عائشہ تم سے بہتر ہے جب قرآن نازل ہوا اور بہتان لگانے والوں کا ذکر کیا تو فرمایا لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ۔

اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَ تَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّ تَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖۗ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾

''جب تم (ایک دوسرے سے) نقل کرتے تھے اس (بہتان) کو اپنی زبانوں سے اور کہا کرتے تھے اپنے مونہوں سے ایسی بات جس کا تمہیں کوئی علم ہی نہ تھا۔ نیز تم خیال کرتے کہ یہ معمولی بات ہے حالانکہ یہ بات اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی تھی''۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ کی قرأت کی اور یہ معنی بیان کیا کہ تم میں سے بعض بعض سے روایت کرتے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بھی اس کا یہی معنی نقل کیا ہے۔

امام بخاری، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس آیت کو پڑھتیں تو کہتیں اِنَّمَا هُوَ وَلَقُ الْقَوْلِ یہ جھوٹی بات ہے۔ وَلَقُ کا معنی جھوٹ ہے۔ ابن ابی ملیکہ نے کہا حضرت عائشہ صدیقہ ان آیات کے معنی کو دوسرے لوگوں سے زیادہ جانتی تھیں کیونکہ یہ حضرت عائشہ کے بارے میں نازل ہوئیں۔

امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی ایسی بات کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہوتی ہے۔ وہ اس بات کی کوئی پرواہ بھی نہیں کرتا۔ اسی بات کی

marfat.com
Marfat.com

وجہ سے اسے جہنم میں پھینک دیا جاتا ہے، جو جہنم اتنی دور ہے جتنی زمین و آسمان کے درمیان دوری ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: پاک دامن عورت پر تہمت سو سال کے عمل کو ضائع کر دیتی ہے۔

وَ لَوْلَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا یَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۗ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۶﴾

"ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے یہ (افواہ) سنی تو تم نے کہہ دیا ہوتا ہمیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ ہم گفتگو کریں اس کے متعلق، اے اللہ! تو پاک ہے، یہ بہت بڑا بہتان ہے"

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو جب ان کی بیوی نے اس تہمت کے بارے میں بتایا۔ ان کی بیوی نے کہا اے ابو ایوب! لوگ جو باتیں کر رہے ہیں کیا تم وہ نہیں سنتے۔ تو انہوں نے کہا ہمیں یہ باتیں کرنا زیب نہیں دیتا اے اللہ! تو پاک ہے، یہ بہت بڑا بہتان ہے۔

امام سعید رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سعد بن معاذ نے جب وہ بات سنی جو حضرت عائشہ کے متعلق کہی گئی تو انہوں نے کہا اے اللہ! تو ہر عیب سے پاک ہے، یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

امام ابن ابی سلمی نے فوائد میں حضرت سعید بن میسب سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دو صحابی تھے۔ جب انہوں نے یہ بات سنی تو دونوں نے کہا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ وہ حضرت زید بن حارثہ اور ابو ایوب انصاری ہیں۔

یَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۷﴾ وَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ﴿۱۸﴾

"نصیحت کرتا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ کہ دوبارہ اس قسم کی بات ہرگز نہ کرنا اگر تم ایمان دار ہو۔ اور کھول کر بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لیے (اپنی) آیتیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا بڑا دانا ہے"

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے یَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اَبَدًا کی وضاحت کرتے ہوئے کہا اللہ تعالیٰ تم پر عذاب نازل کر دے گا۔

امام فریابی اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یَعِظُكُمُ اللّٰهُ کا معنی کیا ہے کہ وہ تمہیں منع کرتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۙ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ لَوْلَا

marfat.com

Marfat.com

فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

''بے شک جو لوگ یہ پسند کرتے ہیں کہ پھیلے بے حیائی ان لوگوں میں جو ایمان لائے ہیں (تو) ان کے لیے دردناک عذاب ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ تعالیٰ (حقیقت کو) جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ اور اگر نہ ہوتا تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت اور یہ کہ اللہ تعالیٰ بہت مہربان (اور) رحیم ہے''

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: تَشِيْعَ کا معنی ظاہر ہونا ہے وہ حضرت عائشہ کے متعلق باتیں کرنا ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے یہ معنی نقل کیا ہے: جو لوگ یہ پسند کرتے ہیں کہ بدکاری واضح و ظاہر ہو جائے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت خالد بن معدان سے یہ قول نقل کیا ہے: وہ آدمی جو اپنی آنکھوں دیکھا اور کانوں سنا واقعہ بیان کرے تو وہ ان لوگوں میں سے ہے جن کا ذکر ہے، وہ یہ پسند کرتا ہے کہ مومنوں میں بدکاری کا ذکر عام ہو جائے۔

ابن ابی حاتم نے عطاء سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جس نے بدکاری کے ذکر کو عام کیا تو اس پر سزا ہے، اگرچہ وہ اپنی بات میں سچا ہو۔

امام بخاری نے الادب میں اور امام بیہقی رحمہما اللہ نے الشعب میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بدکاری کرنے والا اور اس کا ذکر عام کرنے والا گناہ میں دونوں برابر ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب میں حضرت شبل بن عوف رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ بات کی جاتی تھی جس نے بدکاری کا ذکر سنا اور اسے عام کیا تو وہ بدکاری میں ایسے ہی ہے جیسے وہ اس کو پہلی دفعہ خود کرنے والا ہے۔

امام احمد حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے بندوں کو اذیتیں نہ دو، نہ انہیں عار دلاؤ اور نہ بے پردگی کی جستجو کرو۔ وہ آدمی جو اپنے مسلمان بھائی کی بے پردگی کی خواہش کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی بے پردگی چاہے گا یہاں تک کہ اسے اس کے گھر میں رسوا کر دے گا۔ (2)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۗ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ۗ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

''اے ایمان والو نہ چلو شیطان کے نقش قدم پر اور جو چلتا ہے شیطان کے نقش قدم پر تو وہ حکم دیتا ہے (اپنے پیروؤں کو) بے حیائی کا اور ہر برے کام کا اور اگر نہ ہوتا تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت تو نہ بچ سکتا تم میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 121، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 279

marfat.com
Marfat.com

سے کوئی بھی ہرگز، ہاں اللہ تعالیٰ پاک کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے"

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مَازَكٰى مِنْكُمْ کا معنی ہے کہ مخلوقات میں سے کوئی بھی بھلائی کی طرف ہدایت نہ پا سکا۔(1)

وَ لَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَ السَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۗ أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲﴾

"اور نہ قسم کھائیں جو برگزیدہ ہیں تم میں سے اور خوش حال ہیں اس بات پر کہ وہ نہ دیں گے رشتہ داروں کو اور مسکینوں کو اور راہ خدا میں ہجرت کرنے والوں کو اور چاہیے کہ (یہ لوگ) معاف کر دیں اور درگزر کریں کیا تم پسند نہیں کرتے کہ بخش دے اللہ تعالیٰ تمہیں اور اللہ غفور رحیم ہے"

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے وَ لَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ، فرماتے ہیں: یہ قسم نہ اٹھاؤ کہ تم کسی پر خرچ نہ کرو گے۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: کہ مسطح ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے یہ تہمت لگائی تھی وہ حضرت ابوبکر صدیق کا قریبی رشتہ دار تھا۔ وہ آپ کی ہی زیر کفالت تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے یہ قسم اٹھائی کہ وہ اسے کبھی بھی کوئی چیز عطا نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے اسے پھر اپنی کفالت میں لے لیا اور کہا میں کوئی قسم بھی نہیں اٹھاتا۔ پھر میں اس کے غیر کو بہتر خیال کرتا ہوں تو اسے توڑ دیتا ہوں اور وہ کام کرتا ہوں جو بہتر ہوتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت قریش کے ایک آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جسے مسطح کہتے، اس کی اور حضرت ابوبکر صدیق کی آپس میں رشتہ داری تھی۔ مسطح حضرت ابوبکر صدیق کے ہاں بطور یتیم پرورش پاتے رہے۔ یہ مسطح ان لوگوں میں سے تھا جس نے حضرت عائشہ پر لگائے جانے والے بہتان کو خوب پھیلایا۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ کی برأت اور پاک دامنی کے بارے میں آیات کو نازل فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے قسم اٹھا دی کہ وہ کبھی بھی اس کے ساتھ حسن سلوک نہ کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی نے حضرت ابوبکر صدیق کو بلایا۔ ان پر یہ آیت تلاوت کی فرمایا کیا تو یہ پسند نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ تجھے بخش دے۔ عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا اسے معاف کر دو اور درگزر سے کام لو۔ حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کی ضرور اللہ کی قسم! اس سے قبل میں اس کے ساتھ جو حسن سلوک کیا کرتا تھا اس میں سے کوئی چیز بھی نہ روکوں گا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 122، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 124

marfat.com
Marfat.com

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جن لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر باتیں کیں ان میں سے ایک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قریبی رشتہ دار بھی تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھادی کہ وہ اسے کوئی چیز بھی نہ دے گا جبکہ پہلے اس کے ساتھ صلہ رحمی کرتے تھے۔ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پہلے جو اس پر احسان کرتے تھے اس پر دگنا احسان کرنے لگے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھائی کہ وہ مسطح بن نافع کو نہ کوئی فائدہ پہنچائیں گے اور نہ ہی اس کے ساتھ کوئی صلہ رحمی کریں گے حضرت ابوبکر صدیق اور مسطح کی باہم عورتوں کے واسطہ سے رشتہ داری تھی۔ وہ معذرت پیش کرنے کے لیے حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت میں حاضر ہوا، مسطح نے کہا اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے! اے خالو! قسم ہے اس ذات کی جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل کیا! میں نے حضرت عائشہ صدیقہ پر کوئی تہمت نہیں لگائی اور جو باتیں ان کے متعلق کی گئیں میں نے ایسی کوئی بات نہ کی۔ حضرت ابوبکر اس کے خالو تھے (1) حضرت ابوبکر نے فرمایا لیکن تو ہنسا اور جو باتیں حضرت عائشہ کے بارے میں کہی گئیں وہ تجھے اچھی لگیں۔ مسطح نے کہا ممکن ہے ان میں سے کوئی چیز ہوگئی ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق ہی یہ آیت نازل فرمائی۔

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے دو یتیموں کے بارے میں قسم اٹھائی جو ان کی زیر کفالت تھے۔ یہ ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ پر تہمت لگائی تھی۔ ان دو میں سے ایک مسطح بن اثاثہ تھا۔ یہ غزوۂ بدر میں بھی شریک ہوا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے قسم اٹھائی کہ وہ ان دونوں کے ساتھ صلہ رحمی نہیں کریں گے اور نہ ان کے ساتھ کوئی احسان کریں گے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی اور اسے خوب پھیلایا اور اس میں باتیں کیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے قسم اٹھائی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی ان میں سے ایک تھے کہ جن لوگوں نے یہ باتیں کی ہیں نہ انہیں کوئی مال دیں گے اور نہ ہی ان کے ساتھ صلہ رحمی کریں گے۔ فرمایا تم میں سے اغنیاء اور صاحب استطاعت لوگوں کو قسم نہیں اٹھانی چاہیے کہ وہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی نہ کریں گے اور انہیں اس طرح اموال نہ دیں گے جس طرح وہ پہلے کیا کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ وہ ان لوگوں کو بخش دیں اور معاف کردیں۔ (1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدقہ سے مال کبھی کم نہیں ہوتا، صدقہ کیا کرو۔ کسی آدمی نے کسی آدمی کی زیادتی کو معاف نہیں کیا مگر اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ کرتا ہے۔ تم لوگوں کو معاف کرو، اللہ تعالیٰ تمہاری عزت میں اضافہ کرے گا۔ کوئی آدمی اپنے لیے سوال کا دروازہ نہیں کھولتا، سوال کے ذریعے لوگوں سے سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر فقر کا دروازہ بند کردیتا ہے! خبردار! سوال نہ کرنے میں ہی بھلائی ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 124، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

امام عبد الرزاق، ابن ابی حاتم اور ابن ابی الدنیا نے ذم الغضب میں، خرائطی نے معارج الاخلاق میں، حاکم، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابو وائل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ کو دیکھا کہ ان کے پاس ایک آدمی دوسرے بدمست آدمی کو لایا۔ حضرت عبد اللہ نے اس پر حد جاری کی پھر اس آدمی سے مخاطب ہوئے جو اسے ساتھ لایا تھا تو اس آدمی کا کیا لگتا ہے؟ اس نے جواب دیا اس کا چچا۔ حضرت عبد اللہ نے فرمایا تو نے اسے اچھا ادب نہیں سکھایا اور نہ ہی اس کی پردہ پوشی کی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ پھر حضرت عبد اللہ نے کہا میں اس پہلے آدمی کو جانتا ہوں جس کا ہاتھ نبی کریم ﷺ نے کاٹا تھا۔ ایک آدمی آیا، جب حضور ﷺ نے اس بارے میں حکم دیا کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے تو حضور ﷺ کے چہرے کا رنگ خاکستر جیسا ہو گیا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ یہ تو آپ کے لیے شاق گزرا تو حضور ﷺ نے فرمایا یہ مناسب نہیں کہ تم اپنے بھائی کے معاملہ میں شیطان کے مددگار بنو۔ کسی حاکم کے لیے مناسب نہیں کہ جب اس تک حد کی بات پہنچے تو وہ اس پر حد قائم نہ کرے، اللہ تعالیٰ بہت زیادہ معاف کرنے والا ہے اور معاف کرنے کو پسند کرتا ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی: وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ۔ (1)

## إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٢٣﴾

"جو لوگ تہمت لگاتے ہیں پاکدامن عورتوں پر جو انجان ہیں، ایمان والیاں ہیں ان پر پھٹکار ہے دنیا اور آخرت میں اور ان کے لیے عذاب عظیم ہے"

امام ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر کے متعلق کہا کہ یہ آیت خاص طور پر حضرت عائشہ صدیقہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ (2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت خصیف رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے کہا کون سی چیز زیادہ سخت ہے بدکاری یا تہمت؟ فرمایا بدکاری۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ۔ کہا یہ آیت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق نازل ہوئی۔ (3)

امام طبرانی نے حضرت ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت خاص طور پر حضرت عائشہ کے متعلق نازل ہوئی۔ (4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت خصوصاً حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کے بارے میں نازل ہوئی۔ (5)

---

1۔ مجمع الزوائد، کتاب الحدود والدیات، جلد 6، صفحہ 425 (10656)، دار الفکر بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، جلد 4، صفحہ 11 (6731)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 125، دار احیاء التراث العربی بیروت

4۔ معجم کبیر، جلد 23، صفحہ 152 (229)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 125

marfat.com

Marfat.com

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے ابوجوزاء کا یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت خاص طور پر امہات المومنین کے لیے ہے۔

ابن ابی حاتم نے سلمہ بن نبیط سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں الْمُحْصَنٰتِ سے مراد حضور ﷺ کی ازواج مطہرات ہیں۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے سورۂ نور کی تلاوت کی اور اس کی تفسیر کی جب اس آیت پر پہنچے تو کہا یہ آیت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ازواج مطہرات کے بارے میں نازل ہوئی جس نے ایسا کیا اس کے لیے یہ نہیں۔ جس نے ازواج مطہرات کے علاوہ کسی اور عورت پر بدکاری کی تہمت لگائی اس کے لیے توبہ ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مگر جس نے حضور ﷺ کی ازواج مطہرات پر بدکاری کی تہمت لگائی اس کے لیے کوئی توبہ نہیں۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی: لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ تو بعض لوگوں نے ارادہ کیا کہ وہ حضرت ابن عباس کی طرف اٹھیں اور آیت کی اچھی تفسیر کی وجہ سے ان کے سر کا بوسہ لیں۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ مجھ پر تہمت لگائی گئی جبکہ میں بے خبر تھی۔ مجھے یہ بات بعد میں معلوم ہوئی۔ اسی اثناء میں کہ حضور ﷺ میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ پر وحی کی گئی پھر آپ اٹھے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ فرمایا اے عائشہ! تجھے خوشخبری ہو۔ میں نے عرض کی میں اللہ کی تعریف کروں گی نہ کہ آپ کی۔ پھر یہ آیت تلاوت کی۔(2)

## يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

''وہ یاد کریں اس دن کو جب گواہی دیں گی ان کے خلاف ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان اعمال پر جو وہ کیا کرتے تھے''۔

ابو یعلی، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابو سعید خدری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز کافر اپنے عمل کو پہچان لے گا وہ انکار کرے گا اور جھگڑے گا۔ اسے کہا جائے گا یہ تیرے پڑوسی ہیں، وہ تیرے خلاف گواہی دے رہے ہیں۔ وہ کہے گا انہوں نے جھوٹ بولا ہے۔ اسے کہا جائے گا تیرے گھر والے، تیرے قبیلے والے تیرے خلاف گواہی دے رہے ہیں۔ وہ کہے گا یہ جھوٹ بولتے ہیں۔ قسم اٹھاؤ۔ وہ قسم اٹھا دیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں خاموش کرا دے گا اور ان کے خلاف ان کی زبانیں اور ہاتھ گواہی دیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں جہنم میں داخل کر دے گا۔(3)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو ایوب انصاری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز سب سے پہلے جس کا جھگڑا پیش ہوگا وہ ایک مرد اور اس کی بیوی ہوگی۔ عورت اور مرد کی زبانیں نہیں بولیں گی بلکہ ان کے ہاتھ اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 126، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 125
3۔ مجمع الزوائد، کتاب البعث، جلد 10، صفحہ 636 (18398)، دار الفکر بیروت

marfat.com
Marfat.com

پاؤں گواہی دیں گے جو اس نے مرد کے ساتھ خیانت کی یا اسے عطا کیا یا کوئی گفتگو کی۔ اسی طرح مرد کے ہاتھ، پاؤں اس مرد کے بارے میں گواہی دیں گے جو مرد اس عورت کو دیتا رہا۔ پھر مرد اور اس کے غلام کو بلایا جائے گا تو معاملہ ان میں اسی طرح ہوگا۔

امام احمد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ حضرت بہز بن حکیم رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے مونہوں پر چھینکا باندھ دیا جائے گا۔ تمہاری طرف سے سب سے پہلے جو چیز حقیقت حال واضح کرے گی وہ اس کی شرمگاہ اور اس کا ہاتھ ہے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز سب سے پہلے انسان کا جو حصہ بولے گا وہ اس کی ران ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے انسان کے اعضاء سے ایسے اعمال کے بارے میں پوچھا جائے گا جو اس کو ذلیل ورسوا کرنے والے ہوں گے تو وہ بندہ کہے گا اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! میرے پاس بہت بڑی پوشیدہ باتیں ہیں۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: میں اپنی امت کے اس آخری آدمی کو جانتا ہوں جو پل صراط سے گزرے گا۔ وہ آدمی پل صراط پر یوں دہرا ہوا ہوگا جس طرح وہ بچہ دہرا ہو چکا ہوتا ہے جسے اس کا والد مارتا ہے، کبھی اس کا ہاتھ پھسلے گا تو آگ اس ہاتھ تک جا پہنچے گی۔ ایک دفعہ اس کا پاؤں پھسلے گا تو اسے آگ جا پہنچے گی۔ فرشتے اسے کہیں گے بتاؤ اگر اللہ تعالیٰ تجھے اس مقام سے اٹھائے اور تو سیدھا چلنے لگے کیا تو ہمیں ہر اس کام کے بارے میں بتائے گا جو تو نے کیا ہے؟ تو وہ کہے گا ہاں اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم! میں اپنے اعمال میں سے کسی چیز کو بھی نہیں چھپاؤں گا۔ فرشتے اسے کہیں گے اٹھو سیدھے چلو۔ وہ اٹھے گا۔ وہ چلے گا یہاں تک کہ پل صراط سے گزر جائے گا۔ فرشتے اسے کہیں گے اپنے اعمال کے بارے میں بتا جو تو کرتا رہا ہے۔ وہ اپنے دل میں کہے گا اگر میں نے انہیں وہ اعمال بتا دیے تو یہ مجھے اس مکان کی طرف لوٹا دیں گے جہاں میں پہلے تھا۔ تو وہ کہے گا نہیں اس کی عزت کی قسم! میں نے تو کبھی بھی کوئی گناہ نہیں کیا۔ تو وہ فرشتے کہیں گے ہمارے پاس تیرے خلاف گواہ ہیں۔ وہ دائیں بائیں متوجہ ہوگا۔ کیا کوئی انسان ہے جو دنیا میں اسے دیکھ رہا تھا۔ تو وہ کوئی آدمی نہیں دیکھے گا۔ تو وہ کہے گا گواہ لاؤ۔ اللہ تعالیٰ اس کے منہ پر مہر لگا دے گا۔ اس کے ہاتھ، پاؤں اور اس کی جلد اس کے اعمال کے بارے میں آگاہ کریں گے۔ تو اس وقت وہ بندہ کہے گا ہاں تیری عزت کی قسم! میں نے یہ سب اعمال کیے ہیں اور میرے پاس بڑے بڑے خفیہ اعمال بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جاؤ میں نے انہیں تیرے لیے معاف کر دیا ہے۔

امام ابن مردویہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انسان کے منہ پر مہر لگانے کے بعد سب سے پہلے جو ہڈی گفتگو کرے گی وہ اس کی بائیں جانب والی ران ہوگی۔

---

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 5، دار صادر بیروت

marfat.com
Marfat.com

يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ﴿۲۵﴾

''اس روز پورا پورا دے گا انہیں اللہ تعالیٰ ان کا بدلہ جس کے وہ حقدار ہیں اور وہ جان لیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی ٹھیک فیصلہ کرنے والا ہر بات واضح کرنے والا ہے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دِيْنَهُمْ سے مراد ان کا حساب ہے۔ قرآن حکیم میں جہاں بھی دین کا لفظ ہے، اس سے مراد حساب ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور طبرانی رحمہما اللہ نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو حق اعمال پر ان کے حق پر ہونے کی وجہ سے پورا پورا اجر دے گا اور باطل پرستوں کو ان کے باطل اعمال پر ان کے باطل ہونے کی وجہ سے پورا پورا اجر دے گا۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے الحق کو مرفوع پڑھا ہے۔(3)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ حضرت بہز بن حکیم رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یوں پڑھا يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقُّ۔(4)

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَ الْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَ الطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَ الطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۶﴾

''ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لیے اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لیے ہیں اور پاک (دامن) عورتیں پاک (دامن) مردوں کے لیے اور پاک (دامن) مرد پاک (دامن) عورتوں کے لیے ہیں۔ یہ مبرا ہیں ان (تہمتوں) سے جو وہ (ناپاک) لگاتے ہیں۔ ان کے لیے ہی (اللہ کی) بخشش ہے اور عزت والی روزی ہے''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اَلْخَبِيْثٰتُ سے مراد خبیث کلام اور لِلْخَبِيْثِيْنَ سے مراد خبیث مرد ہیں۔ اَلْخَبِيْثُوْنَ سے مراد خبیث مرد اور لِلْخَبِيْثٰتِ سے مراد خبیث کلام ہے۔ اَلطَّيِّبٰتُ سے مراد اچھی گفتگو، لِلطَّيِّبِيْنَ سے مراد اچھے مرد، اَلطَّيِّبُوْنَ سے مراد اچھے لوگ اور لِلطَّيِّبٰتِ سے مراد اچھی کلام ہے۔ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے حضرت عائشہ کے متعلق بہتان طرازی کی۔(5)

امام عبد الرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَلْخَبِيْثٰتُ سے مراد خبیث کلام، لِلْخَبِيْثِيْنَ سے مراد خبیث لوگ، اَلْخَبِيْثُوْنَ سے مراد خبیث مرد، لِلْخَبِيْثٰتِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 127، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ معجم کبیر، جلد 23، صفحہ 154 (235)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 127
4۔ معجم کبیر، جلد 19، صفحہ 422 (1022)
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 128

marfat.com
Marfat.com

سے مراد خبیث کلام، الطَّیِّبٰتُ سے مراد اچھی گفتگو، لِلطَّیِّبِیْنَ سے مراد لوگ، الطَّیِّبُوْنَ سے مراد اچھے لوگ اور لِلطَّیِّبٰتِ سے مراد اچھی کلام ہے۔ جو اچھے لوگ ہیں وہ ہر خبیث بات سے پاک ہوتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ انہیں بخش دیتا ہے اور جو خبیث ہوتا ہے وہ ہر اچھی بات سے مبرا ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی اچھی بات کو اس کی طرف لوٹا دیتا ہے، اسے قبول نہیں کرتا۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَلْخَبِیْثٰتُ سے مراد ہر بری بات اور عمل ہے لِلْخَبِیْثِیْنَ سے مراد برے لوگ ہیں اَلْخَبِیْثُوْنَ سے مراد لوگ اور لِلْخَبِیْثٰتِ سے مراد بری بات اور برا عمل ہے الطَّیِّبٰتُ سے مراد اچھی بات اور عمل ہے اور لِلطَّیِّبِیْنَ سے مراد اچھے لوگ ہیں الطَّیِّبُوْنَ سے مراد اچھے لوگ اور لِلطَّیِّبٰتِ سے مراد اچھی بات اور عمل ہے، ان لوگوں کے لیے ان کے گناہوں کی بخشش ہے اور رِزْقٌ كَرِيْمٌ یعنی جنت ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لِلْخَبِیْثٰتِ سے مراد بری بات، الطَّیِّبٰتُ سے مراد اچھی بات لِلطَّیِّبِیْنَ اور الطَّیِّبُوْنَ سے مراد اچھے لوگ ہیں لِلطَّیِّبٰتِ سے مراد اچھی گفتگو ہے، اچھے لوگ اس بات سے مبرا ہیں جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کہی گئی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے وہ ضحاک وابراہیم سے اسی کی مثل قول نقل کرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَلْخَبِیْثٰتُ سے مراد بری بات، لِلْخَبِیْثِیْنَ سے مراد برے لوگ، اَلْخَبِیْثُوْنَ سے مراد برے لوگ، لِلْخَبِیْثٰتِ سے مراد بری بات، الطَّیِّبٰتُ سے مراد اچھی بات، لِلطَّیِّبِیْنَ سے مراد اچھے لوگ، الطَّیِّبُوْنَ سے مراد اچھے لوگ اور لِلطَّیِّبٰتِ سے مراد اچھی بات ہے کیا تو نیک آدمی سے بری بات نہیں سنتا تو تو کہتا ہے، اللہ تعالیٰ فلاں کو بخش دے نہ یہ بات اس کے اخلاق میں سے ہے اور نہ ہی خصلت میں سے اور نہ ہی ان میں سے ہے جسے وہ عام طور پر کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ یعنی وہ اس سے مبرا ہیں، نہ یہ ان کی خصلت میں سے ہے، نہ ان کے اخلاق میں سے ہے لیکن لغزشیں تو کبھی کبھی واقع ہو جاتی ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ جزار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت اسیر بن جابر حضرت عبد اللہ رحمہما اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا آج میں نے ولید بن عقبہ سے ایسی بات سنی ہے جس نے مجھے تعجب میں ڈال دیا ہے۔ حضرت عبد اللہ نے کہا بندۂ مومن کے منہ میں ایک ناپاک کلمہ ہوتا ہے جو اس کے سینے میں کھٹکتا ہے، وہ کلمہ قرار نہیں پاتا یہاں تک کہ وہ آدمی اس کلمہ کو باہر پھینک دیتا ہے، وہ آدمی جو اس کے پاس بیٹھا ہوتا ہے وہ اسی کی مثل اس سے سنتا ہے اور اسے اس کے ساتھ ملا دیتا ہے، کبھی فاجر آدمی کے دل میں پاکیزہ کلمہ ہوتا ہے جو اس کے سینے میں کھٹکتا ہے، وہ قرار پذیر نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ فاجر آدمی اسے باہر پھینک دیتا ہے، وہ آدمی جو اس کے پاس بیٹھا ہوتا ہے وہ اسے اس کے مثل سنتا ہے اور اسے اس کے ساتھ ملا دیتا ہے۔ پھر حضرت عبد اللہ نے یہ آیت تلاوت کی۔ اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَ الْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے ابن زید سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت عائشہ

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 433، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 130

marfat.com
Marfat.com

صدیقہ کے بارے میں اس وقت نازل ہوئی جب منافق نے آپ پر جھوٹا بہتان لگایا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس سے برأت کردی۔ عبد اللہ بن ابی ہی وہ خبیث تھا اور وہ اس بات کا مستحق تھا کہ اس کے لیے خبیثہ ہوتی اور وہ اس خبیثہ کے لیے ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاکیزہ تھے اور آپ اس کے لائق تھے کہ ان کے لیے پاکیزہ ہو۔ حضرت عائشہ صدیقہ پاک تھیں تو وہ اس بات کی مستحق تھیں کہ ان کے لیے پاکیزہ ہو۔ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ میں حضرت عائشہ صدیقہ کی برأت کا اظہار کیا گیا ہے۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میری پاک دامنی کا حکم آسمان سے نازل ہوا۔ میری تخلیق ہوئی، میں پاکیزہ کے پاس رہی اور میرے ساتھ مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا گیا۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ذکوان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حاجب تھے، کہا حضرت ابن عباس حضرت عائشہ صدیقہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا آپ کو بشارت ہو، آپ کے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے پیاروں کی ملاقات کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں سوائے اس کے کہ آپ کی روح آپ کے جسم سے نکلے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام ازواج مطہرات سے زیادہ محبوب تھیں۔ ابواء کی رات آپ کا ہار گم ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا (النساء:43) یہ بھی آپ کے سبب سے نصیب ہوا اور آپ کی وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے رخصت کا حکم نازل فرمایا۔ آپ کی برأت کا حکم سات آسمانوں کے اوپر سے نازل ہوا جسے روح الامین لائے۔ اب اس کی یہ حالت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مساجد میں سے کوئی ایسی مسجد نہیں جس میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہو مگر اس کی صبح و شام تلاوت کی جاتی ہے۔ حضرت عائشہ نے کہا اے ابن عباس! رہنے دو مجھے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! میں تو یہ پسند کرتی ہوں کہ میں نسیاً منسیاً (بھلائی ہوئی چیز) ہو جاؤں۔ (2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو جن لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی تھی اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کی موجودگی میں انہیں اسی اسی کوڑے مارے گا۔ میرا رب ان میں سے مہاجرین کو بطور ہبہ طلب کرے گا۔ اے عائشہ! میں تم سے مشورہ طلب کروں گا۔ حضرت عائشہ نے یہ کلام سنی جبکہ وہ اپنے کمرے میں تھیں۔ تو وہ رونے لگیں عرض کی مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا! آپ کی خوشی مجھے اپنی خوشی سے زیادہ محبوب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرانے لگے اور فرمایا: یہ اپنے باپ کی بیٹی ہے۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام عورتوں پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت اس طرح ہے جس طرح ثرید (کھانے) کی تمام دوسرے کھانوں پر فضیلت ہے۔ (4)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 130، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 321 (10783)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 163 (264)
4۔ سنن ترمذی، باب فضل عائشہ، جلد 5، صفحہ 664 (3887)، دارالحدیث القاہرہ

marfat.com
Marfat.com

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تمام لوگوں پر فضیلت ایسی ہی ہے جیسے ثرید کی تمام کھانوں پر فضیلت ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے اگر تمام لوگوں کا علم اکٹھا کیا جائے پھر حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کا علم اکٹھا کیا جائے تو پھر بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم وسیع ہوگا۔(1)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر حلال وحرام، علم، شعر اور طب میں کسی کو زیادہ عالم نہیں پایا۔(2)

امام حاکم نے موسیٰ بن طلحہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عائشہ سے بڑھ کر کسی کو زیادہ فصیح نہیں دیکھا۔(3)

امام احمد نے زہد میں اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت احنف رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم اور دوسرے خطباء کے خطبے سنے۔ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر مخلوق کے منہ سے آج تک ذی شان اور حسین بات نہیں سنی۔(4)

امام سعید بن منصور اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا علم الفرائض اچھی طرح جانتی تھیں؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے اکابر صحابہ کو دیکھا کہ وہ آپ سے علم الفرائض کے بارے میں سوال کرتے تھے۔(5)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تمام لوگوں سے زیادہ فقیہ، تمام لوگوں سے زیادہ عالم اور عام لوگوں کے بارے میں رائے کے اعتبار سے تمام لوگوں سے اچھی تھیں۔(6)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مسلم بطین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عائشہ جنت میں بھی میری زوجہ ہوں گی۔(7)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ مجھ میں سات ایسے فضائل ہیں جو کسی اور میں نہیں سوائے حضرت مریم کے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ان فضائل سے نوازا ہے۔ اللہ کی قسم! میں یہ اپنی ساتھیوں پر فخر کے لیے نہیں کہہ رہی۔ پوچھا گیا وہ کیا ہیں؟ فرمایا فرشتہ میری صورت لے کر نازل ہوا، رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے شادی کی جب کہ میری عمر سات سال تھی اور مجھے آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا جب کہ میری عمر نو سال تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے شادی کی تو میں باکرہ تھی، اس وصف میں کوئی بھی دوسری بیوی میرے ساتھ شریک نہیں۔ حضور ﷺ پر وحی نازل ہوئی جب کہ میں اور آپ ایک بستر میں تھے۔ میں حضور ﷺ کو سب لوگوں سے زیادہ محبوب تھی، میرے بارے میں آیات نازل

1۔ مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، جلد 4، صفحہ 13 (6734)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 12 (6733)
3۔ ایضاً (6735)
4۔ ایضاً (6732)
5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 12 (6736)
6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 15 (6748)
7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماذکر فی عائشہ، جلد 6، صفحہ 389 (32275)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

marfat.com
Marfat.com

ہوئیں، قریب تھا کہ امت اس میں ہلاک ہو جاتی، میں نے جبرئیل امین کو دیکھا جب کہ میرے سوا ازواج مطہرات میں سے کسی نے بھی انہیں نہ دیکھا، آپ کی روح قبض کی گئی جب کہ فرشتے اور میرے سوا وہاں کوئی بھی موجود نہ تھا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: جبرئیل امین تمہیں سلام کہتا ہے، حضرت عائشہ نے جواب میں کہا علیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔(2)

امام ابن نجار رحمہ اللہ تاریخ بغداد میں حضرت ابو بکر محمد بن عمر بغدادی حنبلی رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ محمد بن حسن کارانی سے وہ ابراہیم خرجی سے روایت نقل کرتے ہیں کہ مجھ پر دنیاوی مشکلات آئیں تو میں نے ایسی دعائیں کیں جنہیں کشادگی کی دعائیں کہتے ہیں۔ میں نے پوچھا وہ کونسی دعائیں ہیں؟ کہا مجھے ابو عبداللہ احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا مجھے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے کہا مجھے محمد بن واصل انصاری نے، وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھا ہوا تھا تا کہ ان کی برأت کا اظہار کر کے انہیں تسلی دوں جب کہ وہ رو رہی تھیں۔ حضرت عائشہ نے کہا اللہ کی قسم! مجھے قریبی اور دور کے سب چھوڑ گئے یہاں تک کہ بلی بھی مجھے چھوڑ گئی مجھ پر کھانا اور پانی پیش نہیں کیا جاتا تھا۔ میں سوتی جبکہ میں بھوکی پیاسی ہوتی۔ میں نے خواب میں ایک نوجوان کو دیکھا۔ اس نے کہا تجھے کیا ہوا ہے؟ میں نے کہا لوگوں نے جو باتیں کی ہیں میں ان کی وجہ سے پریشان ہوں۔ اس نے کہا یہ دعا کرو، اللہ تعالیٰ تیری پریشانی دور فرما دے گا۔ میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا یہ کہو: ''يَا سَابِغَ النِّعَمِ وَ دَافِعَ النِّقَمِ وَ يَا فَارِجَ الْغُمَمِ وَ يَا كَاشِفَ الظُّلَمِ يَا أَعْدَلَ مَنْ حَكَمَ، يَا حَسِيبَ مَنْ ظَلَمَ، يَا وَلِيَّ مَنْ ظُلِمَ يَا أَوَّلُ بِلَا بِدَايَةٍ وَ يَا آخِرُ بِلَا نِهَايَةٍ يَا مَنْ لَهُ اسْمٌ بِلَا كُنْيَةٍ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِي مِنْ أَمْرِي فَرَجًا وَ مَخْرَجًا'' یہ کہو: اے نعمتوں کی بارش برسانے والے، ناراضگیاں دور کرنے والے، غم مٹانے والے، ظلم ختم کرنے والے، حکم میں عدل کرنے والے، ظلم کرنے والے کا حساب لینے والے، مظلوم کے مددگار، اے اول جس کی ابتداء نہیں، اے آخر جس کی انتہاء نہیں، اے وہ جس کا نام تو ہے مگر کنیت نہیں، اے اللہ! مجھے اس امر سے نجات عطا فرما۔ حضرت عائشہ نے کہا: میں بیدار ہوئی تو میں سیراب اور سیر تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس مصیبت سے رستگاری کا حکم نازل فرمایا۔ ابن نجار نے کہا یہ خبر غریب ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٢٧﴾ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ لَكُمْ ۖ وَإِن قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا ۖ هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿٢٨﴾ لَّيْسَ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما ذکر فی عائشہ، جلد 6، صفحہ 389 (32278)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 390 (32286)

marfat.com
Marfat.com

عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ۝۲۹

''اے ایمان والو! نہ داخل ہوا کرو (دوسروں کے) گھروں میں اپنے گھروں کے سوا جب تک تم اجازت نہ لے لو اور سلام نہ کر لو اپنے گھروں میں رہنے والوں پر۔ یہی بہتر ہے تمہارے لیے، شاید تم (اس کی حکمتوں میں) غور و فکر کرو، پھر اگر نہ پاؤ ان گھروں میں کسی کو (جو تمہیں اجازت دے) تو نہ داخل ہو ان میں یہاں تک کہ اجازت دی جائے تمہیں اور اگر کہا جائے تمہیں کہ واپس چلے جاؤ تو واپس چلے جاؤ۔ یہ (طرز معاشرت) بہت پاکیزہ ہے تمہارے لیے اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو خوب جاننے والا ہے۔ کوئی حرج تم پر نہیں اگر تم داخل ہو ایسے گھروں میں جن میں کوئی آباد نہیں جن میں تمہارا سامان رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو''۔

امام فریابی اور ابن جریر رحمہما اللہ حضرت عدی بن ثابت رحمہ اللہ کے واسطے سے وہ ایک انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کی میں گھر میں بعض اوقات ایسی حالت میں ہوتی ہوں میں پسند نہیں کرتی کہ میرے پاس کوئی آئے نہ بیٹا اور نہ باپ تو اس وقت کوئی آدمی آجاتا ہے اور میرے پاس چلا آتا ہے تو میں کیا کروں۔ ابن جریر کے الفاظ یہ ہیں: ہمیشہ میرے خاندان کا کوئی فرد میرے پاس چلا آتا ہے جبکہ میں اس حالت میں ہوتی ہوں۔ تو یہ آیت کریمہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا نازل ہوئی۔(1)

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن انباری نے مصاحف میں، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، بیہقی نے شعب الایمان میں اور ضیاء رحمہم اللہ نے مختارہ میں مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ کہتے یہاں حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا کی جگہ حَتّٰى تَسْتَاْذِنُوْا ہے۔(2)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عبد اللہ کے مصحف میں حَتّٰى تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا وَ تَسْتَاْنِسُوْا ہے۔(3)

ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر نے عکرمہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ابی کی قرأت میں حَتّٰى تُسَلِّمُوْا وَ تَسْتَاْذِنُوْا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن الانباری رحمہما اللہ نے مصاحف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا کی جگہ حَتّٰى تَسْتَاْذِنُوْا کہتے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے الاستنناس کا معنی اَلْاِسْتِئْذَانُ ہے۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 133، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 132 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

امام ابن ابی شیبہ، حکیم ترمذی، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ کے فرمان حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا کے بارے میں بتایئے تسلیم کا معنی تو ہم پہچان چکے ہیں الاستئناس کا معنی کیا ہے؟ فرمایا: کوئی آدمی سبحان اللہ، اللہ اکبر، الحمد للہ کہے اور کھانسے تو اس طرح گھر والوں کو اپنے آنے کی اطلاع کر دے۔(1)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الاستئناس یہ ہے کہ تو خادم کو بلائے یہاں تک کہ گھر والے آگاہ ہو جائیں جنہیں وہ سلام کرے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا کا معنی ہے یہاں تک کہ تم کھانسو اور کھنگارو۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری نے ادب میں، ابوداؤد اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ربعی کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں بنی یمامہ کے ایک آدمی نے بیان کیا۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کی اجازت چاہی جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف فرما تھے۔ اس نے کہا کیا میں داخل ہو سکتا ہوں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خادم سے فرمایا اس کی طرف جاؤ، اسے اجازت لینے کا طریقہ بتاؤ۔ اسے کہا گیا کہ یہ کہو السلام علیکم، کیا میں حاضر ہو سکتا ہوں۔(3)

امام ابن جریر نے حضرت عمرو بن سعد ثقفی سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کی اجازت چاہی، عرض کی کیا میں داخل ہو سکتا ہوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لونڈی سے فرمایا جسے روضہ کہتے، اس کی طرف جاؤ اور اسے تعلیم دو کیونکہ وہ اچھی طرح اجازت طلب نہیں کر رہا، اسے کہو کہ وہ کہے السلام علیکم، کیا میں داخل ہو سکتا ہوں۔(4)

امام ابن سعد، امام احمد، امام بخاری نے ادب میں، ابوداؤد، امام ترمذی جب کہ ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، امام نسائی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت کلدہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ صفوان بن امیہ نے دودھ، ہرنی اور ککڑیاں تحفے کے طور پر بھیجے جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وادی کے بالائی حصہ میں تھے، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا سلام نہ کیا اور نہ ہی اجازت طلب کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واپس جاؤ، السلام علیکم کہو اور یہ کہو کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟(5)

امام قاسم بن اصبغ اور ابن عبد اللہ رحمہما اللہ نے تمہید میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کی اجازت طلب کی اور یوں کلام کی السلام علی رسول السلام علیکم ایدخل عمر کیا عمر داخل ہو سکتا ہے؟

امام ابن وہب نے کتاب المجالس میں اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے

---

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الاستئذان، جلد 5، صفحہ 242 (25674)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 133
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الاستئذان، جلد 5، صفحہ 242 (25672)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 132
5۔ [illegible] جلد 2، صفحہ 643 (1085)، [illegible]

marfat.com
Marfat.com

کہ میرے والد نے مجھے حضرت ابن عمر کے پاس بھیجا۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا کیا میں اندر آسکتا ہوں؟ فرمایا آجاؤ۔ جب میں اندر چلا گیا کہا اے بھتیجے! خوش آمدید، یہ کہا کرو کیا میں داخل ہوسکتا ہوں؟ بلکہ کہا کرو السلام علیکم۔ جب وہ جواب دیں وعلیک تو پھر کہو کیا میں داخل ہوسکتا ہوں۔ اگر وہ مجلس والے کہیں آجاؤ تو اندر چلے جاؤ۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ام ایاس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم چار عورتیں تھیں اور حضرت عائشہ صدیقہ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتی تھیں۔ ہم نے کہا ہم داخل ہوسکتی ہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نہیں۔ ایک نے کہا: السلام علیکم کیا ہم داخل ہوسکتی ہیں؟ حضرت عائشہ نے فرمایا آجاؤ۔ پھر اسی آیت کو تلاوت کیا۔

امام ترمذی نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سلام گفتگو سے پہلے ہے۔(2)

امام ابن شیبہ اور امام بخاری رحمہما اللہ نے الادب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی سلام سے پہلے اندر آنے کی اجازت طلب کرے تو انہوں نے کہا جب تک سلام نہ دے اسے اجازت نہ دو۔(3)

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب کوئی آدمی السلام علیکم نہ کہے تو اسے کہہ دو نہ آؤ یہاں تک کہ چابی (یعنی سلام) لائے۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عبداللہ گھر میں داخل ہوتے تو اندر آنے کا احساس دلاتے، گفتگو کرتے اور اپنی آواز کو بلند کرتے۔

ابن جریر اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ تم اپنی ماؤں اور بہنوں سے ضرور اجازت لیا کرو۔(5)

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب میں اور ابوداؤد رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ایک آدمی کی نظر چلی گئی تو اس کے لیے اجازت نہیں۔(6)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گھروں میں جانے کے لیے اجازت لینے کے بارے میں پوچھا گیا، فرمایا جس کی نظر اجازت اور سلام کرنے سے پہلے گھر میں داخل ہوگئی تو اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور اس کے لیے کوئی اجازت نہیں۔

امام طبرانی رحمہ اللہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو آدمی گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو وہ کسی گھر میں داخل نہ ہو یہاں تک کہ گھر والوں کو احساس دلائے اور انہیں سلام کرے۔ جب کسی نے گھر کے اندر دیکھ لیا تو وہ اندر داخل ہوگیا۔(7)

---

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الاستئذان، جلد5، صفحہ 242 (25675)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ سنن ترمذی، باب ماجاء فی السلام قبل الکلام، جلد5، صفحہ 57 (2699)، دارالحدیث القاہرہ

3۔ الادب المفرد، باب الاستئذان غیر السلام، جلد2، صفحہ 533 (1070)　　4۔ ایضاً (1071)

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد18، صفحہ 133، داراحیاء التراث العربی بیروت

6۔ الادب المفرد، باب اذا دخل ولم یستأذن، جلد2، صفحہ 545 (1086)　　7۔ معجم کبیر، جلد8، صفحہ 104 (7505)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

marfat.com
Marfat.com

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد اور بیہقی رحمہم اللہ شعب الایمان میں حضرت ہذیل رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد آئے اور حضور ﷺ کے دروازے پر اجازت لینے کے لیے رک گئے، دروازے پر کھڑے ہوگئے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں فرمایا: تجھ سے ایسا طرز عمل ہی واقع ہونا چاہیے، اجازت تو دیکھنے کی بھی طلب کرنی ضروری ہے۔(1)

امام بخاری نے الادب میں اور ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن بشر سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی قوم کے دروازے پر تشریف لاتے تو دروازے کے بالکل سامنے کھڑا نہ ہوتے بلکہ دروازے کی دائیں جانب یا بائیں جانب کھڑا ہوتے اور کہتے السلام علیکم السلام علیکم۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان دنوں دروازوں پر پردے نہیں ہوتے تھے۔(2)

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی اور امام نسائی رحمہم اللہ نے حضرت سہل بن سعد سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضور ﷺ کے حجروں میں سے ایک حجرے میں جھانکا جب کہ حضور ﷺ کے ہاتھ میں کنگھی تھی جو آپ ﷺ اپنے سر میں مار رہے تھے۔ فرمایا اگر میں جانتا کہ تو دیکھ رہا ہے تو میں اسے تیری آنکھ میں چبھو دیتا۔ اجازت دیکھنے کی وجہ سے ہی طلب کی جاتی ہے(3)۔ ایک روایت میں الفاظ یوں ہیں: اللہ تعالیٰ نے اجازت کا حکم دیکھنے کی وجہ سے دیا ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ وہ اپنے گھر میں تشریف فرما تھے۔ میں دروازے کے سامنے کھڑا ہو گیا اور اجازت طلب کی۔ حضور ﷺ نے مجھے اشارہ کیا کہ دور ہو جا اور فرمایا: اجازت تو محض نظر کی وجہ سے ہے۔(4)

عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الاستئناس کا معنی اجازت طلب کرنا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا تھا اجازت تین دفعہ ہوتی ہے، جسے پھر بھی اجازت نہ ملے اسے لوٹ جانا چاہیے۔ پہلی دفعہ پر زندہ کو سننا چاہیے۔ دوسری دفعہ پر انہیں (گھر والوں کو) محتاط ہو جانا چاہیے، تیسری دفعہ پر چاہیں تو اجازت دیں چاہیں تو رد کر دیں۔(5)

امام مالک، امام بخاری، امام مسلم اور ابوداؤد رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں انصار کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ گھبرائے ہوئے آئے۔ ہم نے ان سے کہا کس چیز نے تمہیں گھبراہٹ میں مبتلا کیا ہے؟ حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے پاس آؤ۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے تین دفعہ اجازت طلب کی تو مجھے اجازت نہ دی گئی۔ میں پلٹ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کس چیز نے تجھے میرے پاس آنے سے روکا۔ میں نے جواب دیا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا، میں نے تین دفعہ اجازت طلب کی تو مجھے اجازت نہ دی گئی جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: جب تم میں سے کوئی

---

1۔ شعب الایمان، باب الاستئذان، جلد 6، صفحہ 442 (8825)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ الادب المفرد، باب کیف یقوم عند الباب، جلد 2، صفحہ 540 (1082)، مکتبہ مدنی القاہرہ
3۔ سنن ترمذی، باب من اطلع دار قوم بغیر اذنھم، جلد 5، صفحہ 61 (2709)، دار الحدیث القاہرہ
4۔ مجمع الزوائد، کتاب الادب، جلد 8، صفحہ 87 (12809)، دار الفکر بیروت
5۔ شعب الایمان، باب الاستئذان، جلد 6، صفحہ 442 (8820)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

تین دفعہ اجازت طلب کرے اسے اجازت نہ ملے تو وہ لوٹ جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کے بارے میں میرے سامنے گواہ پیش کرو۔ مجلس کے لوگوں نے کہا: سب سے چھوٹا آدمی اٹھے۔ حضرت ابو سعید حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہما کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے حق میں گواہی دی۔ حضرت عمر نے حضرت ابوموسی اشعری سے فرمایا: میں نے تجھ پر تہمت نہیں لگائی تھی لیکن رسول اللہ ﷺ کی طرف حدیث کی نسبت کرنا بہت سخت ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: ایسے گھروں میں داخل نہ ہو جو تمہارے نہیں حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا اس میں تقدیم ہے۔ مراد یہ ہے کہ پہلے تم سلام دو پھر اجازت طلب کرو۔ سلام اجازت سے پہلے ہے۔ ذٰلِكُمْ یعنی اجازت طلب کرنا اور سلام پیش کرنا۔ خَيْرٌ لَّكُمْ بغیر اجازت کے داخل ہونے سے بہتر ہے تاکہ تم گناہگار نہ ہو جاؤ اور گھر والے بھی محتاط ہو جائیں تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اگر تم گھر میں کوئی بھی نہ پاؤ تو اس گھر میں اس وقت تک داخل نہ ہو یہاں تک کہ تمہیں داخل ہونے کی اجازت دی جائے۔ اگر تمہیں کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو پھر لوٹ جاؤ یعنی نہ بیٹھو اور لوگوں کے دروازوں پر کھڑے نہ ہو جاؤ۔ تمہارا لوٹ آنا وہاں کھڑے ہونے اور دروازے پر بیٹھ رہنے سے بہتر ہے اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے آگاہ ہے۔ ایسے گھر جن میں کوئی رہائش پذیر نہ ہو ان میں چلے جانے میں کوئی حرج نہیں۔ اس سے مراد وہ سرائیں ہیں جو راستوں پر مسافروں کے لیے بنائی جاتی ہیں۔ ان میں اگر تم اجازت اور سلام کے بغیر بھی چلے جاؤ تو کوئی حرج نہیں۔ ان سراؤں میں تمہارے لیے سردی اور گرمی سے بچاؤ کے منافع ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر اس گھر میں تمہارے لیے منافع نہ ہوں تو ان میں بغیر اجازت کے داخل نہ ہو۔ یہ بھی کہا کہ لوگ مدینہ کے راستہ پر ایسے گھروں میں کجاوے اور سامان رکھتے تھے جن میں کوئی بھی رہائش نہیں رکھتا تھا۔ لوگوں کو اجازت دی گئی ہے کہ بغیر اجازت کے تم ان میں داخل ہو۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ کا معنی یہ نقل کیا ہے: اس سے مراد وہ گھر ہیں جو سفر کی مختلف منازل پر بنائے جاتے ہیں جن میں کوئی بھی نہیں رہتا۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ سرائیں ہیں جو راستوں پر بنائی جاتی ہیں۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے: یعنی جن میں قضائے حاجت کرتے ہو۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے: اس سے مراد وہ بے آباد کھنڈر ہیں جو قضائے حاجت کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

1۔ صحیح بخاری، باب التسلیم والاستئذان ثلاثا، جلد 4، صفحہ 140 (6120)، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 135
3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 433، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 136
5۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 137

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے فِيهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ سے مراد سرائیں لی ہیں جن سے بارش، گرمی اور سردی کی حالت میں نفع حاصل کیا جاتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ سے بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے، وہ گھر جن میں لوگ سفر کی حالت میں پڑاؤ کرتے ہیں وہاں کوئی رہتا نہیں ہے، فِيهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ جن میں تمہارے لیے گزارہ اور منفعت ہوتی ہے۔(1)

امام ابو یعلی، ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک مہاجر نے کہا: میں نے ساری زندگی اس آیت پر عمل کرنے کی خواہش کی مگر میں نے ایسا موقع نہ پایا۔ وہ یوں کہ میں بعض دوستوں کی خدمت میں حاضری کی اجازت چاہوں تو وہ مجھے کہیں واپس لوٹ جاتو میں واپس ہو جاؤں اور میں اس ارشاد پر عمل کر کے خوش ہوں۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں ایک آدمی جب وہ کسی ساتھی کو ملتا تو اس پر سلام نہ کرتا۔ وہ کہتا تیری صبح بخیر! تیری شام بخیر! یہ ان کا آپس میں سلام تھا۔ جب ان میں سے کوئی اپنے ساتھی کے پاس جاتا تو وہ اس سے اجازت طلب نہ کرتا یہاں تک کہ اس کے پاس چلا جاتا۔ وہ کہتا میں آ گیا ہوں۔ تو یہ بات دوسرے آدمی پر شاق گزرتی ممکن ہے وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ موجود ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کو پردہ پوشی اور پاکدامنی میں بدل دیا۔ فرمایا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ۔ جب گھروں میں داخل ہونے کے لیے سلام اور اجازت والی آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کی یا رسول اللہ! قریش کے ان تاجروں کا کیا حکم ہے جو مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ، شام اور بیت المقدس آتے جاتے رہتے ہیں؟ راستے پر ان کے معروف گھر ہیں، وہ وہاں کیسے اجازت طلب کریں اور سلام کریں جبکہ ان گھروں میں تو کوئی بھی نہیں رہتا؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ رخصت نازل فرمائی: لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ۔

امام بخاری نے الادب میں، ابوداؤد نے ناسخ میں اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا کے حکم کو لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ نے منسوخ کر دیا ہے۔(3)

**قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝۳۰**

''آپ حکم دیجئے مومنوں کو کہ وہ نیچے رکھیں اپنی نگاہیں اور حفاظت کریں اپنی شرمگاہوں کی۔ یہ (طریقہ) بہت پاکیزہ ہے ان کے لیے۔ بے شک اللہ تعالیٰ خوب آگاہ ہے ان کاموں پر جو وہ کیا کرتے ہیں''۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ طیبہ کے راستوں میں سے ایک راستہ سے گزرا اس نے ایک عورت کو دیکھا۔ عورت نے اسے دیکھا۔ شیطان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 136، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ الادب المفرد، باب اذا دخل بیتا غیر مدخول، جلد 2، صفحہ 525 (1060)، مکتبہ مدنی قاہرہ

marfat.com
Marfat.com

نے دونوں میں وسوسہ اندازی کی کہ دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے کو اس لیے دیکھا ہے کیونکہ وہ اسے اچھا لگا ہے۔ اسی اثناء میں کہ وہ مرد عورت کو دیکھتے ہوئے دیوار کی جانب چل رہا تھا کہ وہ دیوار سے جا ٹکرایا تو اس کی ناک ٹوٹ گئی۔ اس مرد نے کہا میں اپنا خون صاف نہیں کروں گا یہاں تک کہ میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور اپنا معاملہ عرض کروں گا۔ وہ صحابی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تمام واقعہ عرض کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ تیرے گناہ کی سزا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ یعنی جن کو دیکھنا حلال نہیں۔ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ جو شرمگاہیں حلال نہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ان شہوات سے اپنی نظریں جھکا کر رکھو جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مِنْ اَبْصَارِهِمْ میں مِنْ فعل کا صلہ ہے۔ معنی یہ ہوگا جن چیزوں کی طرف دیکھنا ان کے لیے حلال نہیں ان سے وہ اپنی نظروں کو محفوظ رکھتے ہیں اور بدکاری سے اپنی شرمگاہوں کو محفوظ رکھتے ہیں۔ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ "یعنی نظر جھکانا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنا"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن حکیم کی جس آیت میں حفظ فرج کا ذکر ہے۔ اس سے مراد بدکاری سے حفاظت ہے مگر سورۂ نور کی آیت میں اس سے مراد عورت کو دیکھنا ہے۔ (2)

امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ حضرت بہز بن حکیم رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم اپنی شرمگاہوں میں سے کس کو چھپائیں اور کس کو کھلا چھوڑیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: اپنی شرمگاہ کی حفاظت کر مگر اپنی بیوی اور لونڈی پر۔ میں نے عرض کی: جب قوم ایک دوسرے کے پاس ہو۔ فرمایا اگر تو یہ طاقت رکھتا ہو کہ اسے کوئی نہ دیکھے تو پھر اسے کوئی ہرگز نہ دیکھے۔ میں نے عرض کی: جب ہم میں سے کوئی تنہا ہو۔ فرمایا اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ بندوں کی بنسبت اس سے حیاء کی جائے۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت علاء بن زیاد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ کہا جاتا تھا کہ تیری نظر عورت کی چادر کی خوبصورتی کے پیچھے نہ جائے کیونکہ دیکھنا دل میں شہوت پیدا کر دیتا ہے۔ (4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ شیطان مرد کی تین جگہوں پر براجمان ہوتا ہے، آنکھ، دل اور شرمگاہ اور وہ عورت کی بھی تین جگہوں پر بیٹھا ہوتا ہے: آنکھ، دل، سرین۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 140 (مفہوم)، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 40-139

3۔ سنن ترمذی، باب ما جاء فی حفظ العورۃ، جلد 5، صفحہ 90 (2769)، دار الحدیث القاہرہ

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما قالوا فی الرجل یتزوج، جلد 4، صفحہ 6 (17215)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

marfat.com
Marfat.com

امام ابن ابی شیبہ، امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جریر بجلی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اچانک نظر پڑ جانے کے بارے میں پوچھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نظر پھیر لینے کا حکم دیا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ترمذی اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک نظر کے بعد دوسری نظر کو نہ لاؤ کیونکہ پہلی تیری ہے، دوسری تیری نہیں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔(3)

امام ابن مردویہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ مجالس (راستہ) میں نہ بیٹھو۔ اگر ایسا کرنا ضروری ہو تو سلام کا جواب دو، آنکھیں جھکا کر رکھو، راستہ کی راہنمائی کرو، بوجھ اٹھانے والے کی مدد کرو۔

امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: راستوں پر بیٹھنے سے پرہیز کرو صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔ وہاں ہم بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔ فرمایا اگر تم ایسا نہیں کر سکتے تو راستے کا حق دو۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم راستے کے کیا حقوق ہیں؟ فرمایا آنکھ جھکانا، تکلیف دہ چیز کا دور کرنا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔(4)

امام ابوالقاسم بغوی نے معجم میں اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو، میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں جب تم میں سے کوئی بات کرے تو جھوٹ نہ بولے، جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت نہ کرے، جب وعدہ کرے تو اسے نہ توڑے، اپنی نظروں کو نیچا رکھو، اپنے ہاتھوں کو ظلم سے روکے رکھو، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔

امام احمد، حکیم نے نوادر الاصول میں، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو آدمی عورت کو پہلی نظر سے دیکھتا ہے پھر اپنی آنکھ بند کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایسی عبادت پیدا کر دیتا ہے جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں پاتا ہے۔(5)

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم اور ابوداؤد رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ابن آدم پر زنا میں سے ایک حصہ لکھ دیا ہے جو انسان ضرور حاصل کرے گا، آنکھ کا زنا دیکھنا، زبان کی بدکاری گفتگو کرنا، کانوں کی بدکاری بات سننا، ہاتھوں کا زنا پکڑنا، پاؤں کا زنا چل کر جانا ہے۔ نفس تو خواہش کرتا ہے، شرمگاہ اس کی تصدیق کرتی ہے یا جھٹلاتی ہے۔(6)

---

1۔ سنن ترمذی، باب ماجاء فی نظرۃ الفجاءۃ، جلد 5، صفحہ 93 (2776)، دارالحدیث القاہرہ 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 94 (2777)
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما قالوا فی الرجل یتزوج، جلد 4، صفحہ 6، (17218)
4۔ صحیح بخاری، باب امنیۃ الدور والجلوس، جلد 2، صفحہ 870 (2333)، دار ابن کثیر دمشق
5۔ مجمع الزوائد، کتاب الادب، جلد 8، صفحہ 121 (12942)، دارالفکر بیروت
6۔ صحیح بخاری، باب زنا الجوارح دون الفرج، جلد 5، صفحہ 2304 (5889)

marfat.com
Marfat.com

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام حاکم رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نظر ابلیس کے زہر میں بجھے ہوئے تیروں میں سے ایک تیر ہے، جو آدمی اللہ کے خوف سے اسے چھوڑتا ہے اللہ تعالیٰ بدلہ میں اسے ایسا ایمان عطا فرماتا ہے جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں پاتا ہے۔(1)

امام ابن ابی الدنیا اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز ہر آنکھ رو رہی ہوگی مگر وہ آنکھ جو اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے بند رہی۔ اور وہ آنکھ جو آنکھ اللہ کی راہ میں جاگتی رہی اور وہ آنکھ جس سے اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے مکھی کے سر جتنے بڑے آنسو نکلتے رہے۔(2)

وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۠ وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآىِٕهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآىِٕهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآىِٕهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۠ وَ لَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ؕ وَ تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۳۱

"اور آپ حکم دیجیے ایماندار عورتوں کو کہ وہ نیچی رکھا کریں اپنی نگاہیں اور حفاظت کیا کریں اپنی عصمتوں کی اور نہ ظاہر کیا کریں اپنی آرائش کو مگر جتنا خود بخود نمایاں ہو اس سے اور ڈالے رہیں اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر اور نہ ظاہر ہونے دیں اپنی آرائش کو مگر اپنے شوہروں کے لیے یا اپنے باپوں کے لیے یا اپنے شوہروں کے باپوں کے لیے یا اپنے بیٹوں کے لیے یا اپنے خاوندوں کے بیٹوں کے لیے یا اپنے بھائیوں کے لیے یا اپنے بھتیجوں کے لیے اور اپنے بھانجوں کے لیے یا اپنی ہم مذہب عورتوں پر یا اپنی باندیوں پر یا اپنے ایسے نوکروں پر جو عورت کے خواہشمند نہ ہوں یا ان بچوں پر جو (ابھی تک) آگاہ نہیں عورتوں کی شرم گاہ والی چیزوں پر اور نہ زور سے ماریں اپنے پاؤں (زمین پر) تا کہ معلوم ہو جاوے وہ بناؤ سنگھار جو وہ چھپائے ہوئے ہیں اور رجوع کرو اللہ تعالیٰ کی

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الرقاق، جلد 4، صفحہ 349 (7875)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ الفردوس بماثور الخطاب الدیلمی، جلد 3، صفحہ 256 (4759)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

طرف سب کے سب اے ایمان والو! تاکہ تم (دونوں جہانوں میں) بامراد ہو جاؤ''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے، ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اسماء بنت مرشد بنی حارثہ میں اپنے باغ میں رہتی تھی۔ عورتوں نے وہاں پر تہہ بندوں کے بغیر داخل ہونا شروع کر دیا۔ تو ان کے پازیب ظاہر ہوئے، ان کے سینے اور مینڈھیاں بھی ننگی ہوئیں۔ اسماء نے کہا: یہ کتنی قبیح صورت ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

امام عبدالرزاق، فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ زینت سے مراد کنگن، بازوبند، پازیب، بالی اور ہار ہے اور مَا ظَهَرَ مِنْهَا سے مراد کپڑے اور چادر ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ زینت کی دو صورتیں ہیں: ظاہری زینت، باطنی زینت جسے صرف خاوند ہی دیکھتا ہے۔ ظاہری زینت سے مراد کپڑے ہیں۔ باطنی زینت سے مراد سرمہ، کنگن اور انگوٹھی ہے۔ ابن جریر کے الفاظ ہیں: ظاہر سے مراد کپڑے اور مخفی سے مراد دونوں پازیب، دونوں بالیاں اور دونوں کنگن ہیں۔(2)

امام احمد، امام نسائی، حاکم اور بیہقی سنن میں حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس عورت نے عطر لگایا پھر باہر نکلی اور ایک قوم کے پاس سے گزری لوگوں نے اس کی خوشبو پالی تو وہ بدکارہ ہے۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مَا ظَهَرَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ سرمہ اور انگوٹھی۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مَا ظَهَرَ سے مراد سرمہ، انگوٹھی، بالی اور ہار ہے۔(4)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مَا ظَهَرَ سے مراد ہاتھوں کا خضاب اور انگوٹھی ہے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مَا ظَهَرَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: اس کا چہرہ، اس کے ہاتھ اور انگوٹھی۔(6)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مَا ظَهَرَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: چہرے کی رنگت اور ہتھیلی کے اندر والا حصہ۔(7)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 435، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 140
3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 430 (3497)، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 141
5۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 435، دارالکتب العلمیہ بیروت
6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 547 (17018)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
7۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 546 (17003)

marfat.com
Marfat.com

ظاہری زینت کے بارے میں پوچھا گیا تو حضرت عائشہ نے فرمایا کنگن، چھلا اور اپنی آستین کی طرف کو بند کر کے رکھو۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے: چہرہ اور گردن کا کنارہ۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد چہرہ اور ہتھیلی ہے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے دونوں ہتھیلیاں اور چہرہ۔(4)

امام عبد الرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے دونوں پازیب، انگوٹھی اور سرمہ۔ قتادہ رحمہ اللہ نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو عورت اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے حلال نہیں کہ وہ یہاں سے آگے تک ہاتھ نکالے اور آپ نے نصف بازو کو بند کر لیا۔(5)

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت مسور بن مخرمہ رحمہ اللہ سے یہ تعبیر نقل کی ہے: کنگن، انگوٹھی اور سرمہ۔(6)

امام سعید اور ابن جریر نے حضرت ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس نے مَا ظَهَرَ کی وضاحت انگوٹھی اور پازیب سے کی ہے۔ ابن جریج نے کہا: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: کنگن اور پازیب۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میرے پاس میری بھتیجی آئی جو میری ماں کی طرف سے بھائی عبد اللہ بن طفیل مزینہ کی بیٹی تھی۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعراض فرمایا۔ حضرت عائشہ نے عرض کی: یہ میری بھتیجی اور بچی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عورت جب بالغ ہو جائے تو اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے چہرے کے سوا اپنے جسم کو ظاہر کرے یا اس سے زائد حصہ ظاہر کرے، اپنے بازو پر مٹھی رکھی، اپنی مٹھی اور ہتھیلی کے درمیان ایک مٹھی کا حصہ چھوڑا۔(7)

امام ابو داؤد، امام ترمذی (جب کہ ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، امام نسائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اور میمونہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موجود تھیں۔ کہا ہم اس اثنا میں کہ آپ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں کہ حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم آ گئے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس سے پردہ کرو، عرض کی یا رسول اللہ! کیا یہ نابینا نہیں یہ تو ہمیں نہیں دیکھ سکتا، فرمایا کیا تم دونوں بھی اندھی ہو۔ تم دونوں اسے نہیں دیکھ سکتیں؟(8)

امام ابو داؤد، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ ان کے جسم پر باریک کپڑے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے اعراض کیا۔ فرمایا اے اسماء! جب عورت بالغہ ہو جائے تو اس کے لیے جائز نہیں کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ دکھائی دے مگر یہ، اور

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 546 (17008)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ — 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 547 (17021)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 142 — 4۔ ایضاً

5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 434 — 6۔ ایضاً

7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 142

8۔ سنن ترمذی، باب ماجاء فی احتجاب النساء من الرجال، جلد 5، صفحہ 94 (2778)، دار الحدیث القاہرہ

marfat.com
Marfat.com

اپنے چہرے اور ہتھیلی کی طرف اشارہ کیا۔ (1)

امام ابوداؤد رحمہ اللہ مراسیل میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب بچی بالغہ ہو جائے تو مناسب نہیں کہ اس کے چہرے اور ہاتھوں کو جوڑوں تک کے علاوہ اس کا کوئی حصہ دیکھا جائے۔

امام بخاری، ابوداؤد، امام نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلی مہاجر عورتوں پر رحم فرمائے۔ جب اللہ تعالیٰ نے وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ آیت کو نازل فرمایا تو عورتوں نے اپنے ازار پکڑے اور حاشیہ کی جانب سے انہیں پھاڑ تو انہیں اوڑھنیاں بنالیا۔ (2)

امام ابن جریر، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کے ہاں تشریف لے گئے جب کہ وہ اوڑھنی اوڑھے ہوئے تھیں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا: ایک پیچ دو نہ کہ دو پیچ (تاکہ مرد کی پگڑی کے مشابہ نہ ہو)۔ (3)

امام ابوداؤد، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ اس اثناء میں کہ ہم حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں تو عورتوں نے قریش کی عورتوں اور ان کی فضیلت کا ذکر کیا۔ حضرت عائشہ نے کہا بے شک قریش کو فضیلت حاصل ہے، اللہ کی قسم! میں نے انصار کی عورتوں پر فضیلت رکھنے والی کوئی عورت نہیں دیکھی جو کتاب اللہ کی تصدیق میں ان سے بڑھ کر ہو جو قرآن حکیم پر ایمان لانے میں ان سے بڑھ کر ہو۔ سورۂ نور نازل ہوئی وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ان کے مردان کی طرف پلٹے، اللہ تعالیٰ نے جو حکم نازل کیا تھا وہ مردان پر اسے تلاوت کر رہے تھے۔ مرد اپنی بیوی، بیٹی اور بہن اور رشتہ دار پر تلاوت کرتا جارہا تھا۔ ہر عورت اپنی چادر کی طرف اٹھتی اور اسے اپنے اوپر لپیٹ لیتی۔ مقصود اس فرمان کی تصدیق اور اس پر ایمان لانا تھا جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا۔ وہ صبح کی نماز میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چادریں لپیٹے ہوئے تھیں گویا ان کے سروں پر کوے ہوں۔ (4)

امام سعید بن منصور اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئی جب کہ اس پر ایک پتلی اوڑھنی تھ اس کی پیشانی نیچے سے نظر آرہی تھی حضرت عائشہ صدیقہ نے وہ اوڑھنی لے لی اور اسے پھاڑ دیا۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں جو حکم نازل فرمایا ہے کیا تو اسے نہیں جانتی؟ آپ نے اوڑھنی منگوائی اور اسے اوڑھادی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَلْيَضْرِبْنَ کا معنی وَلْيَشْدُدْنَ یعنی باندھیں، بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ یعنی سینے کے اوپر والا حصہ اور سینہ اس میں سے کوئی چیز نظر نہ آئے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے ناسخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ نور میں ہے: لَا يُبْدِينَ

1۔ سنن صغیر از بیہقی، باب النظر الی حرۃ یرید نکاحھا، جلد 3، صفحہ 12، (2358)، دار الوفا کراچی

2۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 3، صفحہ 235 (4656)، دار الفکر بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 144، دار احیاء التراث العربی بیروت

4۔ مستدرک حاکم، کتاب اللباس، جلد 4، صفحہ 216 (7417)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ اور ارشاد فرمایا يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ (احزاب:59) پھر اس سے استثناء کی اور فرمایا وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ متبرجات وہ عورتیں ہیں جو گھروں سے نکلتی ہیں جبکہ ان کے سینے کے اوپر والا حصہ ننگا ہو۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ کے بارے میں یہ قول کیا ہے کہ ظاہری زینت سے مراد چہرہ، آنکھوں کا سرمہ، ہاتھوں کا خضاب اور انگوٹھی ہے جو بھی اس کے گھر میں داخل ہو عورت اس پر اسے ظاہر کر سکتی ہے اور وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ کے بارے میں یہ قول کیا ہے۔ عورت اپنے خاوندوں اور آباء کے لیے یہ زینتیں ظاہر کر سکتی ہیں، بالیاں اور کنگن۔ رہے پازیب، بازوؤں میں ڈالے جانے والے زیور، سینے کا اوپر والا حصہ اور بال تو وہ اپنے خاوندوں پر ظاہر کر سکتی ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ بڑی چادر نہ اتاریں۔ اس سے مراد پردہ ہے یعنی جو اوڑھنی اوپر کی جاتی ہے مگر اپنے خاوندوں اور آباء وغیرہ پر کیونکہ آباء اور دوسرے رشتہ دار اس پر حرام ہیں۔ اسی طرح چچا اور خالو کا بھی یہی حکم ہے۔ اَلنِّسَآءِ سے مراد مومن عورتیں ہیں اور مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ سے مراد عورت کا غلام ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے شعبی اور عکرمہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے اور چچا اور خالو کا ذکر نہیں کیا کیونکہ یہ دونوں اپنے بیٹوں کے سامنے تعریف کرتے ہیں، اس لیے وہ اپنی اوڑھنی چچا اور خالو کے سامنے نہ اتارے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے ابو صالح سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَوْ نِسَآئِهِنَّ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: مسلمان عورتیں۔ اس لیے کوئی بھی مسلمان عورت کسی یہودی اور نصرانی عورت کے لیے زینت ظاہر نہ کرے۔ اس سے مراد سینے کا اوپر والا حصہ، بالی، ہار اور اس کے ارد گرد والا حصہ ہے۔

سعید بن منصور، ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کوئی بھی مسلمان عورت مشرکہ کے سامنے اپنی اوڑھنی نہ اتارے اور نہ ہی اس کا بوسہ لے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَوْ نِسَآئِهِنَّ کیونکہ وہ مسلمانوں کی عورتیں نہیں ہیں۔(3)

امام سعید بن منصور، بیہقی نے سنن میں اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا: اما بعد! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ مسلمان عورتیں، مشرک عورتوں کے ساتھ حماموں میں جاتی ہیں، کسی ایسی عورت کے لیے حلال نہیں جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے کہ اس کی شرمگاہ کو کوئی دیکھے مگر اس کی اپنی ملت کی عورتیں دیکھ سکتی ہیں۔(4)

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 94، دار الفکر بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب مالوانی الرجل ینظر الی شعر جدتہ، جلد 4، صفحہ 13 (7293)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب النکاح، جلد 7، صفحہ 95 4۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ کا معنی ہے: عورت کا غلام، ایک مسلمان عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے خاوند کے غلام کے سامنے اپنی چادر اتارے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ غلام اپنی مالکہ کے بال دیکھ لے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ غلام کے سامنے عورت اپنی چادر اتار سکتی ہے۔

امام ابوداؤد، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ حضرت فاطمہ کے پاس ایک غلام لائے جو حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ کو ہبہ کیا تھا۔ حضرت فاطمہ پر ایک کپڑا تھا۔ جب آپ اس کے ساتھ سر ڈھانپتیں تو قدم تک نہ پہنچتا اور جب اپنے قدموں کو ڈھانپتیں تو سر تک نہیں پہنچتا تھا۔ جب نبی کریم ﷺ نے ان کی اس مشقت کو دیکھا تو فرمایا: آپ پر کوئی حرج نہیں بلکہ یہ تیرا باپ اور یہ تیرا غلام ہے۔(2)

امام عبدالرزاق اور امام احمد رحمہما اللہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کا کوئی مکاتب ہو اور اسی مکاتب نے کچھ مال دے دیا ہو تو وہ عورت مکاتب سے پردہ کرے۔(3)

امام عبدالرزاق نے حضرت مجاہد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ غلام ازواج مطہرات کے پاس حاضر ہوتے تھے۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اَوْ مَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ پہلی قرأت میں ہے اَلَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت طاؤس اور مجاہد رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ غلام اپنی مالکہ کے بال نہ دیکھے دونوں نے کہا ایک قرأت میں ہے اَوْمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمُ الَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ۔

عبدالرزاق نے عطاء سے قول نقل کیا ہے کہ ان سے سوال کیا گیا کیا عورت کا غلام مالکہ کا سر اور قدم دیکھ سکتا ہے؟ میں تو یہ پسند نہیں کرتا مگر اس صورت میں جائز ہے کہ غلام ابھی بچہ ہو۔ جہاں تک داڑھی والے غلام کا تعلق ہے اس کے لیے جائز نہیں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تمہیں یہ آیت اَوْ مَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ دھوکے میں نہ ڈالے کیونکہ اس سے مراد لونڈیاں ہیں غلام نہیں ہیں۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عورت اپنے غلام سے پردہ کرے۔(6)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما قالوا فی الرجل المملوک لہ ان یری شعر مولاتہ، جلد 4، صفحہ 11 (17270)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب ماجاء فی ابدا‌ئھا زینتھا مما ملکت، جلد 7، صفحہ 95، دار الفکر بیروت
3۔ مسند امام احمد، جلد 6، صفحہ 289، دار صادر بیروت 4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 447 (2066)، بیروت
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما قالوا فی الرجل المملوک ان یری شعرہ مولاتہ، جلد 4، صفحہ 11 (17274)
6۔ ایضاً، (17273)

marfat.com
Marfat.com

الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جس سے عورتیں حیا نہیں کرتیں۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے: یہ وہ آدمی ہوتا ہے جو لوگوں کے پیچھے پیچھے رہتا ہے۔ یہ کم عقل ہوتا ہے، عورتوں کی کوئی پرواہ نہیں کرتا اور نہ ہی اسے عورتوں کی خواہش ہوتی ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ پہلے زمانہ میں ایک آدمی دوسرے آدمی کے پیچھے چلتا۔ اس پر غیرت کا اظہار نہ کیا جاتا۔ اس کی مجبوری میں عورت اپنی اوڑھنی نیچے رکھنے میں کوئی خوف نہ رکھتی۔ یہ وہ احمق ہے جسے عورتوں کی کوئی ضرورت نہ ہوتی۔(3)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ کی یہ تفسیر نقل کی کہ اس سے مراد وہ احمق ہے جسے عورتوں میں کوئی دلچسپی اور حاجت نہیں ہوتی۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا معنی وہ بے وقوف لیا ہے جو عورتوں کے معاملات سے آگاہ نہیں ہوتا۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے: اس سے مراد مخنث ہے جس کا ذکر نہیں اٹھتا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے اس کا معنی وہ بوڑھا آدمی لیا ہے جو عورتوں سے وطی کی طاقت نہیں رکھتا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے اس کا معنی عنین (نامرد) لیا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ سے اس کا معنی خصی اور نامرد لیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس کا معنی کم عقل لیا ہے۔(6)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ جس کا ذکر نہ اٹھتا ہو۔(7)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس کا معنی ہے: وہ شخص جسے خواہش نہ ہو کہ وہ عورت کی پوشیدہ چیزوں پر مطلع ہو۔(8)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، امام مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ ایک مخنث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے پاس آتا رہتا وہ اسے غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ میں شمار کرتے۔ ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جب کہ وہ مخنث ازواج مطہرات میں ایک کے پاس بیٹھا ہوا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 147، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 146 3۔ ایضاً

4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 437، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 4، صفحہ 3 (17186)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 3 (17188)

7۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 4 (17191) 8۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 3 (17185)

marfat.com
Marfat.com

تھا اور وہ ایک عورت کی تعریف کر رہا تھا۔ تو اس نے کہا اِذَا اَقْبَلَتْ اَقْبَلَتْ بِاَرْبَعٍ وَاِذَا اَدْبَرَتْ اَدْبَرَتْ بِثَمَانٍ یعنی وہ عورت خوب موٹی تازی ہے، جب آرہی ہو تو اس کے جسم پر چار سلوٹیں اور جب جا رہی ہو تو اس کی پیٹھ پر آٹھ سلوٹیں ہوتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نہیں جانتا تھا کہ یہ اتنی پہچان رکھتا ہے، یہ تمہارے پاس نہ آیا کرے، اس سے پردہ کیا کرو۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ ایک خنثی حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کے پاس حاضر ہوتا۔ ازواج مطہرات اسے غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ میں شمار کرتیں۔ ایک روز رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو وہ ایک عورت کی تعریف کر رہا تھا اِنَّهَا اِذَا اَقْبَلَتْ اَقْبَلَتْ بِاَرْبَعٍ وَاِذَا اَدْبَرَتْ اَدْبَرَتْ بِثَمَانٍ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نہیں سنتا تھا کہ یہ اتنا جانتا ہے۔ یہ تمہارے پاس نہ آیا کرے۔ حضور ﷺ نے اسے جلاوطن کر دیا۔ وہ بیداء کے مقام پر رہتا۔ ہر جمعہ کو آتا تاکہ کھانے پینے کی چیزیں لے جائے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ ہیں جو بالغ ہونے سے پہلے اپنے بچپن کی وجہ سے یہ نہیں جانتے کہ عورتیں کیا ہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ بچہ ہے جو ابھی بالغ نہ ہوا ہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث بن ہشام رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عورت کے جسم کا ہر حصہ ڈھانپے جانے کے لائق ہے یہاں تک کہ اس کا ناخن بھی۔ واللہ اعلم۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حضرمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت نے چاندی کی دو پازیبیں بنوائیں اور ان میں گھنگرو لگوائے۔ وہ لوگوں کے پاس سے گزری۔ اس نے پاؤں مارا۔ اس کا پازیب مہرے پر لگا تو آواز پیدا ہوئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ۔(3)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ عورت مردوں کے پاس ایک پازیب کو دوسرے کے ساتھ کھنکھنائے یا اس کے پاؤں میں پازیب ہوں تو وہ مردوں کے پاس انہیں حرکت دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کیا کیونکہ یہ شیطان کا عمل ہے۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عورت اپنا پاؤں مارتی تاکہ پازیب کی جھنکار سنائی دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مخفی زینت سے یہاں مراد پازیب ہے۔ اللہ

1۔ صحیح مسلم، باب منع الخنث من الدخول علی النساء، جلد 2، صفحہ 218، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 148، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 149

4۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

تعالیٰ نے عورت کو منع کیا کہ وہ اپنا پاؤں زمین پر مارے تا کہ پازیب کی آواز سنائی دے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ بن قرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں عورتیں بے آواز پازیب پہنتی تھیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عورت مجلس کے پاس سے گزرتی اس کے پاؤں میں گھونگے ہوتے۔ جب مجلس کے پاس سے گزرتی تو وہ اپنا پاؤں مارتی۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عورت کے پاؤں میں پازیب ہوتے جن میں گھنگھرو ہوتے۔ جب کوئی اجنبی آدمی اس کے پاس سے گزرتا تو وہ جان بوجھ کر اپنے پاؤں کو حرکت دیتی تا کہ پازیب کی آواز اسے سنائے۔ فرمایا وَ لَا یَضْرِبْنَ یعنی وہ اپنے پاؤں کو حرکت نہ دیں۔ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ تا کہ اجنبی کو اپنی مخفی زینت سے آگاہ کرے اس وقت جب وہ اس کے پاس آئے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ سے مراد پازیب ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غیروں کے سامنے زینت کے اظہار میں ناز و ادا کرنے والی قیامت کے روز اس تاریکی کی مانند ہوگی جس کا نور نہیں ہوتا۔

امام احمد اور امام بخاری نے الادب میں، امام مسلم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت اغر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اے لوگو! سب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو، میں ہر روز سو دفعہ توبہ کرتا ہوں۔(2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: مجھ سے گھر والوں کے بارے میں لغزش ہو جاتی تھی مگر میں اسے کسی اور کے لیے ایسا نہ کرتا تھا۔ میں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا: اے حذیفہ! استغفار کیوں نہیں کرتے۔ میں تو دن میں سو بار اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔(3)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ شعب الایمان میں حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: مومنین کے کتنے پردے ہیں؟ فرمایا یہ شمار سے زیادہ ہیں لیکن مومن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو وہ ان میں سے ایک پردے کو پھاڑ دیتا ہے۔ جب وہ توبہ کرتا ہے تو وہی پردہ لوٹ آتا ہے اور نو پردے مزید آجاتے ہیں۔ جب اس پر کوئی پردہ باقی نہیں رہتا اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں میں سے جسے چاہتا ہے ارشاد فرماتا ہے انسان بے پردہ ہوتے ہیں۔ وہ پردہ نہیں لیتے۔ اپنے پروں سے اسے ڈھانپ لو تو وہ اسے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ اگر وہ توبہ کرلے تو تمام پردے پھر لوٹ آتے ہیں۔ جب وہ توبہ نہیں کرتا تو فرشتے اس سے حجاب میں ہو جاتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں فرماتا ہے اسے اس کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 149 2۔ الادب المفرد، باب سید الاستغفار، جلد 2، صفحہ 79 (624)، مکتبہ مدنی القاہرہ

3۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 394، دار صادر بیروت

marfat.com
Marfat.com

حوالے کردو تو وہ اسے اس کے حال پر چھوڑ دیتے ہیں یہاں تک کہ اس کی شرمگاہ بھی پردہ میں نہیں ہوتی۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: شرمندگی توبہ ہے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: شرمندگی توبہ ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو ایک عورت سے بدکاری کرتا ہے پھر اس سے شادی کرتا ہے۔ فرمایا پہلی بدکاری ہے۔ ان دونوں کا اکٹھے توبہ کرنا میرے نزدیک متفرق توبہ کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا۔

وَ اَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآئِكُمْ ۚ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۲﴾

"اور نکاح کر دیا کرو جو بے نکاح ہیں تم میں سے اور جو نیک ہیں تمہارے غلاموں اور کنیزوں میں سے اگر وہ تنگ دست ہوں (تو فکر نہ کرو) غنی کر دے گا انہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اور اللہ تعالیٰ وسعت والا ہمہ دان ہے"۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ اَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے: جسے تم سنتے ہو اللہ تعالیٰ نے تمہیں نکاح کرنے کا حکم دیا ہے کیونکہ یہ آنکھوں کو جھکانے والا اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: اپنے غلاموں اور کنیزوں میں سے جو نیک ہیں ان کے نکاح کر دیا کرو۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیک مردوں اور نیک عورتوں کا نکاح کر دیا کرو اور جو ان کے بعد ہوگا وہ اچھا ہوگا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نکاح کا حکم دیا، اس میں رغبت دلائی اور یہ حکم دیا کہ اپنے آزادوں اور غلاموں کی شادی کرو اور اس میں غناء کا وعدہ کیا۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں نکاح کا جو حکم دیا ہے اس کی اطاعت کرو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ جو غناء کا وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ اسے پورا کردے گا۔

امام عبدالرزاق نے المصنف میں اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے

1۔ شعب الایمان، باب فی الطبع علی القلب، جلد 5، صفحہ 445 (7217)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ نوادر الاصول، باب المائۃ ان الندم التوبۃ، جلد 1، صفحہ 162، دار صادر بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 150، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا: میں نے کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جس نے شادی کی صورت میں غناء نہ دیکھی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں وعدہ فرمایا۔(1)

عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ دونوں نے مصنف میں حضرت عمر بن خطاب سے روایت نقل کی ہے کہ شادی کی صورت میں غناء کی خواہش کرو۔ ایک روایت میں الفاظ یوں ہیں: شادی کی صورت میں فضل طلب کرو۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نکاح کی صورت میں غناء تلاش کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور یہ آیت تلاوت کی۔(3)

امام دیلمی حضرت ابن عباس سے وہ نبی کریم صلی اللہ سے روایت نقل کرتے ہیں: نکاح کے ذریعے رزق تلاش کرو۔(4)

امام بزار، ابن مردویہ اور دیلمی رحمہم اللہ نے حضرت عروہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتوں سے نکاح کرو، وہ تمہارے لیے مال لاتی ہیں۔ ابن ابی شیبہ اور ابوداؤد نے مراسیل میں حضرت عروہ سے مرسل مرفوع روایت نقل کی ہے۔

امام عبدالرزاق، امام احمد، امام ترمذی (جبکہ ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمیوں کی مدد اللہ کے ذمہ کرم پر ہے، وہ نکاح کرنے والا جو پاکدامنی کا ارادہ رکھتا ہو، وہ مکاتب غلام جو مال دینے کا ارادہ رکھتا ہو اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والا۔(5)

امام خطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں فاقہ کی شکایت لے کر آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے شادی کرنے کا حکم دیا۔

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ الَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖۗ وَّ اٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْۤ اٰتٰىكُمْ ؕ وَ لَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَ مَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۳

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب وجوب النکاح وفضلہ، جلد 6، صفحہ 139 (10434)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 137 (10426)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 151، دار احیاء التراث العربی بیروت

4۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 1، صفحہ 88 (282)، دارالکتب العلمیہ بیروت

5۔ سنن ترمذی، باب ماجاء فی المجاہد، جلد 4، صفحہ 157 (1655)، دارالکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

''اور چاہیے کہ پاکدامن بنے رہیں وہ لوگ جونہیں پاتے شادی کرنے کی قدرت یہاں تک کہ غنی کر دے انہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اور جو مکاتب بننا چاہیں تمہارے غلاموں سے تو مکاتب بنالو انہیں اگر تم جانو ان میں کوئی بھلائی اور (زر مکاتب ادا کرنے میں) مدد کرو ان کی اللہ تعالیٰ کے مال سے جو اس نے تمہیں عطا کیا ہے اور نہ مجبور کرو اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر اگر پاکدامن رہنا چاہیں تاکہ تم حاصل کرو (اس بدکاری سے) دنیوی زندگی کا کچھ سامان اور جو (کمینہ خصلت) مجبور کرتا ہے انہیں (عصمت فروشی پر) تو بیشک اللہ تعالیٰ ان کے مجبور کیے جانے کے بعد (ان کی لغزشوں کو) بخشنے والا (اور ان پر) رحم فرمانے والا ہے۔''

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہ مرد ہے جو ایک عورت کو دیکھتا ہے گویا اس میں خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر تو اس کی بیوی ہو تو اپنی بیوی کے پاس جائے اور اس سے اپنی خواہش پوری کرے۔ اگر اس کی بیوی نہ ہو تو آسمان و زمین کی بادشاہت میں غور و فکر کرے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضل سے غنی کر دے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو روق رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں حرام قرار دی ہیں ان سے بچو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں رزق دے۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی استطاعت نہیں پاتا تو وہ شادی کر لے، اللہ تعالیٰ اسے غنی کر دے گا۔

امام ابن سکن معرفۃ الصحابہ میں عبداللہ بن صبیح سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حویطب بن عبدالعزیٰ کا غلام تھا۔ میں نے اس سے عقد مکاتبہ کا مطالبہ کیا تو اس نے انکار کر دیا۔ تو یہ آیت وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ غلاموں سے عقد مکاتبہ کا مطالبہ کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَكَاتِبُوْهُمْ کی تفسیر نقل کی ہے کہ امر کا صیغہ تعلیم و رخصت کے لیے ہے ایسا کرنا لازم نہیں۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے عامر شعبی سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ چاہے تو عقد مکاتبہ کرلے چاہے نہ کر۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ سیرین نے مجھ سے عقد مکاتبہ کرنے کا سوال کیا۔ میں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ حضرت عمر کے پاس حاضر ہوا تو درہ لے کر میری طرف متوجہ ہوئے۔ فرمایا اس کے ساتھ عقد مکاتبہ کرو اور یہ آیت کریمہ تلاوت کی تو میں نے اس سے عقد مکاتبہ کر لیا۔(2)

امام ابوداؤد نے مراسیل میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب وجوب الکتاب، جلد 8، صفحہ 290 (15675)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 289 (15674)

marfat.com
Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تم اس میں کوئی پیشہ دیکھتے ہو تو اس سے عقد مکاتبہ کرلو انہیں لوگوں پر بوجھ بنا کر چھوڑ دو۔(1)

عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس سے خَيْرًا کا معنی مال نقل کیا ہے۔(2)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے بھی حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی کی مثل معنی نقل کیا ہے۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خَيْرًا کا معنی امانت اور وفا نقل کیا ہے(4)۔ بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے: اگر تم یہ علم رکھتے ہو کہ وہ مکاتبہ کا مال تجھے دے دے گا۔(5)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی نے ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عطا سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان میں خیر سے مراد مال، صلاح یا ہر چیز ہے تو انہوں نے جواب دیا میرا خیال تو ہے کہ اس سے مراد مال ہے جس طرح اس آیت کریمہ كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا (البقرہ:180) میں خیر سے مراد مال ہے۔(6)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبیدہ سلمانی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر تم اس میں امانت جانو تو ان سے عقد مکاتبہ کرلو۔(7)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ، ابراہیم اور ابو صالح رحمہم اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور بیہقی نے نافع سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عمر اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ اپنے غلام سے عقد مکاتبہ کریں۔ اگر وہ پیشہ نہ جانتا ہو وہ فرماتے بصورت دیگر وہ مجھے لوگوں کے ہاتھوں کی میل کچیل کھلائے گا۔(8)

سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے مجاہد سے اور طاؤس سے خیر کا معنی مال اور امانت نقل کیا ہے۔(9)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اسی کی مثل معنی نقل کیا ہے۔(10)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خیر کا معنی حیلہ نقل کیا ہے، یعنی ان میں کوئی حیلہ پاتے ہو تو ان سے عقد مکاتبہ کرو، ان کا مالی بوجھ مسلمانوں پر نہ ڈالو(11)۔ وَآتُوهُمْ مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ یعنی ان کے مال مکاتبہ میں سے کچھ مال کم کردو۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، رویانی نے اپنی مسند میں اور ضیاء مقدسی نے مختارہ میں حضرت

---

1۔ سنن کبری از بیہقی، کتاب المکاتب، جلد 10، صفحہ 317، دارالفکر بیروت
2۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب المکاتب، جلد 8، صفحہ 288 (15666)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً (15667)
4۔ سنن کبری از بیہقی، کتاب المکاتب، جلد 10، صفحہ 317
5۔ ایضاً
6۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب المکاتب، جلد 8، صفحہ 288 (15666)
7۔ ایضاً (15668)
8۔ ایضاً، باب وجوب الکتاب، جلد 8، صفحہ 291 (15681)
9۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 153، داراحیاء التراث العربی بیروت
10۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب المکاتب، جلد 8، صفحہ 289 (15670)
11۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 56-153

marfat.com
Marfat.com

بریدہ سے وَّاٰتُوۡهُمۡ مِّنۡ مَّالِ اللّٰهِ کی تفسیر نقل کی ہے کہ اس میں لوگوں کو برانگیختہ کیا کہ وہ اپنے مال میں سے اسے دیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اسی آیت میں آقا اور دوسرے لوگوں کو مال دینے پر برانگیختہ کیا گیا ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت کا معنی ہے کہ مکاتب کو مال مکاتبہ میں سے کچھ چھوڑ دیا جائے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ غلام آزاد کرانے میں مدد کرو۔ حضرت علی ابن ابی طالب نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آقا کو حکم دیا کہ وہ مکاتب کو قیمت کا چوتھائی حصہ چھوڑ دے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تعلیم ہے فرض نہیں ہے۔ لیکن اس میں لوگوں کے لیے امر ہے۔

امام عبدالرزاق، سعید ابن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو عبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی شیر خدا نے فرمایا کہ خیر کا معنی مال ہے۔ وَّاٰتُوۡهُمۡ مِّنۡ مَّالِ اللّٰهِ یعنی وہ مال مکاتبہ کا چوتھائی حصہ چھوڑ دے۔(2)

امام عبدالرزاق، ابن ابی خاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، دیلمی، ابن منذر، بیہقی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے مختلف سندوں کے ساتھ حضرت عبداللہ بن حبیب رحمہ اللہ سے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی تفسیر نقل کرتے ہیں کہ مالک مکاتب کو مال مکاتبہ میں سے چوتھائی حصہ چھوڑ دے۔(3)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مال مکاتبہ میں سے دسواں حصہ چھوڑ دے۔(4)

امام عبدالرزاق، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت عمر سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنے غلام سے عقد مکاتبہ کیا جس کی کنیت ابوامیہ تھی جب وقت مقررہ آیا تو وہ مال مکاتبہ کی قسط لایا۔ حضرت عمر نے فرمایا: جاؤ اس کے ساتھ اپنے مال مکاتبہ میں غناء حاصل کرو۔ عرض کی اے امیر المومنین! کاش! آپ چھوڑ دیتے یہاں تک کہ وہ معافی والی آخری قسط ہوتی۔ حضرت عمر نے فرمایا: مجھے خوف ہے کہ میں اسے نہ پاؤں گا۔ پھر اس آیت وَّاٰتُوۡهُمۡ مِّنۡ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيۡۤ اٰتٰٮكُمۡ کی تلاوت کی۔(5)

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر کا اگر کوئی مکاتب ہوتا تو اسے پہلی قسطوں میں سے کوئی چیز نہ چھوڑتے محض اس خوف سے کہ یہ عاجز آ جائے، اس کا صدقہ اس کی طرف واپس لوٹے لیکن عقد مکاتبہ کا آخری مرحلہ ہوتا تو جتنا مال چاہتے کم کر دیتے۔(6)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن اسلم سے روایت نقل کی ہے کہ وَّاٰتُوۡهُمۡ مِّنۡ مَّالِ اللّٰهِ یہ حکم والیوں کے لیے ہے کہ

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 439، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً
3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 431 (3501)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 8، صفحہ 293 (15690) دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب المکاتب، جلد 10، صفحہ 329، دار الفکر بیروت
6۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 8، صفحہ 294 (15691)

marfat.com
Marfat.com

ان (مکاتبوں) کو زکوۃ کے مال میں سے جتنا مال چاہیں دیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَفِي الرِّقَابِ (التوبہ: 60)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام مسلم، سعید بن منصور، بزار، دار قطنی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوسفیان کی سند سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن ابی نے اپنی لونڈیوں سے کہا جاؤ اور ہمارے لیے کوئی چیز کما کر لاؤ جبکہ وہ یہ عمل ناپسند کرتی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔(1)

امام مسلم رحمہ اللہ نے اسی سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن ابی کی ایک لونڈی تھی جسے مسیکہ کہتے، ایک اور لونڈی تھی جسے امیمہ کہتے۔ وہ ان دونوں سے یہ ارادہ کرتا کہ یہ بدکاری کیا کریں۔ تو دونوں نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔(2)

امام نسائی، امام حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوالزبیر رحمہ اللہ کی سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسیکہ ایک انصاری کی لونڈی تھی۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس نے عرض کی میرا مالک مجھے بدکاری پر مجبور کرتا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی۔(3)

امام بزار اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن ابی کی ایک لونڈی تھی جسے معاذہ کہتے، عبداللہ بن ابی اسے بدکاری پر مجبور کرتا۔ جب اسلام آگیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت کے لوگ لونڈیوں سے بدکاری کراتے تھے، دور اسلام میں انہیں اس چیز سے منع کر دیا گیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: لوگ دور جاہلیت میں لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور کرتے اور ان کی اجرت لیتے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

امام طیالسی، بزار، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن ابی کی ایک لونڈی تھی جو دور جاہلیت میں بدکاری کرتی۔ اس کی بدکاری سے کئی بچے پیدا ہوئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے بدکاری کو حرام کر دیا۔ ابن ابی نے کہا تو بدکاری کیوں نہیں کرتی۔ اس لونڈی نے کہا اللہ کی قسم! میں کبھی بھی بدکاری نہیں کروں گی تو ابن ابی نے اسے مارا تو اللہ تعالیٰ نے اسی آیت کو نازل فرمایا۔(4)

امام سعید ابن منصور، فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابن ابی کی دو لونڈیاں تھیں مسکہ اور معاذہ یہ دونوں کو بدکاری پر مجبور کیا کرتا تھا۔ ایک نے کہا اگر تو یہ اچھا عمل ہے تو میں اسے زیادہ

---

1۔ صحیح مسلم، کتاب التفسیر، جلد 18، صفحہ 127 (26)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 432 (3502)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ صحیح مسلم، کتاب التفسیر، جلد 18، صفحہ 127 (27)، دار الکتب العلمیہ بیروت 4۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 192 (11232)، دار الفکر بیروت

marfat.com
Marfat.com

کروں گی، اگر یہ برا عمل ہے تو مجھے یہ چھوڑ دینا چاہیے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ (1)

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت عبد اللہ بن ابی رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ اس کی ایک لونڈی تھی جو اس کے لیے کماتی تھی۔ اس نے اسلام قبول کر لیا اور بہت اچھی مسلمان ہوئی۔ ابن ابی نے ارادہ کیا کہ وہ پہلے کی طرح فعل کرے تو اس لونڈی نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابن ابی کی ایک لونڈی تھی جسے معاذہ کہتے۔ جب ابن ابی کے پاس کوئی مہمان آتا تو یہ اس لونڈی کو اس مہمان کے پاس بھیج دیتا تاکہ مہمان سے بدلہ اور کرامت پائے۔ ایک دن لونڈی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس معاملہ کی شکایت کی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈی قبضہ میں لینے کا حکم دیا۔ عبد اللہ بن ابی نے شور مچا دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں کوئی انصاف دلائے گا جو ہمارے غلاموں پر قبضہ کر رہے ہیں؟ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر، اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قریش کا ایک آدمی غزوۂ بدر میں قید ہوا اور اسے بطور قیدی عبد اللہ بن ابی کے حوالہ کر دیا گیا۔ عبد اللہ بن ابی کی ایک لونڈی تھی جسے معاذہ کہتے۔ قریشی قیدی کی خواہش تھی کہ وہ لونڈی اسے لطف اندوز ہونے کا موقع دے جبکہ لونڈی مسلمان ہو چکی تھی۔ وہ مسلمان ہونے کی وجہ سے ایسا نہیں کر رہی تھی جبکہ ابن ابی اسے اس امر پر مجبور کرتا تھا اور مارتا تھا اس امید پر کہ وہ قریشی سے حاملہ ہو اور وہ قریشی سے بچے کا فدیہ طلب کرے۔ (2)

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت رواۃ مالک رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے انہوں نے حضرت عمر بن ثابت رحمہ اللہ سے جو بنو صارح بن خزرج سے تعلق رکھتے تھے سے روایت نقل کی کہ یہ آیت معاذہ کے بارے میں نازل ہوئی جو ابن ابی کی لونڈی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی عباس بن عبد المطلب ابن ابی کے ہاں قیدی تھے۔ ابن ابی اس لونڈی کو مارتا تھا تاکہ وہ اپنے آپ کو عباس کے حوالے کرے اس امید پر کہ لونڈی اس سے حاملہ ہو جائے گی اور وہ اس بچے کا فدیہ وصول کرے گا جبکہ لونڈی ایسا کرنے سے انکار کرتی تھی۔ ابن ابی اس بات کی ہی خواہش رکھتا تھا۔

ابن ابی شیبہ، ابن منذر، اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ لوگ لونڈیوں کو حکم دیتے کہ بدکاری کریں۔ وہ ایسا کرتی تھیں اور کمائی لے کر آتیں۔ ابن ابی کی ایک لونڈی تھی۔ اس سے بدکاری کا مطالبہ کیا جاتا جبکہ وہ اسے ناپسند کرتی۔ اس نے قسم کھائی کہ وہ ایسا نہیں کرے گی۔ تو ابن ابی نے اسے ایسا کرنے پر مجبور کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ آیت دو آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی جو اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور کرتے۔ ایک کا نام مسیکہ تھا۔ یہ ایک انصاری کی لونڈی تھی۔ دوسری کا نام امیمہ تھا جو مسیکہ کی ماں تھی۔ یہ ابن ابی کی ملکیت میں تھیں۔ معاذہ اور اروی کا بھی یہی حال تھا۔ مسیکہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 159
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 440، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

اور اسکی ماں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، دونوں نے یہ بات ذکر کی تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اپنی سند سے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت نقل کی ہے: اس کا معنی ہے کہ اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ انہیں تو بخش دے گا۔ تاہم انکا گناہ مجبور کرنے والوں پر ہوگا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حجام کی کمائی خبیث ہے اور بدکاری کا عوض خبیث ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو جحیفہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدکاری کے مہر سے منع کیا۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ للمکرھات علی الزنا کے الفاظ بھی پڑھتے یعنی اللہ تعالیٰ ان کے لیے غفور رحیم ہے جنھیں بدکاری پر مجبور کیا جاتا ہو۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے تحصنا کا معنی پاکدامنی اور اسلام نقل کیا ہے۔

ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ عَرَضَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا سے مراد ان کی کمائی اور بدکاری کی اولاد ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ جنہیں اس عمل پر مجبور کیا جاتا ہے ان کے لیے اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ جنہیں مجبور کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ ان کے لیے غفور رحیم ہے ان مردوں کے لیے غفور رحیم نہیں۔(4)

ابن جریر نے سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے فَإِنَّ اللّٰهَ مِنۢ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ لَهُنَّ غَفُورٌ رَّحِيمٌ پڑھتے۔(5)

وَلَقَدْ أَنزَلْنَآ إِلَيْكُمْ ءَايَٰتٍ مُّبَيِّنَٰتٍ وَمَثَلًا مِّنَ ٱلَّذِينَ خَلَوْا۟ مِن قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٣٤﴾

"اور ہم نے اتاری ہیں تمہاری طرف روشن آیتیں نیز (ہم نے اتارے ہیں) بعض حالات ان لوگوں کے جو گزر چکے ہیں تم سے پہلے نیز (اتاری) نصیحت پرہیزگاروں کے لیے۔"

امام ابن ابی حاتم نے مقاتل سے آیات بینات کا معنی وہ چیزیں لی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں حرام کی ہیں۔

ٱللَّهُ نُورُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۚ مَثَلُ نُورِهِۦ كَمِشْكَوٰةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ ۖ ٱلْمِصْبَاحُ فِى زُجَاجَةٍ ۖ ٱلزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّىٌّ يُوقَدُ مِن

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 160، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما قالوا فی مهر البغی من نهی عنه، جلد 4، صفحہ 31 (17479)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 3۔ ایضاً (17480)

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 160 5۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 159

marfat.com
Marfat.com

شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّ لَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَ لَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۳۵﴾

''اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا۔اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق، ہو اس میں چراغ ہو، وہ چراغ شیشہ (کے ایک فانوس) میں ہو، وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے جو موتی کی طرح چمک رہا ہے جو روشن کیا گیا ہے برکت والے زیتون کے درخت سے جو نہ شرقی ہے نہ غربی ہے قریب ہے اس کا تیل روشن ہو جائے اگر چہ اسے آگ نہ چھوئے۔(یہ) نور ہی نور ہے، پہنچا دیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف جس کو چاہتا ہے اور بیان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ طرح طرح کی مثالیں لوگوں (کی ہدایت) کے لیے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے''۔

امام بخاری، امام مسلم، ابن ماجہ، بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تہجد کی نماز ادا فرماتے تو یوں دعا فرماتے: اے اللہ! تجھے ہی حمد زیبا ہے تو آسمان وزمین اور جو ان کے درمیان ہے اس کا رب ہے، تجھے ہی حمد زیبا ہے، تو زمین وآسمان اور جو ان میں ہے، انہیں نور عطا کرنے والا ہے، حمد تجھے ہی زیبا ہے، تو ہی آسمان وزمین اور اس میں موجود ہر چیز کو قائم فرمانے والا ہے، تو حق ہے، تیرا وعدہ حق ہے، تیری ملاقات حق ہے، جنت حق ہے، جہنم حق ہے اور قیامت برحق ہے، اے اللہ! میں نے تیری بارگاہ میں اپنے آپ کو جھکا دیا ہے، تجھ پر ایمان لایا ہوں، تجھی پر بھروسہ کیا ہے، تیری طرف رجوع کیا ہے، تجھی سے خصومت ہے اور تجھے ہی حکم بنایا ہے، میرے اگلے پچھلے گناہ، میرے پوشیدہ اور ظاہر گناہ بخش دے، تو میرا معبود ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔(1)

امام ابوداود، نسائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح کی نماز کے بعد دعا کرتے ہوئے دیکھا: اے اللہ! تو ہمارا اور ہر شے کا رب ہے، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں تو ہی اکیلا رب ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، اے اللہ! تو ہمارا اور ہر شے کا رب ہے، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور رسول ہیں، اے اللہ! تو ہمارا اور ہر شے کا رب ہے، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تمام بندے بھائی بھائی ہیں، اے اللہ! تو ہمارا اور ہر شے کا رب ہے، مجھے اور میرے گھر والوں کو دنیا وآخرت کی ہر گھڑی میں اپنا مخلص بنا لے، اے ذوالجلال والاکرام! میری گزارش سن اور میری دعا قبول فرما، اللہ اکبر اللہ اکبر جو زمین وآسمان کا نور ہے، اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ مجھے کافی ہے، وہ بہترین کارساز ہے، اللہ اکبر اللہ اکبر۔(2)

طبرانی نے سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس یوں کہا کرتے: اے اللہ! میں تیری ذات کے نور کے

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب الدعاء فی صلوٰۃ اللیل وقیامہ، جلد 6، صفحہ 48 (769, 199)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ سنن ابوداود، باب مایقول الرجل اذا سلم، جلد 5، صفحہ 418 (1479)، مکتبۃ الرشد الریاض

marfat.com
Marfat.com

واسطہ سے جس کے لیے آسمان وزمین روشن ہوئے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے اپنی پناہ، حفاظت، جوار اور احاطہ میں لے لے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نُوْرِهٖ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ زمین و آسمان میں، اس کے ستاروں، سورج اور چاند میں تدبیر فرماتا ہے۔(2)

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مَثَلُ نُوْرِهٖ کی وضاحت یوں نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہ نور ہے جو اللہ تعالیٰ نے مومن کو عطا فرمایا۔ مشکوٰۃ یعنی اس چوکٹھے کی مانند ہے لَّا شَرْقِیَّةٍ وَّ لَا غَرْبِیَّةٍ۔ یعنی وہ دامن کوہ میں ہے۔ جب سورج طلوع ہوتا ہے تب بھی اسے شعاع نہیں پہنچتی اور جب غروب ہوتا ہے تب بھی شعاع نہیں پہنچتی۔ قریب ہے کہ اس کا تیل خود ہی جل اٹھے۔ یہ بندۂ مومن کے دل کی مثال ہے جو نور علی نور ہے۔ کفار کے اعمال پھیلے ہوئے سراب کی مانند ہیں۔ جب وہ آئیں گے تو سراب کی مانند دیکھیں گے۔ جب پانی کا ضرورت مند سراب کی طرف آتا ہے تو پانی نہیں پاتا۔ کافر کے عمل کی مثال بھی ایسے ہی ہے وہ خیال کرے گا اس کے لیے ثواب ہے حالانکہ اس کے لیے کوئی ثواب نہیں ہوگا اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَاۤ اَخْرَجَ یَدَهٗ لَمْ یَكَدْ یَرٰىهَا (نور:40) یہ کافر کے عمل کی مثال ہے اس کی تاریکیاں ایک دوسرے کے اوپر ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن انباری رحمہما اللہ نے مصاحف میں امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرات میں مَثَلُ نُوْرِ الْمُؤْمِنِ كَمِشْكٰوةٍ ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ آیت کا مفہوم ہے: وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان لایا اس کے نور کی مثال مشکاۃ جیسی ہے۔ مشکاۃ سے مراد چوکھٹا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ کاتب کی غلطی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بہت بڑی ہے کہ اس کے نور کی مثال مشکاۃ کے نور جیسی ہو اور کہا مومن کے نور کی مثال چوکٹھے جیسی ہے۔(3)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ کا مطلب ہے اللہ آسمان اور زمین کے رہنے والوں کو ہدایت دینے والا ہے۔ مَثَلُ نُوْرِهٖ یعنی بندۂ مومن کے دل میں اس کی ہدایت کی مثال مشکاۃ جیسی ہے یعنی جس میں بتی ہوئی بتی رکھی جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جیسے صاف تیل قریب ہوتا ہے کہ آگ کے چھونے سے قبل ہی وہ روشن ہو جائے۔ جب اسے آگ چھوتی ہے تو اس کی روشنی کئی گناہ بڑھ جاتی ہے۔ اسی طرح مومن کا دل ہے کہ علم ہونے سے قبل بھی ہدایت کے مطابق عمل کرتا ہے۔ جب اس کے پاس علم آجاتا ہے تو اس کی ہدایت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ نور علی نور ہو جاتا ہے۔(4)

1۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 259 (10600)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 162، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 432 (3503)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 165

marfat.com
Marfat.com

امام ابوعبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابی بن کعب کی قرأت میں مَثَلُ نُوْرِ مَنْ آمَنَ بِہٖ ہے یا کہا مَثَلُ مَنْ آمَنَ بِہٖ ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ مَثَلُ نُوْرِہٖ سے مراد اس مومن کا نور ہے جس نے ایمان اور قرآن کو اپنے سینے میں رکھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی مثال بیان فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنے نور کا ذکر کیا پھر مومن کے نور کا ذکر کیا فرمایا۔ مومن کے نور کی مثال ایسے ہے۔ ابی ابن کعب اس آیت کو اس طرح پڑھتے (مَثَلُ نُوْرِ مَنْ آمَنَ بِہٖ) یعنی وہ مومن جس نے ایمان اور قرآن کو اپنے سینے میں رکھا تو مومن کا سینہ چوکھٹے کی طرح ہے مِصْبَاحٌ سے مراد نور ہے اور نُوْرِہٖ سے مراد قرآن اور ایمان ہے جنہیں اس نے سینے میں محفوظ کر لیا ہے۔ زُجَاجَةٍ سے مراد اس کا دل ہے۔ اس کا دل جس میں قرآن و ایمان ہے گویا وہ ایک روشن ستارہ ہے۔ مُّبٰرَكَةٍ کی اصل اللہ وحدہ لاشریک کے لیے اخلاص اور اس ذات لاشریک کی عبادت ہے۔ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ اس کی مثال اس درخت سے دی جسے درختوں نے گھیر رکھا ہو وہ سرسبز و شاداب اور ملائم ہوتا ہے۔ اسے کسی حالت میں بھی سورج کی کرنیں نہیں پہنچتیں۔ نہ اس وقت جب سورج طلوع ہو اور نہ اس وقت جب سورج غروب ہو۔ یہی حالت مومن کی ہے، اسے فتنوں کے پہنچنے سے محفوظ بنا دیا گیا۔ اسے آزمائش میں ڈالا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے ثابت قدم رکھا۔ اس میں چار خصلتیں ہوتی ہیں۔ اگر گفتگو کرے تو سچ بولتا ہے، اگر فیصلہ کرے تو عدل کرتا ہے، اگر اسے عطا کیا جائے تو شکر بجالاتا ہے۔ اگر اسے آزمائش میں ڈالا جائے تو وہ صبر کرتا ہے باقی لوگوں میں اس کی مثال ایک زندہ انسان جیسی ہے جو مردوں کی قبروں میں چل رہا ہوتا ہے نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ وہ پانچ انوار میں گھومتا پھرتا رہتا ہے۔ اس کی گفتگو نور ہے، اس کا عمل نور ہے، اس کے داخل ہونے کی جگہ نور ہے، اس کے نکلنے کی جگہ نور ہے، اس کے لوٹنے کی جگہ نور ہے یعنی وہ قیامت کے روز جنت کی طرف جائے گا۔ پھر کافر کی مثال بیان فرمائی اور کہا وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ (نور:39) اسی طرح کافر قیامت کے روز آئے گا جبکہ وہ گمان کر رہا ہوگا کہ اس کے لیے اللہ کے ہاں خیر ہے مگر وہ خیر نہ پائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے کافر کی ایک اور مثال بیان فرمائی ہے اور کہا اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ (نور: 40) وہ پانچ تاریکیوں میں گھومتا پھرتا رہتا ہے۔ اس کی گفتگو تاریکی ہے، اس کا عمل تاریکی ہے، اس کے نکلنے کی جگہ تاریکی ہے، اس کے داخل ہونے کی جگہ تاریکی ہے، قیامت کے روز اس کا ٹھکانہ تاریکیوں یعنی جہنم کی طرف ہوگا۔ اسی طرح زندوں میں سے مردہ دل لوگوں میں چلتا تو رہتا ہے۔ وہ یہ نہیں جانتا اس کے حق میں کیا ہے اور اس کے خلاف کیا ہے۔ (1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں نے حضرت محمد ﷺ سے سوال کیا: اللہ کا نور آسمانوں سے نیچے کیسے آتا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کی مثال بیان فرمائی اور ارشاد فرمایا اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ۔ كَمِشْكٰوةٍ سے مراد کمرے کا چوکھٹا ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 165، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

مِصۡبَاحٌ سے مراد چراغ ہے جو شیشہ میں ہوتا ہے۔ یہ ضرب المثل ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کی بیان فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کو نور قرار دیا پھر اس کی کئی قسمیں ذکر کیں۔ لَّا شَرۡقِیَّةٍ وَّلَا غَرۡبِیَّةٍ یہ درخت کا درمیانی حصہ ہے، سورج کی شعاع اسے نہ اس وقت پہنچتی ہے جب سورج طلوع ہو اور نہ اس وقت پہنچتی ہے جب وہ غروب ہو۔ یہی تیل کا باعث ہے۔ قریب ہے کہ اس کا تیل آگ کے بغیر ہی جل اٹھے۔ نُوۡرٌ عَلٰی نُوۡرٍ اس سے مراد بندے کا ایمان اور اس کا عمل ہے۔ یَهۡدِی اللّٰهُ لِنُوۡرِهٖ مَنۡ یَّشَآءُ یہ مومن کی مثال ہے۔ (1)

امام طبرانی، ابن عدی، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کِمِشۡكٰوةٍ سے مراد حضور ﷺ کا پیٹ، زُجَاجَةٍ سے مراد دل اور مِصۡبَاحٌ سے مراد وہ نور ہے جو آپ کے دل میں ہے۔ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ لَّا شَرۡقِیَّةٍ وَّلَا غَرۡبِیَّةٍ نہ یہودی اور نہ نصرانی۔ پھر یہ آیت کریمہ تلاوت کی مَا كَانَ اِبۡرٰهِیۡمُ یَهُوۡدِیًّا وَّلَا نَصۡرَانِیًّا وَّلٰكِنۡ كَانَ حَنِیۡفًا مُّسۡلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِیۡنَ ﴿۶۷﴾ (آل عمران)۔ (2)

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے شمر بن عطیہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابن عباس کعب بن الاحبار کے پاس آئے، کہا مجھے اَللّٰهُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ کے بارے میں بتاؤ۔ تو کعب الاحبار نے جواب دیا حضرت محمد ﷺ کے نور کی مثال چوکٹھے کی مانند ہے کِمِشۡكٰوةٍ سے مراد چوکٹھا ہے کِمِشۡكٰوةٍ کے ساتھ حضور ﷺ کے منہ کی مثال بیان کی مِصۡبَاحٌ سے مراد حضور ﷺ کا دل ہے زُجَاجَةٍ سے مراد آپ کا سینہ ہے كَاَنَّهَا كَوۡكَبٌ دُرِّیٌّ حضور ﷺ کے سینہ کو روشن ستارے کے ساتھ تشبیہ دی۔ پھر مِصۡبَاحٌ کو دل کی طرف لوٹایا اور فرمایا: وہ زیتون کے مبارک درخت سے جلایا جاتا ہے۔ قریب ہے کہ اس کا تیل خود ہی جل اٹھے۔ کہا قریب ہے کہ حضرت محمد ﷺ خود ہی لوگوں کے لیے ظاہر ہو جائیں اگرچہ حضور ﷺ خود نہ بولیں کہ آپ نبی ہیں جسطرح وہ تیل قریب ہے کہ خود ہی جل اٹھے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے۔ (3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اَللّٰهُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ کا معنی ہے اللہ تعالیٰ زمین و آسمان میں رہنے والوں کو ہدایت دینے والا ہے۔ اے محمد! ﷺ آپ ﷺ کے دل میں اس کے نور کی مثال اس چراغ کی مانند ہے جو اس چوکٹھے میں ہے جس طرح یہ چراغ اس چوکٹھے میں ہے اسی طرح تیری دانش تیرے دل میں ہے۔ رسول ﷺ کے دل کو روشن ستارے کے ساتھ تشبیہ دی جو کبھی چھپتا نہیں۔ یُّوۡقَدُ مِنۡ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ آپ اپنا دین حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لیتے ہیں، وہ ہی زیتون ہے۔ وہ نصرانی نہیں کہ وہ مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے اور نہ یہودی ہے کہ مغرب کی جانب منہ کر کے نماز پڑھے۔ قریب ہے کہ حضرت محمد ﷺ نور کی وحی سے قبل ہی حکمت کی باتیں کرنے لگیں جو نور اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں رکھ دیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ نُوۡرِهٖ سے مراد حضور ﷺ ہیں جو بھی حضور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 165 دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 317 (13226)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 164

marfat.com
Marfat.com

ﷺ کو دیکھے ممکن ہے کہ وہ پہچان لے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اگر چہ وہ اپنی زبان سے کلام نہ کریں۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے مَثَلُ نُوْرِهٖ سے مراد مومن کے نور کی مثال ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَثَلُ نُوْرِهٖ سے مراد دل میں اس قرآن کی مثال چوکھٹے جیسی ہے۔(2)

امام ابن جریر نے حضرت انس سے روایت نقل کی ہے کہ میرا اللہ فرماتا ہے: میرے نور سے مراد میری ہدایت ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحہم اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کَمِشْکٰوۃٍ سے مراد قندیل میں بٹ رکھنے کی جگہ ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ کَمِشْکٰوۃٍ سے مراد چوکھا ہے۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ کَمِشْکٰوۃٍ سے مراد چوکھا ہے۔(5)

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ حبشی زبان میں کَمِشْکٰوۃٍ سے مراد چوکھا، روشن دان ہے۔

عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ حبشی زبان میں کَمِشْکٰوۃٍ سے مراد روشن دان ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن عیاض سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حبشی زبان میں کَمِشْکٰوۃٍ سے مراد روشن دان ہے۔(6)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے کَمِشْکٰوۃٍ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ ایسا چوکھا جو آر پار نہ ہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

ابن ابی حاتم نے ابو مالک سے یہ قول نقل کیا ہے کَمِشْکٰوۃٍ اس چوکھٹے کو کہتے ہیں جو آر پار نہ ہو اور مِصْبَاحٌ سے مراد چراغ ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَثَلُ نُوْرِهٖ سے مراد مومن کے دل میں اللہ تعالیٰ کا نور ہے کَمِشْکٰوۃٍ سے مراد چوکھا ہے کَوْكَبٌ دُرِّيٌّ، روشن، لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ (7) اس پر نہ مشرقی سایہ اور نہ مغربی سایہ پورا پڑتا ہے۔ ہم باتیں کیا کرتے تھے کہ یہ سورج کے سامنے رہتا ہے۔ اس کا تیل بہت صاف، بہت پاکیزہ اور بہت میٹھا ہوتا ہے۔ یہ وہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمائی ہے یعنی تمہارے پاس اللہ کی جانب سے نور اور واضح ہدایت آچکی ہے۔ مومن اللہ کی کتاب کو سنتا ہے، اسے محفوظ کرتا ہے، اسے یاد کرتا ہے، اس میں جو کچھ ہے وہ اس سے نفع اٹھاتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے تو یہ مومن کی مثال ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے کَمِشْکٰوۃٍ کا معنی قندیل کے درمیان میں پیتل (8)، مِصْبَاحٌ سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 163، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما نزل بلسان الحبشیۃ، جلد 6، صفحہ 121 (29967)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 167

6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما نزل بلسان الحبشۃ، جلد 6، صفحہ 121 (29967)

7۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 441 (2045)، دار الکتب العلمیہ بیروت 8۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 167

marfat.com
Marfat.com

مراد چراغ، زُجَاجَةٍ سے مراد قندیل۔ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ سورج جب سے طلوع ہوتا ہے اس کے غروب ہونے تک اس پر کوئی سایہ نہیں ہوتا۔ اس درخت کا تیل بہت روشن، بہت اچھا اور بہت نور والا ہوتا ہے۔ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ آگ تیل کو جا لگی۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ سے مراد زہرہ ستارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومن کی مثال اس نور کی مثال سے دی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس کا دل نور ہے، اس کا پیٹ نور ہے اور وہ نور میں چلتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ سے مراد بڑا ستارہ ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آیت کریمہ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ کی تفسیر نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دل نہ یہودی ہے اور نہ نصرانی ہے۔

امام فریابی اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ کا مفہوم یہ ہے کہ اس سے مراد ایسا درخت ہے جسے نہ غار اور نہ پہاڑ سایہ کرتا ہے۔ اسے کوئی چیز نہیں چھپاتی، اس کا تیل بہت عمدہ ہوتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ، ضحاک اور محمد بن سیرین رحمہم اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے: وہ ایسا شرقی نہیں جس میں غرب نہ ہو اور نہ ہی ایسا غربی ہے جس میں شرق نہ ہو لیکن وہ شرقی بھی ہے اور غربی بھی ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے تفسیر نقل کی ہے کہ یہ درختوں کے درمیان ہوتا ہے، نہ اسے سورج کی شعاع مشرق سے پہنچتی ہے اور نہ مغرب سے کیونکہ درخت اس کے سامنے ہوتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک اور محمد بن کعب رحمہما اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے، اگر یہ درخت زمین میں ہوتا تو لازماً شرقی یا غربی ہوتا لیکن یہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کی بیان کی ہے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ سے مراد صالح آدمی ہے۔ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ یعنی نہ یہودی اور نہ نصرانی ہے۔

امام عبد بن حمید نے اپنی مسند میں، امام ترمذی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس تیل کو سالن بناؤ اور اسے بطور تیل جسم پر لگاؤ کیونکہ یہ مبارک درخت سے نکلتا ہے۔ (2)

امام حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہما اللہ شعب میں حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں، فرمایا: تیل کھاؤ اور اسے لگاؤ کیونکہ یہ مبارک درخت سے ہے۔ (3)

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے: ان کے سامنے آیت کا ذکر کیا گیا تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 170 2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب الزیت، جلد 4، صفحہ 37 (3319)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 432 (3504)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

فرمایا رسول اللہ ﷺ اسے کھانے، تیل لگانے اور کان میں ڈالنے کا حکم دیتے، فرماتے یہ مبارک درخت کا تیل ہے۔(1)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت شریک بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: ایک رات حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے میری ضیافت کی۔ آپ نے مجھے اونٹ کے ٹھنڈے سر کے کچھ ٹکڑے کھلائے اور ہمیں زیت کھلایا اور فرمایا: یہ مبارک تیل ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو عطا فرمایا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: نور کی شدت کی وجہ سے قریب ہے کہ وہ جل اٹھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نور سے مراد زیت کا چمکنا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ آگ کا نور اور تیل کا نور دونوں جمع ہوئے تو دونوں روشن ہو گئے۔ یہی کیفیت ہے نور قرآن اور نور ایمان کی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نور حضرت محمد ﷺ کے نور پر واقع ہوا۔

## فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَ یُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ ۙ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ ۙ﴿۳۶﴾

”ان گھروں میں (جنکے متعلق) حکم دیا ہے اللہ نے کہ بلند کیے جائیں اور لیا جائے ان میں اللہ تعالیٰ کا نام۔ اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں ان گھروں میں صبح اور شام۔“

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے: یہاں بُیُوْتٍ سے مراد مساجد ہیں جن کی عزت کی جاتی ہے اور ان میں لغو باتوں سے منع کیا جاتا ہے (2)۔ یُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ ان مساجد میں اس کی کتاب کی تلاوت جاتی ہے، اللہ کی تسبیح بیان کی جاتی ہے، ان میں اللہ کے لیے نماز پڑھی جاتی ہے غدوۃ سے مراد صبح کی نماز اور والْاٰصَالِ سے مراد عصر کی نماز ہے سب سے پہلے یہی نمازیں فرض کی گئیں اور اللہ تعالیٰ نے پسند کیا کہ ان دونوں کو ذکر کرے اور اپنے بندوں کو ان کی یاد دلائے۔

حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہ عقبہ بن عامر سے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ تمام لوگوں کو ایک جگہ جمع کیا جائے گا۔ نظر سب تک پہنچے گی اور دعوت دینے والا تمام کو اپنی آواز سنا سکے گا۔ ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا تمام لوگ عنقریب جان لیں گے کہ آج عزت کس کے لیے ہے؟ یہ اعلان وہ تین دفعہ سنائے گا پھر کہے گا وہ لوگ کہاں ہیں جن کے پہلو بستروں سے الگ رہے؟ پھر وہ کہے گا وہ لوگ کہاں ہیں جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں رکھتے تھے؟ پھر وہ اعلان کرے گا حمد کرنے والے کہاں ہیں جو اپنے رب کی حمد کیا کرتے تھے؟(3)

1۔ شعب الایمان، باب فی المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 100 (5940)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 172 3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 433 (3508)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بُيُوتٍ سے مراد مساجد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بنانے اور ان کے بلند کرنے کا حکم دیا ہے اور ان کو آباد کرنے اور صاف ستھرا رکھنے کا حکم دیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بُيُوتٍ سے مراد مساجد ہیں جنہیں بنایا جاتا ہے۔(1)

امام عبد الرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تُرْفَعَ کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اللہ کی عظمت بیان کی جائے اور يُسَبِّحُ سے مراد ہے ان میں اللہ کی نماز پڑھی جائے۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے ابن زید سے یہ قول نقل کیا ہے بُيُوتٍ سے مراد چار مساجد ہیں جنہیں صرف انبیاء نے بنایا ہے، کعبہ جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اور اسماعیل علیہ السلام نے بنایا، بیت المقدس جسے حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام نے بنایا، مسجد نبوی جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنایا اور مسجد قبا جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنایا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی تو ایک آدمی اٹھا، عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ کون سے گھر ہیں؟ فرمایا انبیاء کے گھر۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اٹھے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ گھر بھی ان میں سے ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف اشارہ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ یہ ان میں افضل ترین ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام مسلم، امام نسائی، ابن ماجہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو سنا جو مسجد میں اعلان کر رہا تھا کس نے سرخ اونٹ پایا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ فرمایا تو اسے نہ پائے، یہ مساجد بنائی گئی ہیں اس مقصد کے لیے جس مقصد کے لیے بنائی گئی ہیں (3)۔ ابوسنان شیبانی نے ان تُرْفَعَ کا معنی تعظیم کیا ہے یعنی ان کی تعظیم بجالائی جائے۔

امام احمد، ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھروں میں مسجدیں بنانے کا حکم دیا ہے اور یہ حکم دیا کہ انہیں پاک صاف رکھا جائے۔(4)

امام احمد نے عروہ بن زبیر سے وہ اس سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت نقل کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اپنے گھروں میں مساجد بنانے کا حکم دیتے تھے اور اس کا حکم دیتے کہ اس کی تعمیر کو درست کریں اور اس کو صاف رکھیں۔

ابن ابی شیبہ اور ابو یعلیٰ نے حضرت ابن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر مسجد میں ہر جمعہ کو دھونی دلایا کرتے تھے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسجد میں بلغم

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 172، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 173

3۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب النھی عن انشاد الضوال فی المساجد، جلد 1، صفحہ 416 (765)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ سنن ترمذی، باب ماذکر فی تطییب المساجد، جلد 2، صفحہ 489 (594)، دار الحدیث القاہرہ

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی تخلیق المساجد، جلد 2، صفحہ 141 (7445)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

marfat.com
Marfat.com

پھینکنا غلطی ہے اور اس کا کفارہ اس کو چھپا دینا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسجد میں تھوکنا غلطی ہے اور اس کا دفن کرنا نیکی ہے۔(2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے اوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسجد میں تھوکنا غلطی ہے اور اس کا کفارہ اسے دفن کرنا ہے۔

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قبلہ کی جانب پھینکی جانے والی رینٹھ قیامت کے روز اٹھائی جائیگی اور وہ پھینکنے والے کے منہ پر ہوگی۔

امام طبرانی رحمہ اللہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے قبلہ کی جانب تھوکا اور اسے نہ چھپایا قیامت کے روز وہ انتہائی گرم صورت میں آئے گی اور اس کی آنکھوں کے درمیان آلگے گی۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس نے نماز پڑھی اور قبلہ کی جانب تھوکا تو قیامت کے روز وہی تھوک اس کے منہ پر پڑھی ہوگی۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب ایک آدمی نے قبلہ کی جانب تھوکا تو قیامت کے روز گرم ترین چیز کی صورت میں آئیگی یہاں تک کہ وہ اس کی آنکھوں کے درمیان آپڑے گی۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسجد ریشے یا بلغم سے یوں سمٹتی ہے جیسے جلد آگ سے سمٹ جاتی ہے۔(6)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عبد الرحمٰن ہاشمی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: جب آغاز میں مساجد بنائی گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے ایک مسجد میں رینٹھ دیکھی، اسے صاف کیا پھر خوشبو لانے کا حکم دیا، اسے اس جگہ مل دیا گیا تو پھر لوگوں نے مساجد میں خوشبو لگانا شروع کر دی۔(7)

امام ابن ابی شیبہ امام شعبی سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے مسجد کے قبلہ کی جانب رینٹھ دیکھی۔ آپ ﷺ اس کی طرف تشریف لے گئے۔ اسے اپنے ہاتھ سے صاف کیا پھر خوشبو منگوائی۔ امام شعبی نے کہا یہ سنت ہے۔(8)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت یعقوب بن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کھجور کی شاخ کے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب من قال البصاق فی المسجد خطیئۃ، جلد 2، صفحہ 143 (7463)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً (7464)
3۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 245 (7960)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب من کرہ ان یزق تجاہ المسجد، جلد 2، صفحہ 143 (7456)
5۔ ایضاً (7457)
6۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 144 (7471)
7۔ ایضاً، باب فی تخلیق المساجد، جلد 2، صفحہ 141 (7441)
8۔ ایضاً (7442)

marfat.com
Marfat.com

ساتھ مسجد کے غبار کو صاف کرتے تھے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مسجد میں چھڑکاؤ کیا جاتا اور اسے صاف کرنے کا اہتمام کیا جاتا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد رحمہما اللہ نے ایک انصاری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مسجد میں رینٹھ پائے تو اسے اپنے کپڑے میں لے لے یہاں تک کہ اسے باہر نکال دے۔(3)

ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چند امور ایسے ہیں جو مسجد میں مناسب نہیں: مسجد کو راستہ نہ بنایا جائے، اس میں اسلحہ نہ سویا اور نہ ہی مسجد میں تیر کمان کو پکڑا جائے اور اسے بازار نہ بنایا جائے۔(4)

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اپنی مساجد سے بچوں، پاگلوں، برے لوگوں، خرید و فرخت، جھگڑوں، حدود قائم کرنے اور تلواریں سونتنے سے دور رکھو ان کے دروازوں پر پاکی حاصل کرنے کی جگہیں بناؤ اور جمعہ کے روز اس میں دھونی دو۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی تیر کے ساتھ مسجد میں سے گزرے تو اس کے پھل کو پکڑ کر رکھے۔(6)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابوداؤد، امام ترمذی امام نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں خرید و فروخت کرنے اور اشعار پڑھنے سے منع کیا(7)۔ ابن ابی شیبہ کے پاس اشعار کی جگہ الضوال کے الفاظ ہیں۔

امام طبرانی نے حضرت ثوبان سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جسے تم مسجد میں شعر کہتے ہوئے سنو تو اسے تین دفع کہو: اللہ تعالیٰ تیرے منہ کو پھول دے، جسے تم مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان کرتے ہوئے سنو تو تین دفعہ کہو، تو اسے نہ پائے، جسے تم مسجد میں بیع و شراء کرتے ہوئے دیکھو تو اسے کہو: اللہ تعالیٰ تیری تجارت کو نفع مند نہ بنائے۔(8)

طبرانی نے حضرت جبیر بن مطعم سے روایت نقل کی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مساجد میں تلواریں نہ سونتی جائیں، تیر نہ بکھیریں جائیں اور نہ ہی ان میں قسم اٹھائی جائے۔ مساجد میں مقیم اور مسافر کو سونے سے منع نہ کیا جائے ان میں تصاویر نہ بنائی جائیں، شیشوں سے انہیں مزین نہ کیا جائے، انہیں امانت کے ساتھ بنایا گیا اور کرامت کے ساتھ شرف عطا کیا گیا۔

---

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی کنس المساجد، جلد 1، صفحہ 349 (4019)　2۔ ایضاً (4015)

3۔ ایضاً، باب الرجل یجد القلمۃ فی المسجد، جلد 2، صفحہ 145 (7487)

4۔ سنن ابن ماجہ، باب ما یکرہ فی المساجد، جلد 1، صفحہ 406 (748)، دار الکتب العلمیہ بیروت　5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 408 (750)

6۔ صحیح بخاری، باب حمل علینا السلاح فلیس منا، جلد 6، صفحہ 2592 (6664)، دار ابن کثیر دمشق

7۔ سنن نسائی، باب النہی عن البیع والشراء فی المساجد، جلد 2، صفحہ 47، دار الحدیث قاہرہ　8۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 139 (2044)، بیروت

marfat.com

Marfat.com

طبرانی نے حضرت جبیر بن مطعم سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مساجد میں حدود نہ قائم کی جائیں۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ایک آدمی سے کہا: جس نے مسجد سے سنگریزہ نکالا تھا اسے مسجد میں رکھ آؤ ورنہ قیامت کے روز تیرے ساتھ یہ جھگڑا کرے گا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سنگریزہ کو جب مسجد سے نکالا جاتا ہے تو وہ سنگریزہ مسجد سے نکالنے والے کو اللہ کا واسطہ دیتا ہے۔(3)

ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب سنگریزہ مسجد سے نکالا جاتا ہے تو وہ چیختا ہے یا تسبیح بیان کرتا ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سنگریزہ اسے گالی دیتا ہے اور لعنت کرتا ہے جو اسے مسجد سے نکالتا ہے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سنگریزہ کو جب مسجد سے نکالا جاتا ہے تو وہ چیختا چلاتا ہے یہاں تک کہ اسے اس کی جگہ لوٹا دیا جائے۔(6)

امام ابن ابی شیبہ، امام ترمذی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے بسم اللہ والسلام علی رسول اللہ، اے اللہ! میرے گناہ بخش دے، میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ جب باہر نکلتے تو کہتے بسم اللہ والسلام علی رسول اللہ، اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔(7)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مساجد کو ان کا حق دو۔ عرض کی گئی مساجد کا کیا حق ہے؟ فرمایا مسجد میں بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز۔(8)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہوگی کہ مساجد کو راستے بنا لیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یُسَبِّحُ یاء کے نصب کے ساتھ ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ چاشت کی نماز کا ذکر قرآن حکیم میں ہے یُسَبِّحُ لَهٗ فِیۡهَا بِالۡغُدُوِّ وَ الۡاٰصَالِ۔(9)

---

1۔ معجم کبیر، جلد 3، صفحہ 204 (3131)، بروایت حکیم بن حزم، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب سکرہ اخراج الحصی من المسجد، جلد 2، صفحہ 177 (7840) 3۔ ایضاً (7841)
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 178 (7842) 5۔ ایضاً (7845) 6۔ ایضاً (7846)
7۔ سنن ترمذی، باب ما یقول عند دخول المسجد، جلد 2، صفحہ 127 (314)، دار الحدیث القاہرہ
8۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب من کان یقول اذا دخلت المسجد فصل رکعتین، جلد 1، صفحہ 299 (3422)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
9۔ ایضاً من کان یصلیھا، جلد 2، صفحہ 173 (7796)

marfat.com
Marfat.com

رِجَالٌ ۙ لَّا تُلۡهِيۡهِمۡ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيۡعٌ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيۡتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوۡنَ يَوۡمًا تَتَقَلَّبُ فِيۡهِ الۡقُلُوۡبُ وَالۡاَبۡصَارُ ﴿۳۷﴾ لِيَجۡزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحۡسَنَ مَا عَمِلُوۡا وَيَزِيۡدَهُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَرۡزُقُ مَنۡ يَّشَآءُ بِغَيۡرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾

''وہ (جواں) مرد جنہیں غافل نہیں کرتی تجارت اور نہ خرید و فروخت یاد الٰہی سے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے سے۔ وہ ڈرتے رہتے ہیں اس دن سے، گھبرا جائیں گے جس میں دل اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی، تاکہ جزا دے انہیں اللہ تعالیٰ ان کے بہترین اعمال کی اور اس سے بھی زیادہ عطا فرمائے انہیں اپنے فضل سے اور اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بے حساب۔''

امام احمد رحمہ اللہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ عورتوں کی بہترین مسجد ان کے گھروں کی پست جگہ ہے۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ حضرت ابو حمید ساعدی سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنی دادی حضرت ام حمید سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ ہمارے خاوندوں نے ہمیں منع کر دیا ہے کہ ہم آپ کے ساتھ نماز پڑھیں جبکہ ہم آپ کے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا کمروں کے اندر نماز پڑھنا گھروں میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور تمہارا گھروں میں نماز پڑھنا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: کسی بھی عورت نے اس نماز سے بہتر نماز نہیں پڑھی ہوگی جو وہ اپنے کمرے میں پڑھتی ہے مگر یہ کہ وہ مسجد حرام میں نماز پڑھے مگر بوڑھی عورت اپنے صحن میں نماز پڑھے۔ (3)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ لَا تُلۡهِيۡهِمۡ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيۡعٌ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرنے کے لیے سفر کرتے ہیں۔

امام ابن مردویہ اور دیلمی رحمہما اللہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرنے کے لیے سفر کرتے ہیں۔ (4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے: وہ ایسے لوگ تھے جو اللہ تعالیٰ کا فضل چاہتے اور خرید و فروخت کرتے جب نماز کے لیے اذان کو سنتے تو جو چیز بھی ان کے ہاتھوں میں ہوتی اسے پھینک دیتے، مسجد کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے اور نماز پڑھتے۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 6، صفحہ 297، دار صادر بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب من کرہ ذلک، جلد 2، صفحہ 157 (7620)
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 156 (7614)
4۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 2، صفحہ 277 (3284)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ کی قسم! وہ تجار تھے، ان کی تجارت اور خرید وفروخت انہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرتی۔(1)

امام ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا) اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ مثال مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ ان لوگوں کی بیان فرمائی ہے جنہیں تجارت اور خرید وفر وخت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی۔ وہ سب سے بڑے تاجر اور خرید وفروخت کرنے والے تھے۔ لیکن انہیں تجارت اور خرید وفروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہیں تجارت فرضی نماز میں حاضر ہونے سے نہیں روکتی۔(3)

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے اسی قسم کی روایت نقل کی ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ بازار میں تھے تو اقامت کہی گئی۔ ان لوگوں نے اپنی دکانیں بند کر دیں۔ پھر مسجد میں داخل ہو گئے تو حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا: انہیں کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔(4)

سعید بن منصور، ابن جریر، طبرانی اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے تاجروں کو دیکھا جنہوں نے اذان سنی اپنے سامان چھوڑے اور نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ فرمایا انہیں کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہ تاجر ہیں جو اپنے بازاروں میں خرید وفروخت کرتے ہیں۔ جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو خرید وفروخت انہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی۔ وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جاتی ہیں۔ کہا ان کے دل پیٹ میں پھرتے رہتے ہیں، وہ نکلنے پر قادر نہیں ہوتے، یہاں تک کہ گلے میں پھنس جاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ (غافر: 18) کا یہی مفہوم ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یَوْمًا سے مراد قیامت کا دن ہے۔

امام احمد نے زہد میں اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابوداؤد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں پسند کرتا ہوں کہ اس راستہ پر خرید وفروخت کروں اور ہر روز تین سو دینار نفع کماؤں اور نماز میں شامل ہوں جبکہ مجھے یقین ہو کہ یہ حلال ہے۔

---

1۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 222 (9079)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 432 (3506)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 175، داراحیاء التراث العربی بیروت

4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 442 (2050)، دارالکتب العلمیہ بیروت

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 175

marfat.com
Marfat.com

لیکن یہ زیادہ پسند کرتا ہوں کہ میں ان لوگوں میں سے ہو جاؤں جن کا ذکر اس آیت کریمہ میں ہے۔(1)

امام ہناد بن سری نے زہد میں، محمد بن نصر نے کتاب الصلوۃ، میں ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو جمع کرے گا، دعوت دینے والا سب کو آواز سنائے گا اور نظر سب کو دیکھے گی، ایک ندا کرنے والا کھڑے ہو کر ندا کرے گا وہ لوگ کہاں ہیں جو خوشحالی اور تنگدستی میں اللہ کی حمد بیان کرتے تھے۔ وہ کھڑے ہوں گے۔ ان کی تعداد بالکل تھوڑی ہوگی۔ وہ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہو جائیں گے۔ پھر وہ دوبارہ آواز دے گا وہ لوگ کہاں ہیں جنکے پہلو بستروں سے دور رہے؟ وہ کھڑے ہونگے، ان کی تعداد تھوڑی ہوگی اور وہ بغیر حساب کے داخل ہو جائیں گے۔ وہ منادی پھر ندا کرے گا وہ لوگ کہاں ہیں جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے سے غافل نہ کرتی تھی۔ وہ کھڑے ہونگے، ان کی تعداد تھوڑی ہوگی۔ تو وہ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہو جائیں گے۔ پھر سارے لوگ اٹھیں گے اور ان کا حساب لیا جائے گا۔(2)

امام حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو ایک میدان میں جمع کیا جائے گا سب تک نظر پہنچے گی اور دعوت دینے والا سب تک آواز پہنچا سکے گا۔ تو ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا سب ٹھہرنے والے آج جان جائیں گے کہ کن کے لیے آج عزت ہے؟ یہ اعلان وہ تین دفعہ کرے گا۔ پھر وہ اعلان کرے گا وہ لوگ کہاں ہیں جن کے پہلو بستروں سے جدا رہے؟ پھر وہ اعلان کرے گا وہ لوگ کہاں ہیں جنہیں تجارت اور خرید فروخت اللہ کے اور نماز قائم کرنے سے غافل نہ کرسکی؟ پھر وہ اعلان کرے گا وہ لوگ کہاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے تھے؟۔

امام احمد، ابو یعلیٰ اور ابن حبان رحمہم اللہ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رب العالمین ارشاد فرمائے گا عنقریب یہاں جمع ہونے والے جان جائیں گے کہ اہل کرامت کون ہیں عرض کی گئی اہل کرامت کون ہیں؟ یا رسول اللہ! ﷺ؟ فرمایا مساجد میں اللہ کا ذکر کرنے والے۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: قیامت کا روز ہوگا ایک منادی کرنے والا ندا کرے گا یہاں جمع ہونے والے لوگ عنقریب جان جائیں گے کہ بزرگی والے لوگ کون ہیں؟ وہ لوگ کہاں ہیں جن کے پہلو بستروں سے الگ رہے وہ خوف وامید کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہے، جو کچھ ہم نے انہیں دیا تھا اسے وہ خرچ کرتے رہے؟ وہ اٹھیں گے اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آگے بڑھیں گے۔ وہ پھر اعلان کرے گا یہاں جمع ہونے والے عنقریب جان لیں گے کہ بزرگی والے کون ہیں؟ وہ لوگ کہاں ہیں جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ تعالیٰ کے

1۔ کتاب الزہد، جلد 1، صفحہ 170، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، باب حشر الناس بعد ما یبعثون من قبورھم، جلد 1، صفحہ 286 (308)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مسند ابو یعلی، جلد 1، صفحہ 449 (1042)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

سے غافل نہ کرتی تھی؟ لوگ اٹھیں گے اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آگے بڑھیں گے۔ وہ پھر اعلان کرے گا عنقریب یہاں جمع ہونے والے جان جائیں گے کہ کرامت والے کون ہیں؟ وہ لوگ کہاں ہیں جو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد کیا کرتے تھے؟ وہ اٹھیں گے تو ان کی تعداد بہت زیادہ ہوگی جو باقی بچیں گے ان کے لیے حساب وکتاب ہوگا۔(1)

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۳۹﴾ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِىْ بَحْرٍ لُّـجِّىٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَاۤ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿۴۰﴾

"اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے چمکتی ہوئی ریت ہو کسی چٹیل میدان میں۔ خیال کرتا ہے اسے پیاسا کہ وہ پانی ہے۔ حتیٰ کہ جب (پینے کے لیے) اس کے قریب آتا ہے تو اسے کچھ نہیں پاتا۔ اور پاتا ہے اللہ تعالیٰ کو اپنے قریب تو پورا چکا دیا اس نے اس کا حساب اور اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ یا (اعمال کفار) ایسے اندھیروں کی طرح ہیں جو گہرے سمندر میں ہوتے ہیں، چھا رہی ہوتی ہے اس پر موج، اس کے اوپر اک اور موج (اور) اس کے اوپر بادل (تہ در تہ) اندھیرے ہیں ایک دوسرے کے اوپر۔ جب وہ نکالتا ہے اپنا ہاتھ تو نہیں دیکھ پاتا اسے۔ اور (سچ تو یہ ہے کہ) جس کے لیے اللہ تعالیٰ نور نہ بنائے تو اس کے لیے کہیں نور نہیں"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے پیاسے کی بیان فرمائی ہے، اس آدمی کی پیاس سخت ہو جاتی ہے، وہ سراب دیکھتا ہے اور اسے پانی گمان کرتا ہے، وہ گمان کرتا ہے کہ وہ اس پر قادر ہو جائے گا یہاں تک کہ وہ اس کے پاس آتا ہے۔ جب اس کے پاس آتا ہے تو وہاں کوئی چیز نہیں پاتا تو اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ اسی موقع پر کافر کہتا ہے اس کا عمل اسے فائدہ دے گا جبکہ وہ کسی حالت پر نہیں ہوتا یہاں تک کہ اسے موت آجاتی ہے۔ جب اسے موت آجاتی ہے تو وہ اپنے عمل کو اس حالت میں نہیں پاتا کہ اسے کچھ فائدہ دے جس طرح سخت پیاسا سراب کے پاس جاتا ہے ظُلُمٰتٌ سے مراد اعمال اور بَحْرٍ لُّجِّيٍّ سے مراد انسان کا دل ہے۔ اسے موج ڈھانپ لیتی ہے یعنی وہ پردہ جو دل، کان اور آنکھ پر پڑ جاتا ہے۔(2)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ کا معنی ہموار زمین نقل کیا ہے۔(3)

1۔ شعب الایمان، باب فی محبۃ اللہ عزوجل، جلد 1، صفحہ 453 (693)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 178، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے **كَسَرَابٍ بِقِيْعَةٍ** کی یہ وضاحت نقل کی ہے یعنی زمین کے ٹکڑے اور سراب کافر کا عمل ہے اور جب اس کی موت اور دنیا سے اس کا فراق آپہنچتا ہے تو دنیا سے جدائی کے وقت وہ اللہ تعالیٰ کو اپنے پاس پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے پورا پورا حساب دے دیتا ہے۔(1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ زمین کا ٹکڑا۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ حضرت سدی رحمہ اللہ کے واسطہ سے وہ اپنے باپ سے وہ حضور ﷺ کے صحابہ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے روز کفار کو پیاسا اٹھایا جائے گا تو کہیں گے پانی کہاں ہے؟ تو ان کے لیے سراب کی صورت پیدا کی جائے گی۔ وہ اسے پانی گمان کریں گے اور اس کی طرف چل پڑیں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کو اس کے پاس پائیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں پورا پورا حساب دے گا۔ اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ **لُّجِّيٍّ** سے مراد سخت گہرا **يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ** یہ گمراہیوں میں کافر کے عمل کی مثال ہے۔ اس کے لیے نکلنے کی کوئی جگہ نہیں۔ وہ اس میں اندھا ہوگا کچھ نہیں دیکھے گا۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ بندہ کہے گا اللہ کی قسم! میں نے اسے نہیں دیکھا اور نہ ہی دیکھنا ممکن تھا۔

امام ابن منذر نے حضرت ابی امامہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: اے لوگو! تم ایسی جگہ صبح و شام کرتے ہو جس میں تم نیکیاں اور برائیاں باری باری کرتے ہو۔ قریب ہے کہ تم اس سے ایسی منزل کی طرف منتقل ہو جاؤ۔ جو قبر ہے وہ تنہائی، تاریکی اور تنگی کا گھر ہے مگر جس کے لیے اسے اللہ تعالیٰ وسیع کر دے۔ پھر تم قیامت کے دن کی جگہوں کی طرف منتقل ہو گے۔ بے شک بعض ایسی جگہوں پر ہو گے جہاں لوگوں پر اللہ کا امر چھا جائے گا۔ بعض چہرے سیاہ اور بعض سفید ہو جائیں گے۔ پھر تم ایک جگہ جاؤ گے تو لوگوں کو سخت تاریکی ڈھانپ لے گی۔ پھر نور تقسیم کیا جائے گا تو مومن کو نور دیا جائے گا۔ کافر اور منافق کو چھوڑ دیا جائے گا۔ اسے کوئی چیز عطا نہ کی جائے گی۔ یہی وہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرمائی ہے۔ **اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ** کافر اور منافق مومن کے نور سے ضیا حاصل نہیں کرے گا جس طرح اندھا بینا کی بینائی سے روشنی حاصل نہیں کرتا۔

**اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ۭ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۴۲﴾**

"کیا تم غور نہیں کرتے کہ بلاشبہ اللہ ہی ہے جس کی تسبیح بیان کرتے ہیں سارے آسمانوں والے اور زمین والے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 179، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 180 (مفہوم)

marfat.com
Marfat.com

اور پرندے پر پھیلائے ہوئے۔ ہر ایک جانتا ہے اپنی (مخصوص) دعا اور اپنی تسبیح کو اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو وہ کرتے رہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی بادشاہی ہے سارے آسمانوں کی اور ساری زمین کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہی (سب نے) لوٹنا ہے"۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمۃ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ نماز انسان کی اور تسبیح دوسری مخلوقات کی جسے اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔(1)

ابن ابی حاتم نے مجاہد سے وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ پرندے پر پھیلائے ہوئے (اللہ کی تسبیح کر رہے ہوتے ہیں)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ پرندے اپنے پر صف در صف کیے ہوتے ہیں۔

امام ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت مسعر سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں اسے نماز کا نام تو دیا مگر رکوع وسجود کا ذکر نہیں کیا۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ۭ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴿٤٣﴾ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿٤٤﴾

"کیا تم نے غور نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ لے جاتا ہے بادل کو پھر جوڑتا ہے اس (کے بکھرے ہوئے ٹکڑوں) کو پھر اسے تہ بہ تہ کر دیتا ہے پھر تو دیکھتا ہے بارش کو کہ نکلتی ہے اس کے درمیان سے اور اتارتا ہے اللہ تعالیٰ آسمان سے برف جو پہاڑوں کی طرح ہوتی ہے۔ پس نقصان پہنچاتا ہے اس سے جسے چاہتا ہے اور پھیر دیتا ہے اس کو جس سے چاہتا ہے۔ قریب ہے کہ اس کی بجلی کی چمک لے جائے آنکھوں کی بینائی کو۔ بدلی کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ رات اور دن کی۔ بے شک اس میں عبرت ہے آنکھوں والوں کے لیے"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اَلْوَدْقَ کا معنی بارش نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَلْوَدْقَ کا معنی قطرے نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے ابو بجیلہ سے وہ اپنے باپ سے اَلْوَدْقَ کا معنی بجلی نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے خِلٰلِهٖ کا معنی بادل نقل کیا ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ خِلٰلِهٖ کو خَلَلِهٖ پڑھتے۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 181، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 184 3۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے العظمۃ میں حضرت کعب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر برف چوتھے آسمان سے نازل ہوتی تو جس چیز کے پاس سے گزرتی، اسے ہلاک کر دیتی۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے سَنَا بَرْقِهٖ کا معنی اس کی بجلی کی روشنی نقل کیا ہے۔(1)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ مجھے سَنَا بَرْقِهٖ کے بارے میں بتائیں۔ تو حضرت ابن عباس نے فرمایا: سنا کا معنی روشنی ہے۔ عرض کیا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کیا تو نے ابوسفیان حارث کا شعر نہیں سنا:

يَدْعُوْاِلَى الْحَقِّ لَايَبْغِيْ بِهٖ بَدَلًا يَجْلُوْ بِضَوْءِ سَنَاهُ دَاجِي الظُّلَمِ۔

"وہ حق کی طرف دعوت دیتا ہے، اس کے بدلے میں کسی شے کی خواہش نہیں کرتا، وہ اپنی روشنی کے ذریعے تاریکیوں کو دور کرتا ہے"۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے سَنَا بَرْقِهٖ کا معنی بجلی کی چمک نقل کیا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کعب نے حضرت عبداللہ بن عمرو سے برق کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: جو اولوں سے پہلے ہوتی ہے پھر یہ آیت تلاوت کی جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ کا یہ ترجمہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ رات لاتا ہے اور دن لے جاتا ہے اور دن لاتا ہے اور رات لے جاتا ہے۔

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰۤى اَرْبَعٍ ؕ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۵﴾ لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۶﴾

"اور اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے ہر جانور کو پانی تو ان میں کچھ تو رینگتے ہیں پیٹ کے بل اور ان میں سے بعض چلتے ہیں دو ٹانگوں پر اور ان میں سے بعض چلتے ہیں چار ٹانگوں پر۔ پیدا فرماتا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ ہم نے اتاری ہیں ایسی آیتیں جو (حق کو) صاف صاف بیان کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ پہنچاتا ہے جسے چاہتا ہے سیدھی راہ تک۔"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے مَّآءٍ کا معنی نطفہ نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عبداللہ بن مغفل سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے خَلَقَ کی جگہ خالق کا لفظ پڑھا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 184، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہر شے چار اعضاء پر چلتی ہے مگر انسان۔

وَ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالرَّسُوْلِ وَ اَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَ مَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَ اِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْۤا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ﴿۴۹﴾ؕ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْۤا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ رَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ؑ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَخْشَ اللّٰهَ وَ يَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۵۲﴾

''اور وہ کہتے ہیں ہم ایمان لائے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور (اس کے) رسول ﷺ پر اور ہم فرمانبردار ہیں۔ پھر منہ پھیر لیتا ہے ایک فریق ان سے (ایمان وطاعت کے) اس دعوی کے بعد اور یہ لوگ ایمان دار نہیں ہیں۔ اور جب وہ بلائے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف تا کہ فیصلہ کرے ان کے درمیان تو اس وقت ایک جماعت ان میں سے روگردانی کرنے لگتی ہے اور اگر فیصلہ ان کے حق میں ہونا ہو تو (بھاگے) چلے آتے ہیں اس کی طرف تسلیم کرتے ہوئے۔ کیا ان کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے یا وہ (اسلام کے متعلق) شک میں مبتلا ہیں یا انہیں یہ اندیشہ ہے کہ ظلم کرے گا اللہ تعالیٰ ان پر اور اس کا رسول ﷺ۔ بلکہ (درحقیقت) وہ خود ظالم ہیں۔ ایمانداروں کی بات تو صرف اتنی ہے کہ جب انہیں بلایا جاتا ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف تا کہ وہ فیصلہ فرماوے ان کے درمیان۔ تو وہ کہتے ہیں ہم نے فیصلہ سن لیا اور ہم نے اطاعت کی اور یہی لوگ دونوں جہانوں میں بامراد ہیں۔ اور جو شخص اطاعت کرتا ہے اللہ کی اور اس کے رسول کی اور ڈرتا رہتا ہے اللہ سے بچتا رہتا ہے اس (کی نافرمانی) سے تو یہی لوگ کامیاب ہیں۔''

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد منافق لوگ ہیں جنہوں نے ایمان اور اطاعت کو ظاہر کیا وہ اس کے باوجود اللہ کی راہ میں چلنے، اللہ کی اطاعت کرنے اور اس کے رسول کی معیت میں جہاد کرنے سے رکتے تھے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

حضور ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی کا دوسرے آدمی کے ساتھ جھگڑا ہوتا۔ جب اسے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی دعوت دی جاتی وہ حق پر ہوتا تو وہ تسلیم کر لیتا اور جانتا کہ نبی کریم ﷺ اس کے حق میں فیصلہ کریں گے اور جب وہ ظلم کا ارادہ کرتا تو اسے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضری کی دعوت دی جاتی تو وہ اعلان کرتا اور کہتا فلاں کے پاس چلو۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ رسول ﷺ نے فرمایا: جس کے اور جس کے بھائی درمیان کوئی چیز ہوا سے مسلمانوں کے ثالثوں میں سے کسی کی طرف دعوت دی جائے تو وہ بات نہ مانے، تو وہ ظالم ہے، اس کا کوئی حق نہیں۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے وہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: جسے سلطان کی طرف بلایا گیا وہ بات نہ مانے تو وہ ظالم ہے اس کا کوئی حق نہیں۔ (1)

وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لَىٕنْ اَمَرْتَهُمْ لَیَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۳﴾

”اور قسمیں اٹھاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی بڑی زور شور سے کہ اگر آپ انہیں حکم دیں تو وہ (گھروں سے بھی) نکل جائیں گے۔ فرمایئے قسمیں نہ کھاؤ، تمہاری فرمانبرداری خوب معلوم ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ خوب واقف ہے جو کچھ تم کرتے رہتے ہو۔“

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی! یا رسول اللہ! ﷺ اگر آپ ہمیں حکم دیں کہ ہم اپنے مال چھوڑ دیں تو ہم ایسا کر گزریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن ابی حاتم نے مقاتل سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت جہاد کے متعلق نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ انہیں حکم دیتا ہے کہ وہ کسی چیز کے بارے میں قسم نہ اٹھائیں، انہیں حکم دیا کہ ان سے نبی کریم ﷺ کی اطاعت معروف ہونی چاہیے، قسمیں نہ ہونی چاہئیں۔

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ تمہاری اطاعت جانی پہچانی ہے کہ تم نبی کریم ﷺ کو جھٹلاتے ہو۔

قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْهِ مَا حُمِّلَ وَ عَلَیْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ وَ اِنْ تُطِیْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ وَ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴿۵۴﴾

”آپ فرمایئے اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول (مکرم) کی۔ پھر اگر تم نے روگردانی کی تو (جان لو) رسول کے ذمہ اتنا ہے جو ان پر لازم کیا گیا اور تمہارے ذمہ ہے جو تم پر لازم کیا گیا۔ اور اگر تم اطاعت کرو گے

1۔ مجمع الزوائد، جلد 4، صفحہ 358 (7022)، دار الفکر بیروت

marfat.com
Marfat.com

اسکی تو ہدایت پا جاؤ گے اور نہیں ہے (ہمارے) رسول کے ذمہ بجز اس کے کہ وہ صاف صاف پیغام پہنچا دے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس پر یہ لازم کیا گیا ہے جس پیغام حق کے ساتھ اسے بھیجا گیا ہے اس کی تمہیں تبلیغ کرے اور تم پر لازم ہے کہ تم اس کی اطاعت کرو اور وہ تمہیں جس بات کا حکم دے اس پر تم عمل کرو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ حضرت ابو زبیر رحمہ اللہ سے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ان سے پوچھا گیا کہ اگر مجھ پر ایک فاجر حاکم ہو میں اس کے ساتھ ایسے آدمی پاؤں جو گمراہ ہیں، کیا میں اس کے ساتھ جنگ کروں یا نہیں جبکہ میں اس سے نہ محبت رکھتا ہوں اور نہ ہی اس کی حمایت کرتا ہوں۔ فرمایا گمراہوں سے جنگ کرو جہاں بھی تم انہیں پاؤ۔ جہاں تک امام کا تعلق ہے اس کے ذمہ وہ ہے جو اس پر لازم کیا گیا اور تیرے ذمہ وہ ہے جو تجھ پر لازم کیا گیا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: اگر ہمارے ایسے حاکم ہوں جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے بغیر عمل کرتے ہیں؟ فرمایا: ان کے ذمہ وہ جو ان پر لازم کیا گیا اور تمہارے ذمہ وہ جو تمہارے اوپر لازم کیا گیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام مسلم، امام ترمذی، ابن جریر نے تہذیب میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ حضرت علقمہ بن وائل حضرمی رضی اللہ عنہ سے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت یزید بن سلمہ رضی اللہ عنہ رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی: فرمایئے اگر ہمارے ایسے حاکم ہوں جو ہم سے تو اپنا حق وصول کریں اور ہمیں عطا نہ کریں۔ فرمایا ان کے ذمہ وہ جو ان پر لازم کیا گیا اور تمہارے ذمہ وہ جو تم پر لازم کیا گیا۔(1)

امام ابن جریر، ابن قانع اور طبرانی نے حضرت علقمہ بن وائل حضرمی سے وہ حضرت سلمہ بن یزید جعفی سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ فرمایئے اگر آپ کے بعد ہمارے ایسے امراء ہوں جو ہم سے تو اپنا حق لیں اور ہمیں وہ حق نہ دیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے ان پر لازم کیا ہے، کیا ہم ان سے جنگ کریں اور ان سے بغض رکھیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ان کے ذمہ وہ ہے جو ان پر لازم کیا گیا ہے اور تمہارے ذمہ وہ ہے جو تم پر لازم کیا گیا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَ

1۔ سنن ترمذی، جلد 4، صفحہ 423 (2199)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴿۵۶﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ ۚ وَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَ لَبِئْسَ الْمَصِیْرُ﴿۵۷﴾

''وعدہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے تم میں سے اور نیک عمل کیے کہ وہ ضرور خلیفہ بنائے گا انہیں زمین میں جسطرح اس نے خلیفہ بنایا ہے ان کو جو ان سے پہلے تھے اور مستحکم کر دے گا ان کے لیے ان کے دین کو جسے اس نے پسند فرمایا ہے ان کے لیے اور وہ ضرور بدل دے گا انہیں ان کی حالت خوف کو امن سے۔ وہ میری عبادت کرتے ہیں کسی کو میرا شریک نہیں بناتے اور جس نے ناشکری کی اس کے بعد تو وہی لوگ نافرمان ہیں۔ اور صحیح صحیح ادا کیا کرو اور دیا کرو زکوۃ اور اطاعت کرو رسول (پاک ﷺ) کی تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ یہ خیال ہرگز نہ کیجیے کہ کفار عاجز کرنے والے ہیں (ہمیں) زمین میں اور ان کا ٹھکانا آتش (جہنم) ہے اور یہ بہت برا ٹھکانا ہے۔''

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے اس آیت وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے بارے میں قول نقل کیا ہے: یہ ہمارے بارے میں نازل ہوئی جبکہ ہم سخت خوف کی کیفیت میں مبتلا تھے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ مکہ مکرمہ میں تقریباً دس سال تک خفیہ طریقہ سے اللہ وحدہٗ لاشریک اور اس کی عبادت کی طرف دعوت دیتے رہے جبکہ وہ خوف زدہ بھی تھے۔ انہیں جنگ کرنے کا حکم بھی نہ تھا یہاں تک کہ انہیں مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا گیا۔ وہ لوگ مدینہ طیبہ آئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جنگ کا حکم دیا جبکہ وہ خوف میں مبتلا تھے۔ وہ صبح و شام مسلح رہتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا ان کے حالات بدل گئے۔ پھر ایک صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا ہم ہمیشہ اسی طرح حالت خوف میں رہیں گے، کیا ہم پر ایسا وقت نہ آئے گا جس میں ہم امن میں ہوں گے، اسلحہ اتار دیں گے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے احوال تھوڑے عرصہ بعد ہی بدل جائیں گے یہاں تک کہ تم میں سے ایک آدمی بڑے اجتماع میں بیٹھے گا، اس نے چادر سے پہلو سمیٹے ہوں گے، ان میں کسی کے پاس کوئی اسلحہ نہ ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جزیرۂ عرب پر اپنے نبی کریم ﷺ کو غلبہ عطا فرمایا۔ وہ امن میں ہو گئے۔ اسلحہ رکھ دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی روح کو قبض کر لیا۔ یہ لوگ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر اور حضرت عثمان کے دور میں حالت امن میں رہے یہاں تک کہ وہ فتنہ میں پڑ گئے، نعمت کی ناشکری کی، وہ خوف جو ان سے اٹھا لیا گیا تھا اللہ تعالیٰ نے ان پر مسلط کر دیا۔ انہوں نے کمرے اور سپاہی رکھ لیے۔ انہوں نے اپنے احوال کو بدلا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے احوال کو بدل دیا۔

امام ابن منذر، طبرانی نے اوسط میں، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) ابن مردویہ، بیہقی نے دلائل میں اور

marfat.com
Marfat.com

ضیاء رحمہم اللہ نے مختارہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ مدینہ طیبہ آئے اور انصار نے انہیں پناہ دی تو تمام عرب ان کے دشمن بن گئے۔ وہ صبح وشام اسلحہ اٹھائے پھرتے تھے۔ صحابہ نے کہا تم دیکھتے ہو کہ ہم ایسی زندگی بھی گزار دیں گے کہ ہم رات بے خوف ہو کر گزاریں گے اور ہمیں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔(1)

امام احمد، ابن مردویہ، جبکہ الفاظ انہیں کے ہیں اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے اس رات کو بلندی، دین کے غلبہ، مدد اور زمین میں حکومت واختیار کی بشارت دی۔ جس نے آخرت کا عمل بھی دنیا کے لیے کیا تو اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔(2)

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ کو یاء کے ساتھ استخلف کو تاء کے رفع اور لام کے کسرہ کے ساتھ اور لیمکنن کو یاء اور نون ثقیلہ کے ساتھ اور لَيُبَدِّلَنَّهُمْ کو یاء اور نون خفیفہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کریمہ کا مصداق بیت والے ہیں اور اپنے ہاتھ سے قبلہ کی طرف اشارہ کیا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت میں دین سے مراد اسلام ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباسؓ سے لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا کا معنی یہ کیا ہے کہ وہ میرے سوا کسی سے بھی نہ ڈریں۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ میرے سوا کسی سے نہ ڈریں اور فاسقون سے مراد نافرمان ہیں۔

امام عبد بن حمید نے ابوالعالیہ سے کفر کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کا انکار کیا اللہ تعالیٰ کا انکار نہیں کیا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوشعثاء سے روایت کیا نقل کی ہے کہ میں حضرت حذیفہ اور حضرت ابن مسعود کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت حذیفہ نے کہا نفاق ختم ہو گیا ہے۔ نفاق صرف حضور ﷺ کے زمانے میں تھا۔ آج تو ایمان کے بعد کفر ہے۔ حضرت ابن مسعود مسکرائے، فرمایا تو یہ کیسے کہتا ہے؟ حضرت حذیفہ نے کہا: اس ارشاد کی بناء پر وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ سے مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ جو زمین میں پہلے ہو گزرے ہیں۔ واللہ اعلم۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ۫ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 435 (3512)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 6، صفحہ 318، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَ لَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ ۭ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٥٨﴾ وَ اِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ۭ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٥٩﴾

"اے ایمان والو! اذن طلب کیا کریں تم سے (گھروں میں داخل ہوتے وقت) تمہارے غلام اور وہ (لڑکے) جو ابھی جوانی کو نہیں پہنچے تم میں سے تین مرتبہ، نماز فجر سے پہلے اور جب تم اپنے کپڑے اتارتے ہو دوپہر کو اور نماز عشاء کے بعد۔ یہ تین پردے کے وقت ہیں تمہارے لیے۔ نہ تم پر اور نہ ان پر کوئی حرج ہے ان اوقات کے علاوہ۔ کثرت سے آنا جانا رہتا ہے تمہارا ایک دوسرے کے پاس۔ یوں صاف صاف بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لیے (اپنے) احکام اور اللہ تعالیٰ علیم وحکیم ہے۔ اور جب پہنچ جائیں تمہارے بچے حد بلوغ کو تو وہ بھی اذن طلب کیا کریں جس طرح اذن طلب کیا کرتے ہیں وہ لوگ (جن کا ذکر) پہلے ہوا۔ یوں صاف صاف بیان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اپنے احکام کو اور اللہ تعالیٰ علیم ہے حکیم ہے۔"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک انصاری اور اس کی بیوی اسماء بنت مرشدہ نے نبی کریم ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا۔ حضرت اسماء نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ یہ کتنی قبیح بات ہے کہ آدمی بیوی اور اس کے خاوند کے پاس آتا ہے جبکہ وہ دونوں ایک کپڑے میں ہوتے ہیں اور ان سے اجازت بھی نہیں لیتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسی کے متعلق یہ آیت کریمہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا نازل فرمائی۔ الَّذِیْنَ مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ سے مراد غلام اور باندیاں ہیں۔ وَالَّذِیْنَ لَمْ یَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ سے مراد مردوں اور عورتوں سے آزاد افراد ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت سدی سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے کچھ صحابہ ایسے تھے جنہیں یہ بات اچھی لگتی تھی کہ وہ ان اوقات میں اپنی بیویوں سے ہم بستری کریں تاکہ پھر وہ غسل کریں اور نماز کے لیے جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ وہ غلاموں اور بچوں کو حکم دیں کہ وہ ان اوقات میں بغیر اجازت کے داخل نہ ہوں۔

ابن مردویہ نے ثعلبہ قرظی سے وہ عبداللہ بن سوید سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ کے متعلق پوچھا۔ فرمایا جب میں بعد دوپہر اپنے کپڑے اتاروں تو مجھ پر خادموں میں سے کوئی بھی داخل نہ ہو، جو ابھی بالغ نہیں ہوا اور مزدوروں میں سے بھی کوئی اجازت کے بغیر داخل نہ ہو اور جب میں عشاء کے بعد کپڑے اتاردوں اور صبح کی نماز سے پہلے۔

امام عبد بن حمید اور امام بخاری رحمہما اللہ نے الادب میں حضرت ثعلبہ بن ابی مالک قرظی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن سوید رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جو بنی حارثہ بن حارثہ سے تعلق رکھتا تھا تاکہ اس سے ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ کے

marfat.com
Marfat.com

بارے میں پوچھے۔ وہ ان پر عمل کیا کرتے تھے۔ عبداللہ نے پوچھا تو کیا ارادہ رکھتا ہے؟ میں نے کہا میں ان پر عمل کرنا چاہتا ہوں۔ تو انہوں نے جواب دیا جب میں دوپہر کے وقت کپڑے اتاردوں تو میرے گھر والوں میں سے بالغ میرے پاس نہ آئے مگر میری اجازت سے آسکتا ہے۔ مگر میں جب اسے بلاؤں تو یہ بھی اجازت ہے اور نہ اس وقت داخل ہو۔ جب فجر صادق طلوع ہو اور لوگ حرکت کررہے ہوں یہاں تک کہ نماز پڑھ لی جائے اور نہ ہی اس وقت جب عشاء کی نماز پڑھ لی جائے اور میں کپڑے اتاردوں یہاں تک کہ میں سوجاؤں۔ فرمایا یہی اوقات ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ ہیں۔ (1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت سوید بن نعمان سے روایت نقل کی ہے کہ سوید سے ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا جب میں دوپہر کو اپنے کپڑے اتاردوں تو میرے گھر والوں میں سے بھی میرے پاس کوئی نہ آئے یہاں تک کہ میں کسی کو بلاؤں تو میرا بلانا ہی اجازت ہوگی۔ جب فجر صادق طلوع ہو اور لوگ حرکت کررہے ہوں یہاں تک کہ صبح کی نماز پڑھ لی جائے اور جب عشاء کی نماز پڑھ لی جائے اور میں کپڑے اتاردوں تو یہی اوقات ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ ہیں۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس نے کہا ایک آیت ہے جس پر سب لوگوں نے یقین نہ کیا وہ اجازت والی آیت ہے۔ میں اپنی اس لونڈی کو بھی حکم دیتا ہوں کہ وہ مجھ سے اجازت لے جبکہ چھوٹے قد کی لونڈی ان کے پاس کھڑی تھی۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کے بارے میں لوگ سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں جبکہ یہ کبھی منسوخ نہیں ہوئی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ منسوخ نہیں ہے۔ کہا گیا کہ لوگ تو اس پر عمل نہیں کرتے۔ تو انہوں نے فرمایا اللہ المستعان۔ (3)

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے: ان اوقات میں غلام اور نابالغ لوگوں کے پاس نہ جاتے تھے۔ (4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں نے تین آیات کو چھوڑ دیا ہے، ان پر عمل نہیں کیا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ۔ سورۂ نساء کی آیت وَ اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ (8) اور سورۂ حجرات کی آیت اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ (13)۔ (5)

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب خاوند عشاء کے بعد اپنی بیوی کے پاس اکیلا ہو تو اس پر کوئی خادم اور کوئی بچہ بغیر اجازت کے نہ جائے یہاں تک کہ وہ صبح کی نماز پڑھ لے۔ جب دوپہر کے وقت اپنی بیویوں کے پاس تنہا ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ ان کے علاوہ بغیر اجازت کے داخل ہونے کی

1۔ الادب المفرد، باب العورات الثلاث، جلد 2، صفحہ 522 (1056)، مکتبہ مدنی قاہرہ
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما قالوا فی الرجل یستاذن علی جاریتہ، جلد 4، صفحہ 43 (17611)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 44 (17614) 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 43 (17614)
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 193، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

رخصت دی گئی ہے۔ اسی کی طرف لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ میں اشارہ کیا گیا ہے اور وہ بچہ جو بالغ ہو چکا ہو وہ میاں بیوی کے پاس بغیر ان کی اجازت کے داخل نہیں ہو سکتا۔ اس کی طرف وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ میں اشارہ کیا گیا ہے۔(1)

امام ابوداؤد، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دو آدمیوں نے حضرت ابن عباس سے ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ کے بارے میں پوچھا جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حکم دیا ہے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ستر والا ہے، وہ پردہ پوشی کو پسند کرتا ہے، لوگوں کے دروازوں پر پردے نہیں ہوتے تھے اور نہ ہی ان کے کمروں میں پردے ہوتے تھے، بعض اوقات آدمی کے پاس اچانک اس کا خادم، اس کا بچہ اور اس کی گود میں پرورش پانے والا یتیم آجاتا جبکہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ حقوق زوجیت ادا کر رہا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو حکم دیا کہ ان اوقات میں اجازت لے کر جائیں جن اوقات کا اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے بعد میں اللہ تعالیٰ نے ستر کا حکم دیا اور ان کے لیے رزق کو فراخ کر دیا۔ تو لوگوں نے دروازوں پر پردے بنا لیے۔ اور کمروں میں پردے لگا لیے تو لوگوں نے خیال کیا کہ اجازت (جس کے بارے میں حکم دیا گیا تھا) کو یہی کفایت کر جاتا ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری نے الادب میں، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ حکم مردوں کے لیے ہے، عورتوں کے لیے نہیں۔(3)

امام فریابی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ حکم عورتوں کے لیے ہے نہ کہ مردوں کے لیے کہ وہ بغیر اجازت کے داخل ہوں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے وہ ازواج مطہرات میں سے ایک سے روایت نقل کرتے ہیں کہ یہ حکم عورتوں کے بارے میں ہے کہ وہ اجازت لے کر داخل ہوں۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے: لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ کہ اس سے مراد عورتیں ہیں کیونکہ مرد تو اجازت لیتے ہی ہیں۔(4)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابوعبدالرحمٰن سلمی سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ حکم عورتوں کے بارے میں خاص ہے، مرد تو ہر حال میں دن اور رات اجازت لے کر ہی داخل ہوتے ہیں

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت موسیٰ بن ابی عائشہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے امام شعبی رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا کیا یہ منسوخ ہے؟ انہوں نے فرمایا نہیں۔

---

1۔ سنن کبریٰ، باب العورات الثلاث، جلد 7، صفحہ 97، دار الفکر بیروت

2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب العورات الثلاث، جلد 7، صفحہ 97، دار الفکر بیروت

3۔ الادب المفرد، باب لیستأذنکم الذین ملکت ایمانکم، جلد 2، صفحہ 526 (1061)، مکتبہ مدنی قاہرہ

4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 435 (3513)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے: وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ سے مراد تمہارے بیٹے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ سے مراد وہ افراد لیے ہیں جو صبح و شام بغیر اجازت کے آتے جاتے ہیں اور الْاَطْفَالُ سے مراد چھوٹے بچے ہیں۔ مِنْكُمُ الْحُلُمَ میں کم ضمیر سے مراد آدمی کی اپنی اولاد اور قریبی رشتہ داروں کی اولاد ہے۔ وہ اس طرح اجازت طلب کریں جس طرح آدمی کی اپنی بڑی اولاد اور رشتہ داروں کی اولاد اجازت طلب کرتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کا مفہوم یہ ہے جیسے وہ جو اس سے قبل ہی بالغ ہو چکے ہیں وہ اجازت لیتے ہیں، انہیں ہر حال میں اجازت لے کر آنے کا حکم دیا گیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن میتب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنی ماں کی خدمت میں حاضر ہو تب بھی اجازت لے کیونکہ اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے آپ سے پوچھا کیا میں اپنی ماں سے اجازت لوں؟ فرمایا ہاں تو ہر حال میں اسے دیکھنا پسند نہیں کرتا ہوگا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور امام بخاری رحمہما اللہ نے الادب المفرد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنے بیٹے اپنی والدہ اگرچہ بوڑھی ہو اپنے بھائی، اپنی بہن اور اپنے باپ سے اجازت لے۔(2)

امام سعید بن منصور، امام بخاری نے الادب المفرد میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کیا میں اپنی بہن سے اجازت لوں؟ فرمایا ہاں کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ان لوگوں کو اجازت لینے کا حکم ان تین اوقات میں دیا گیا ہے۔ فرمایا وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ تو پھر اجازت تمام امت پر واجب ہے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی: کیا میں اپنی ماں سے اجازت طلب کروں؟ فرمایا ہاں کیا تو یہ پسند کرتا ہے کہ اسے بے لباس دیکھے۔

امام ابن جریر اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنی ماں سے اجازت لوں؟ فرمایا ہاں۔ عرض کی میں اس کے ساتھ گھر میں رہتا ہوں۔ فرمایا اس سے اجازت لیا کر۔ عرض کی میں اس کا خدمت گار ہوں، کیا میں جب بھی داخل ہوں اس سے اجازت طلب کروں؟ فرمایا کیا تو پسند کرتا ہے کہ تو اسے ننگا دیکھے۔ عرض کی نہیں۔ فرمایا اس سے اجازت لیا کر۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری نے الادب المفرد میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے:

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما قالوا فی الرجل یستاذن علی امہ، جلد 4، صفحہ 43 (17603)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ الادب المفرد، باب یستاذن علی ابیہ وولدہ، جلد 2، صفحہ 529 (1066)، مکتبہ مدنی قاہرہ

3۔ ایضاً (1067)

4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب العورات الثلاث، جلد 7، صفحہ 97، دار الفکر بیروت

marfat.com
Marfat.com

کیا ایک آدمی اپنی والدہ سے اجازت لے؟ فرمایا ہاں، اگر تو ایسا نہیں کرے گا تو اس کا وہ حصہ دیکھے گا جو تو ناپسند کرتا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: ہمیں وہ سکھاتے تھے کہ ہم میں سے جب کوئی آئے تو کہے السلام علیکم، کیا فلاں حاضر ہوسکتا ہے؟۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بدو تمہاری نماز کے نام پر غالب نہ آجائیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَ مِنۡۢ بَعۡدِ صَلٰوةِ الۡعِشَآءِ بے شک عتمہ یہ تورات کو اونٹنی دوھنا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بدو تمہاری عشاء کی نماز پر غالب نہ آجائیں اللہ کی کتاب میں یہ نام عشاء ہے، عتمہ اونٹنی کے دوہنے کو کہتے ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ثَلٰثُ عَوۡرٰتٍ کو منصوب پڑھا ہے۔

وَ الۡقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیۡ لَا یَرۡجُوۡنَ نِکَاحًا فَلَیۡسَ عَلَیۡہِنَّ جُنَاحٌ اَنۡ یَّضَعۡنَ ثِیَابَہُنَّ غَیۡرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِیۡنَةٍ ؕ وَ اَنۡ یَّسۡتَعۡفِفۡنَ خَیۡرٌ لَّہُنَّ ؕ وَ اللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۶۰﴾

''اور بوڑھی خانہ نشین عورتیں جنہیں آرزو نہ ہو نکاح کی تو ان پر کوئی گناہ نہیں اگر وہ رکھ دیں اپنے بالائی کپڑے بشرطیکہ وہ نہ ظاہر کرنے والی ہوں (اپنی) آرائش اور ان کا اس سے اجتناب کرنا ان کے لیے بہت بہتر ہے اور اللہ سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے''۔

امام ابوداؤد اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنٰتِ یَغۡضُضۡنَ مِنۡ اَبۡصَارِہِنَّ (نور: 31) کو منسوخ کردیا گیا ہے اور اس سے الۡقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ کو مستثنیٰ کردیا گیا ہے۔(3)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ الۡقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ سے مراد وہ عورت ہے جس کے لیے کوئی حرج نہیں کہ وہ اپنے گھر میں قمیص اور اوڑھنی کے ساتھ بیٹھے اور جب تک اپنے جسم کے اس حصے کو ظاہر نہ کرے جس کے ظاہر کرنے کو اللہ تعالیٰ نے ناپسند کیا ہے تو وہ اپنی بڑی چادر اتار دے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مفہوم ہے۔(4)

امام ابوعبید نے فضائل میں، ابن منذر، ابن انباری نے مصاحف میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس

1۔ الادب المفرد، باب یستاذن علی امہ وولدہ، جلد 2، صفحہ 528 (1064)

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب یدخل منزلہ ما یقول، جلد 5، صفحہ 254 (25820)

3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب النکاح، جلد 7، صفحہ 93، دارالفکر بیروت 4۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ کی قرأت کرتے اور فرماتے یہاں ثیاب سے مراد بڑی چادر ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ثیاب کا معنی چادر اور جسم کے اوپر والے حصہ پر اوڑھی جانے والی چادر لی ہے۔(2)

سعید ابن منصور اور ابن منذر نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ وہ عورت چادر اتار دے۔

امام عبدالرزق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قواعد سے مراد وہ عورت ہے جو نکاح سے خانہ نشین ہو جائے۔

امام ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے یہ روایت نقل کی ہے کہ قواعد سے مراد وہ بوڑھی عورت ہے جسے حیض نہ آتا ہو۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے لَا یَرْجُوْنَ نِكَاحًا کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ وہ نکاح کا ارادہ نہ کریں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے مسلم جو حذیفہ بن یمان کی زوجہ کے غلام تھے، نے بتایا کہ اس نے اپنی سیدہ کے سر پر مہندی لگائی پھر میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس بارے میں پوچھا: تو انہوں نے فرمایا اے بیٹے! میں قواعد میں سے ہوں اور اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں وہ فرمایا ہے جو تو نے سن لیا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابی بن کعب اور حضرت ابن مسعود کے مصحف میں ثِیَابَهُنَّ کی جگہ جلابیبھن کے الفاظ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ بھی ثِیَابَهُنَّ کی جگہ جلابیبھن کے الفاظ پڑھتے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے خضاب لگانے، رنگ کرنے، بالیاں پہننے، پازیب ڈالنے، سونے کی انگوٹھی اور باریک کپڑوں کے بارے میں پوچھا گیا تو حضرت عائشہ نے فرمایا: اے عورتو! تمہارا سب قصہ ایک ہی ہے، اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو حلال کیا ہے لیکن زینت عیاں نہیں ہونی چاہیے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے وَ اَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ کا معنی کیا ہے کہ وہ اپنی چادریں پہنیں۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عاصم الاحول سے روایت نقل کی ہے کہ میں حفصہ بنت سیرین کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ انہوں نے اپنی چادر اپنے اوپر ڈال لی۔ تو میں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا: وَ الْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِكَاحًا فرمایا اس کے بعد والا حصہ پڑھو وَ اَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ یہ چادر ہے۔(3)

## لَیْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْمَرِیْضِ

1۔ سنن کبری از بیہقی، کتاب النکاح، جلد 7، صفحہ 93، دار الفکر بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 446 (2060)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب النکاح، جلد 7، صفحہ 93، دار الفکر بیروت

marfat.com
Marfat.com

حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ۭ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ۭ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٦١﴾

''نہ اندھے پر کوئی حرج ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی حرج ہے اور نہ بیمار پر کوئی حرج ہے اور نہ تم پر اس بات میں کہ تم کھاؤ اپنے گھروں سے یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے یا اپنی ماں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا جن گھروں کی کنجیوں کے تم مالک ہو یا اپنے دوست کے گھر سے۔ نہیں ہے تم پر کوئی حرج اگر تم کھاؤ سب مل کر یا الگ الگ۔ پھر جب تم داخل ہو گھروں میں تو سلامتی کی دعا دو اپنوں کو۔ وہ دعا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے جو بڑی بابرکت (اور) پاکیزہ ہے۔ یونہی کھول کر بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لیے (اپنے) احکام کو تا کہ تم سمجھ لو۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۃ النساء کی آیت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (29) نازل ہوئی انصار نے کہا مدینہ طیبہ میں کھانے سے بڑھ کر کوئی معزز مال نہ تھا۔ وہ نابینا کے ساتھ کھانا کھانے سے حرج محسوس کرتے تھے وہ کہتے نابینا آدمی کھانے کی جگہ نہیں دیکھ سکتا۔ وہ لنگڑے کے ساتھ کھانا کھانا بھی ناپسند کرتے۔ وہ کہتے صحیح آدمی جگہ تک جلدی پہنچ جاتا ہے اور لنگڑا مزاحم ہونے کی طاقت نہیں رکھتا۔ وہ مریض کے ساتھ کھانا کھانا بھی ناپسند کرتے۔ وہ کہتے یہ صحیح آدمی کی طرح کھانا نہیں کھا سکتا۔ وہ اپنے قریبی رشتہ داروں کے گھروں میں کھانا کھانے میں حرج محسوس کرتے تو یہ آیت نازل ہوئی یعنی نابینا کے ساتھ کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مقسم سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ نابینا، لنگڑے اور مریض کے ساتھ کھانا کھانا ناپسند کرتے تھے کیونکہ یہ لوگ اس طرح کھانا نہ کھا سکتے جیسے صحیح آدمی کھانا کھاتا ہے۔ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، ابراہیم، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نابینا، لنگڑے اور مریض کو اپنے باپ، اپنے بھائی، اپنی بہن، اپنے چچا، اپنی پھوپھی، اپنے ماموں اور خالہ کے گھر لے جاتا ہے تو یہ اپاہج لوگ اس کو ناپسند کرتے اور کہتے یہ ہمیں دوسروں کے گھروں میں

marfat.com
Marfat.com

لے جاتے ہیں۔تو یہ آیت بطور رخصت نازل ہوئی۔(1)

امام بزار، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابن نجار رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ حضور ﷺ کے ساتھ سفر پر نکلنا پسند کرتے تھے۔ وہ اپنے گھروں کی چابیاں امین لوگوں کو دے جاتے اور انہیں کہتے جو تمہیں ضرورت ہو اس کا کھانا ہم نے تمہارے لیے حلال کر دیا ہے۔ وہ امین کہتے اس میں سے ہمارے لیے کوئی چیز کھانا حلال نہیں۔ انہوں نے خوشدلی سے ہمیں اجازت نہیں دی تھی، ہم تو امین ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے مجھے حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ اور ابن مسیب رحمہما اللہ نے بتایا کہ علماء بیان کرتے تھے کہ یہ آیت مسلمانوں کے ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہیں لوگ اپنے اموال پر امین بناتے تھے۔ لوگ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جہاد پر جانا پسند کرتے تھے۔ وہ اپنی چابیاں امینوں کو دے جاتے اور کہتے ہمارے گھروں میں جو کچھ ہے ہم تمہارے لیے حلال کرتے ہیں۔ جنہیں وہ چابیاں امانت کے طور پر دیتے وہ کہتے اللہ کی قسم! ان کے گھروں میں جو کچھ ہے اس میں سے ہمارے لیے کچھ بھی حلال نہیں اگرچہ انہوں نے ہمارے لیے اسے حلال کیا تھا یہاں تک کہ وہ ہمارے پاس لوٹ آئیں۔ یہ امانت جس پر ہمیں امین بنایا گیا ہے۔ وہ اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر یہ آیت نازل فرمائی تو ان کے دل خوش ہو گئے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ نساء کی آیت نمبر 29 یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا نازل ہوئی۔ تو مسلمانوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک دوسرے کے مال باطل طریقے سے کھانے سے منع کیا ہے جبکہ کھانا تو بہترین مال ہے، اس لیے کسی کے لیے بھی یہ حلال نہیں کہ وہ کسی کے پاس کھانا کھائے لوگ دوسروں کے پاس کھانا کھانے سے رک گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ لَیْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْمَرِیْضِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُیُوْتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اٰبَآىٕكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗۤ تو اس سے مراد وہ شخص ہے جسے دوسرا آدمی اپنی جاگیر سے کچھ کھلاتا پلاتا۔ اللہ تعالیٰ نے جس کی رخصت دی وہ یہ ہے کہ وہ اس کے کھانے اور کھجور سے کچھ چیز کھالے اور دودھ پی لے وہ اس چیز سے بھی پرہیز کرتے تھے کہ کوئی آدمی تنہا کھانا کھائے، یہاں وہ پسند کرتے کہ اس کے ساتھ کوئی اور ہو تو اللہ تعالیٰ نے انہیں رخصت دے دی۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل مدینہ حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے اپنے کھانے میں نابینا، مریض اور لنگڑے کو شریک نہ کرتے تھے کیونکہ نابینا عمدہ کھانا نہیں دیکھ سکتا تھا، مریض اس طرح پورا کھانا نہیں کھا سکتا تھا جس طرح تندرست کھاتا جب کہ لنگڑا کھانا حاصل کرنے کے لیے زحمت کی طاقت نہیں رکھتا تھا تو ان کے ساتھ کھانے میں رخصت کا حکم نازل ہوا۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 201، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 200
3۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

امام ثعلبی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت حارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بطور غازی نکلے اور اپنے گھر والوں پر خالد بن زید کو نگہبان بنا گئے۔ حضرت خالد بن زید نے ان کا کھانا کھانے میں حرج محسوس کیا جبکہ تنگ دست تھے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں اور بیہقی نے زہری سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ کے بارے میں پوچھا گیا کیا وجہ ہے یہاں نابینا، لنگڑے اور مریض کا کیا گیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا ہمیں عبداللہ بن عبداللہ نے بتایا کہ مسلمان جب غزوہ پر جاتے تو اپنے وصی مقرر کرتے، اپنے دروازوں کی چابیاں انہیں دے جاتے اور کہتے کہ ہمارے گھروں میں جو کچھ ہے ہم نے اسے تمہارے لیے حلال کیا ہے جب کہ وصی اس کو کھانے سے حرج محسوس کرتے تھے۔ وہ کہتے ہم ان کی عدم موجودگی میں گھروں میں داخل نہیں ہونگے تو بطور رخصت یہ آیت نازل ہوئی۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنی کنانہ بن خزیمہ کا یہ قبیلہ دور جاہلیت میں اپنے لیے اس میں رسوائی دیکھتا کہ وہ تنہا کھانا کھائے اگرچہ وہ بہت بڑا اونٹوں کا ریوڑ ہانک کر جا رہا ہو یہاں تک کہ وہ کوئی ایسا آدمی پاتے جس کے لیے ساتھ بیٹھ کر وہ کھانا کھاتے اور پانی پیتے، تو اللہ تعالیٰ نے اسی آیت کو نازل فرمایا۔(2)

ابن جریر اور ابن منذر نے عکرمہ اور ابو صالح سے روایت نقل کی ہے کہ انصار کے پاس جب کوئی مہمان آتا تو یہ مہمان کے ساتھ اس وقت تک کھانا نہ کھاتے جب تک وہ ان کے ساتھ کھانا نہ کھاتا۔ تو یہ حکم ان کے لیے بطور رخصت نازل ہوا۔(3)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تو اپنے دوست کے گھر میں بغیر اس کے کہے داخل ہو، پھر اس کی اجازت کے بغیر کھانا کھالے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ سلسلہ اب منقطع ہوگیا ہے۔ یہ ابتدائی دور میں تھا۔ لوگوں کے گھروں کے دروازے نہ ہوتے تھے۔ صرف پردے لٹکے ہوتے تھے۔ بعض اوقات ایک آدمی گھر میں داخل ہوتا اور اس میں کوئی نہ ہوتا۔ بعض اوقات وہ اندر کھانا پاتا جبکہ وہ بھوکا بھی ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے وہ کھانا کھانا جائز قرار دے دیا۔ کہا اب یہ سلسلہ جاتا رہا۔ آج گھروں میں لوگ خود موجود ہوتے ہیں۔ جب وہ باہر جاتے ہیں تو دروازے بند کر جاتے ہیں۔ اب یہ سلسلہ منقطع ہوگیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب تم گھروں میں داخل ہو تو ان کے مکینوں کو سلام کہو۔ وہ سلام جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا گیا ہے وہ السلام ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور جنتیوں کا سلام ہے۔(5)

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 201 2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 204 3۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 205

4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 448 (2067)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 206

marfat.com
Marfat.com

امام بخاری نے الادب میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوالزبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تو کسی گھر کے مکینوں پر داخل ہو تو انہیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا کیا گیا مبارک اور پاکیزہ سلام کہو۔ ابوالزبیر نے کہا میرا خیال ہے سلام کو واجب قرار دیا گیا ہے۔(1)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم اپنے گھروں میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کیا کرو۔ جب کھانا کھاؤ تو اللہ کا نام لیا کرو۔ جب تم میں سے کوئی گھر داخل ہوتے وقت سلام کہتا ہے اور کھانے پر اللہ کا نام لیتا ہے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے نہ تمہارے لیے رات گزارنے کی جگہ ہے اور نہ ہی رات کا کھانا ہے۔ جب تم میں سے کوئی گھر میں داخل ہوتے وقت سلام نہیں کہتا اور نہ ہی اللہ کا نام لیتا ہے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے: تم نے رات گزارنے کی جگہ اور رات کا کھانا پالیا۔(2)

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جب کوئی آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور گھر داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام لیتا ہے تو شیطان کہتا ہے نہ تمہارے لیے رات گزارنے کی جگہ ہے اور نہ ہی رات کا کھانا ہے۔ جب وہ گھر میں داخل ہوا اور داخل ہوتے وقت وہ اللہ کا نام نہ لے تو شیطان کہتا ہے تم نے رات گزارنے کی جگہ پالی اور اگر وہ کھانا کھاتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو شیطان کہتا ہے تم نے رات گزارنے کی جگہ اور رات کا کھانا بھی پالیا۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب گھر میں داخل ہوتے تو فرماتے اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا مِنْ رَّبِّنَا التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الْمُبَارَكَاتُ لِلّٰهِ سَلَامٌ عَلَيْكُم۔(4)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت عطاء سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب تم اپنے گھر والوں پر داخل ہو تو السلام علیکم کہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے بابرکت اور پاکیزہ سلام ہے اور جب گھر میں کوئی بھی نہ ہو تو کہو اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا مِنْ رَّبِّنَا۔(5)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ماہان سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ کہتے اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا مِنْ رَّبِّنَا۔(6)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابوبختری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت اشعث بن قیس اور جریر بن عبداللہ بجلی رحمہما اللہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے کہا ہم آپ کے پاس تیرے بھائی ابودرداء کے پاس سے آئے ہیں۔ حضرت سلمان فارسی نے پوچھا وہ ہدیہ کہاں ہے جو اس نے تمہارے ساتھ بھیجا تھا؟ ان دونوں نے عرض کیا انہوں نے تو کوئی ہدیہ نہیں بھیجا تھا۔ تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ سے ڈرو اور امانت دو۔ حضرت ابودرداء کے

1۔ الادب المفرد، باب فضل من دخل فی بیتہ بسلام، جلد 2، صفحہ 554 (1100)، مکتبہ مدنی قاہرہ

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 436 (3515)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ الادب المفرد، باب اذا لم یذکر اللہ عند دخول البیت، جلد 2، صفحہ 555 (1101)

4۔ شعب الایمان، باب فی مقاربۃ وموادۃ اہل الدین، جلد 6، صفحہ 445 (8834)

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 205، دار احیاء التراث العربی بیروت 6۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 207

marfat.com
Marfat.com

پاس سے میرے پاس کوئی بھی نہیں آیا مگر وہ ہدیہ ساتھ لایا۔ تو دونوں نے کہا اللہ کی قسم! اس نے ہمارے ہاتھ کوئی چیز نہیں بھیجی مگر انہوں نے کہا تھا انہیں میری طرف سے سلام کہنا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس کے سوا کون سا تحفہ تم سے پوچھ رہا تھا؟ سلام سے بہتر کون سا تحفہ ہے، یہ اللہ کی جانب سے سلام ہے جو مبارک اور پاکیزہ ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جسے یہ بات اچھی لگے کہ شیطان اس کے پاس کھانا، آرام کرنے کی جگہ اور رات گزارنے کی جگہ نہ پائے تو جب گھر میں داخل ہو تو سلام کہے اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام لے۔(1)

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے کمرے کے پاس کھڑا ہوتا کہ اس میں داخل ہو تو اللہ کا نام لے، اس کا ساتھی شیطان واپس لوٹ جائے گا، گھر میں داخل نہیں ہوگا۔ جب تم گھر میں داخل ہو تو سلام کہو تو جو شیطان گھر میں رہائش پذیر ہوگا وہ وہاں سے نکل جائے گا۔ جب کھانا رکھا جائے تو اللہ کا نام لو کیونکہ اس طرح تم ابلیس خبیث کو اپنے کھانے سے دور بھگا دو گے۔ وہ تمہارے ساتھ کھانے میں شریک نہیں ہوگا۔ جب تم سواری کو سفر کے لیے تیار کرو تو جب اس کی پشت پر پہلا کپڑا رکھو تو اللہ کا کرو۔ ہر سواری کو گرہ لگی ہوتی ہے۔ جب تم اللہ کا نام لیتے ہو تو اس کی پشت سے اسے (شیطان کو) نیچے گرا دیتے ہو۔ اگر تم بھول جاؤ تو شیطان تمہاری سواریوں میں شریک ہو جاتا ہے۔ گھر میں اپنے ساتھ آلودہ دستر خوان نہ رکھو کیونکہ یہ شیطان کے رات گزارنے کی جگہ اور اس کا بستر ہوتے ہیں کیونکہ یہ شیطان کے بیٹھنے کی جگہ ہے اور ایسے گھروں میں رہائش اختیار نہ کرو جن کے دروازے نہ ہوں، اس کپڑے کو اپنا بستر نہ بناؤ جو جانوروں کی پشتوں پر ڈالا جاتا ہے۔ ایسی سطح پر رات نہ گزارو جس کی آڑ نہ بنائی گئی ہو جب تم کتوں کے بھونکنے اور گدھوں کے ہنہنانے کی آواز سنو تو مردود شیطان سے اللہ کی پناہ چاہو کیونکہ یہ دونوں چیزیں شیطان کو دیکھتی ہیں تو کتا بھونکنے لگتا ہے اور گدھا ہنہنانے لگتا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت ابو درداء سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: اسلام کی روشنی اور علامتیں ہیں جیسے راستے کے منارے ہوتے ہیں، ان علامتوں کی سردار اور سب کی جامع لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی شہادت دینا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، مکمل وضو کرنا، اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت کے مطابق فیصلہ کرنا، حکمرانوں کی اطاعت کرنا، اپنے آپ کو سلام کہنا، جب گھروں میں داخل ہو تو سلام کہو اور بنی آدم کو سلام کہنا جب تم انہیں ملو۔

امام بزار، ابن عدی اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے پانچ کاموں کی وصیت کی۔ فرمایا وضو اچھی طرح کیا کرو، یہ عمل تیری عمر میں اضافہ کر دے گا، میری امت میں سے جو بھی تجھے ملے تو اسے سلام کر، جب گھر میں داخل ہو تو اپنے گھر والوں کو سلام کہہ، تیرے گھر کی خیر میں اضافہ ہو جائے گا، چاشت کی نماز پڑھ کیونکہ یہ تجھ سے اللہ کی طرف رجوع کرنے والوں کی نماز ہے۔ اے انس! چھوٹے پر رحم کر، بڑے کی عزت

1۔ معجم کبیر، جلد 6، صفحہ 240 (6102)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

marfat.com
Marfat.com

کر، قیامت کے روز تو میرے دوستوں میں سے ہوگا۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ بُیُوْتِ سے مراد مسجد ہے۔ جب تو اس میں داخل ہو تو کہہ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ۔(2)

سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی نے ابو مالک سے روایت نقل کی ہے کہ جب تو کسی گھر میں داخل ہو جس میں مسلمان ہوں تو انہیں سلام کہہ اگر اس میں کوئی بھی نہ ہو یا اس میں مشرک ہوں تو کہہ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ۔(3)

امام ابن ابی شیبہ اور امام بخاری رحمہما اللہ نے الادب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب کوئی آدمی غیر آباد گھر یا مسجد میں داخل ہو تو کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ۔(4)

ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ جب تو اپنے گھر میں داخل ہو اور اس میں کوئی بھی نہ ہو یا تو کسی غیر کے گھر میں داخل ہو تو کہہ بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ۔(5)

امام عبد ابن حمید، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے: جب تو اپنے گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کہہ اور جب تو ایسے گھر میں داخل ہو جس میں کوئی بھی نہ ہو تو کہہ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ کیونکہ اسی بات کا حکم دیا گیا ہے، ہمیں یہ بتایا گیا کہ فرشتے اسے جواب دیتے ہیں۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم میں سے بعض کو بعض پر سلام کرنا چاہیے جس طرح اس ارشاد میں ہے: وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ (النساء:29)(6)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر داخل ہو تو اسے سلام کرے جیسے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں اَنْفُسَكُمْ سے مراد ایک دوسرے ہیں، وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ (النساء 29) مطلب ہے تو اپنے مسلمان بھائی کو قتل نہ کر اور اللہ تعالیٰ کے فرمان ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ (البقرہ: 85) میں یہ مراد ہے تم میں سے بعض دوسروں کو قتل کرتے ہیں وہ بنو قریظہ اور بنو نضیر ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فرمان خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا (الروم: 21) میں انفس سے مراد ایک دوسرے ہیں کیونکہ انسان کا جوڑا اسی کی ذات کیسے ہو سکتی ہے؟ بے شک انسانوں میں سے تمہارا جوڑا بنایا اونٹ اور گائے سے جوڑا نہیں بنایا قرآن میں ہر شے اسی طریقہ پر ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم میں سے بعض بعض کو سلام کریں۔

---

1۔ شعب الایمان، باب فی مقاربۃ وموادۃ اہل الدین، جلد 6، صفحہ 428 (8762)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 436 (3514)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 207، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ الادب المفرد، باب اذا دخل بیتا غیر مسکون، جلد 2، صفحہ 525 (1059)، مکتبہ مدنی قاہرہ
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی الرجل یدخل البیت لیس فیہ احد، جلد 5، صفحہ 256 (25837) 6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 207

marfat.com
Marfat.com

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے تشہد کتاب اللہ سے اخذ کیا ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً نماز میں تشہد یہ ہے اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ثابت بن عبید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: میں دوپہر سے پہلے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: جب تو آیا تو تو نے سلام نہیں کیا؟ بے شک یہ اللہ کی جانب سے مبارک سلام ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۲﴾ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾

”بس سچے مومن تو وہ ہیں جو ایمان لائے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر اور جب ہوتے ہیں آپ کے ساتھ کسی اجتماعی کام کے لیے تو (وہاں سے) چلے نہیں جاتے جب تک کہ آپ سے اجازت نہ لے لیں۔ بلاشبہ وہ لوگ جو اجازت طلب کرتے ہیں آپ سے یہی وہ لوگ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ۔ پس جب وہ اجازت مانگیں آپ سے اپنے کسی کام کے لیے تو اجازت دیجیے ان میں سے جسے آپ چاہیں اور مغفرت طلب کیجیے ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے، بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ نہ بنا لو رسول کے پکارنے کو آپس میں جیسے تم پکارتے ہو ایک دوسرے کو۔ اللہ تعالیٰ اچھی طرح جانتا ہے انہیں جو کھسک جاتے ہیں تم میں سے ایک دوسرے کی آڑ لے کر۔ پس ڈرنا چاہیے انہیں جو خلاف ورزی کرتے ہیں رسول کریم ﷺ کے فرمان کی کہ انہیں کوئی مصیبت نہ پہنچے یا انہیں دردناک عذاب نہ آ لے“۔

امام ابن اسحاق، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عروہ اور محمد بن کعب قرظی رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے، دونوں نے کہا: جب قریشی غزوۂ احزاب میں آگئے تو وہ مدینہ طیبہ کے قریب بئر رومہ کے مجمع اسیال میں آکر اترے۔ ان

marfat.com
Marfat.com

کا سردار ابوسفیان تھا۔ غطفان آئے تو وہ احد کی جانب تغمین کے مقام پر اترے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر پہنچی۔ حضور ﷺ نے مدینہ طیبہ کے اردگرد خندق کھدوائی۔ حضور ﷺ نے خود بھی کام کیا اور اس میں مسلمانوں نے بھی کام کیا۔ منافقوں میں سے کچھ لوگوں نے منافقت سے کام لیا اور وہ چھوٹے چھوٹے کاموں کی وجہ سے چھپنے لگے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کو بتائے اور اجازت لیے بغیر گھر کی طرف کھسک جاتے۔ مسلمانوں میں سے جب کسی کو کوئی کام ہوتا جس کے بغیر اسے کوئی چارہ کار نہ ہوتا۔ وہ اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کرتا اور اپنے کام کے لیے جانے کے بارے میں اجازت طلب کرتا۔ حضور ﷺ اسے اجازت دے دیتے۔ جب وہ اپنا کام کرگزرتا تو وہ واپس لوٹ آتا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مومنوں کے بارے میں اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ..... وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ تک آیات کو نازل فرمایا۔(1)

عبدالرزاق، فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے: یہ اجازت وہ غزوہ اور جمعہ کے موقع پر طلب کرتے۔ جمعہ کے روز امام کی اجازت کی صورت یہ ہوتی کہ وہ اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتا۔

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے (امر جامع) کی یہ تفسیر نقل کی ہے: جب حضور ﷺ انہیں کسی کام کے لیے جمع کرتے جو جنگ یا کسی اور صورت میں آپڑتا تو صحابہ کرامؓ اجازت کے بغیر وہاں سے نہ جاتے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: یہ حکم جہاد، جمعہ اور عیدین کے بارے میں ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اَمْرٍ جَامِعٍ سے مراد اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ جمعہ کے روز اجازت طلب کرتے اور اس طرح کہتے اور تین انگلیوں سے اشارہ کرتے۔ جب اجازت زیادہ طلب کی جانے لگی تو حضور ﷺ کو پریشانی ہوئی۔ فرمایا جس نے اپنا کان پکڑا تو یہی اس کی اجازت ہے۔

عبد بن حمید اور ابن جریر نے مکحول سے روایت نقل کی ہے: آج بھی جمعہ اور جنگ کے موقع پر اس پر عمل کیا جاتا ہے۔(3)

امام سعید بن منصور نے حضرت اسماعیل بن عیاش سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عمرو بن قیس سکری کو جمعہ کے روز خطبہ دیتے ہوئے دیکھا۔ ابوالمدلہ حمصی اپنے پیٹ میں تکلیف کی وجہ سے اٹھا۔ عمرو نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ چلا جائے۔ میں نے عمرو اور ابومدلہ سے اس بارے میں پوچھا۔ تو انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ اس طرح کیا کرتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابونعیم نے دلائل میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ کہا کرتے یا محمد! یا ابا القاسم! اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی تعظیم کی وجہ سے ایسا کرنے سے منع کر دیا۔ تو صحابہ کرام یہ کہتے یا نبی اللہ! یا رسول اللہ!۔(4)

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 409، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 208 3۔ ایضاً

4۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، باب فضائل رسول اللہ ﷺ، جلد 1، صفحہ 7، عالم الکتب

marfat.com
Marfat.com

امام ابونعیم نے دلائل میں حضرت ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے کہ تم رسول اللہ ﷺ کو اس طرح نہ بلاؤ جس طرح تم ایک دوسرے کو بلاتے ہوتو اس کے بھائی کا نام لیتے ہو بلکہ تم رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر کرو اور یہ کہو یا رسول اللہ یا نبی اللہ!

امام عبدالغنی بن سعید نے اپنی تفسیر میں اور ابونعیم رحمہما اللہ نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آیت کا مفہوم یہ ہے: دور سے چیخ کر آپ کو یوں نہ بلاؤ یا ابا القاسم! بلکہ اس طرح آواز دو جس طرح سورۂ حجرات میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (الحجرات:3)

ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ یوں حضور ﷺ کو بلائیں، یا رسول اللہ! اس میں نرمی اور عاجزی ہو اور یوں سختی سے یا محمد! نہ کہو۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا: اس کے نبی ﷺ کی مصیبت کا خیال رکھا جائے، اس کی عزت کی جائے، اس کی تعظیم کی جائے، اس کی عظمت شان کو ملحوظ خاطر رکھا جائے اور ان کے شرف کو تسلیم کیا جائے۔(2)

امام عبد بن حمید نے آیت کی تفسیر میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: یا محمد! نہ کہو بلکہ یا رسول اللہ! کہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر اور حضرت حسن بصری رحمہما اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے: رسول اللہ ﷺ کو بلانا تم پر واجب ہے اس معاملہ میں احتیاط سے کام لو۔(3)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر کے سلسلہ میں امام شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے، آیت کا معنی ہے: تم رسول اللہ ﷺ کو یوں نہ بلاؤ جس طرح تم باہم ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان سے اَلَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ کا معنی منافق نقل کیا ہے، منافقوں پر جمعہ کا خطبہ بڑا بھاری ہوتا۔ وہ بعض صحابہ کی اوٹ میں بیٹھتے یہاں تک کہ مسجد سے باہر نکل جاتے جبکہ جمعہ کے روز جب نبی کریم ﷺ خطبہ شروع کر دیتے تو کسی کے لیے بھی موزوں نہ تھا کہ نبی کریم ﷺ کی اجازت کے بغیر مسجد سے نکلے۔ جب کوئی مسجد سے باہر نکلنے لگتا تو وہ اپنی انگلی سے نبی کریم ﷺ کے سامنے اشارہ کرتا۔ رسول اللہ ﷺ اسے اجازت دے دیتے جب کہ آدمی کوئی بات نہ کرتا کیونکہ صحابہ میں سے جب کوئی نبی کریم ﷺ کے خطبہ کے درمیان گفتگو کرتا تو اس کا جمعہ باطل ہو جاتا۔

امام ابوداؤد نے مراسیل میں حضرت مقاتل سے یہ روایت نقل کی ہے کہ کوئی صحابی بھی نکسیر یا حدث کے لیے مسجد سے باہر نہ نکلتا یہاں تک کہ وہ نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کرتا۔ وہ حضور ﷺ کے سامنے شہادت والی انگلی سے اشارہ کرتا۔ حضور ﷺ اپنے ہاتھ کے اشارہ کے ساتھ اسے اجازت دے دیتے جبکہ منافق کے لیے خطبہ اور مسجد میں بیٹھنا بہت

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 210، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 451 (2078)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 210

marfat.com
Marfat.com

بھاری ہوتا۔ مسلمانوں میں سے جب کوئی اجازت طلب کرتا تو منافق بھی اس کے پہلو میں کھڑا ہو جاتا۔ اپنے آپ کو اس کے پیچھے چھپا لیتا یہاں تک کہ مسجد سے باہر نکل جاتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اللہ کے نبی، اس کی کتاب اور اسی کے ذکر سے کھسک جاتے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے لِوَاذًا کا معنی پیچھے ہٹ جانا کیا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ منافق جنگ کے موقع پر صفوں سے کھسک جاتے ہیں اور اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ کا معنی یہ کیا کہ ان کے دلوں پر مہر لگا دی جائے۔

امام ابن ابی حاتم نے حسن بن صالح سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مجھے خوف ہے کہ جو خفین پر مسح کرنے کو ترک کرتا ہے، وہ کہیں اسی آیت کے حکم میں داخل نہ ہو جائے، فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے ''مصنف'' میں حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو خیبر کے اطراف میں جنگ کرنے سے منع کیا۔ لوگ اہل خیبر سے پیچھے ہٹ آئے، صرف ایک آدمی رہ گیا۔ اس آدمی نے ان لوگوں سے جنگ کی۔ ان لوگوں نے اسے تیر مارا اور اسے قتل کر ڈالا۔ اس آدمی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا اس کے بعد جب ہم نے جنگ کرنے سے منع کر دیا تھا؟ تو صحابہ نے عرض کی جی ہاں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑ دیا اور اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی۔(2)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت حدیث جو سنی وہ قبر کے معاملہ میں حضرت سعد بن معاذ کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تھا اور جب غزوۂ تبوک کا موقعہ آیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہمارے ساتھ وہی آدمی جنگ پر روانہ ہو جو طاقتور ہو ایک آدمی اپنے نوجوان اڑیل اونٹ پر چلا۔ اس اونٹ نے اسے نیچے گرا دیا اور وہ آدمی مر گیا۔ لوگوں نے کہا وہ شہید ہے، وہ شہید ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں یہ اعلان کر دے کہ جنت میں مومن آدمی ہی داخل ہوگا اور جنت میں کوئی نافرمان داخل نہیں ہوگا۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز اپنے صحابہ سے فرمایا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دشمن کے روبرو تھے تم میں سے کوئی بھی جنگ نہ کرے۔ صحابہ میں سے ایک آدمی نے ارادہ کیا اور دشمن کی طرف تیر پھینکا اور ان سے جنگ کی تو دشمن نے اسے قتل کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی گئی: فلاں آدمی شہید ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس کے بعد کہ میں نے جنگ کرنے سے منع کیا؟ صحابہ نے عرض کی! جی ہاں۔ فرمایا: جنت میں کوئی نافرمان داخل نہ ہوگا۔

امام ابو الشیخ نے حضرت ضحاک سے اللہ تعالیٰ کے فرمان لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (التوبہ:44) کی تفسیر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 211، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف عبد الرزاق، باب الرجل یغزو والوہ کارہ لہ، جلد 5، صفحہ 121 (9353)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

میں یہ قول نقل کیا ہے: جب حضور ﷺ غزوہ کا ارادہ کرتے تو منافق ہی اجازت لیتے۔ جب حضور ﷺ غزوہ کا ارادہ کرتے تو کسی کے لیے حلال نہیں تھا کہ وہ حضور ﷺ سے اجازت لے یا گھر میں بیٹھا رہے اور کوئی لشکر بھی آپ ﷺ کی اجازت کے بغیر روانہ نہ ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو اس کی اجازت دینے کا حکم نہیں دیا تھا یہاں تک کہ یہ آیت اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ یَذْهَبُوْا حَتّٰى یَسْتَاْذِنُوْهُ نازل ہوئی۔ یہاں اَمْرٍ جَامِعٍ سے مراد طاعت کا امر ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو اجازت دینے کا اختیار تفویض کیا۔ جب رسول اللہ ﷺ کسی امر کا ارادہ فرماتے تو حضور ﷺ صحابہ کو حکم دیتے اور انہیں منع فرماتے۔ صحابہ کرام اپنی مجالس میں اسی پر صبر کرتے۔ رسول اللہ ﷺ ان کے لیے جو وحی بیان فرماتے یا ان کی پسندیدہ یا ناپسندیدہ چیز کا فرماتے۔ صحابہ اسے پسند کرتے تھے جبکہ کوئی ایسا امر ہوتا جسے منافق ناپسند کرتے وہ کھسک جاتے۔ ایک منافق دوسرے کی آڑ لیتا تاکہ پیچھے چھپ سکے تاکہ نبی کریم ﷺ اس کو نہ دیکھ سکیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان کھسک جانے والوں کو دیکھ رہا ہے۔

اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ قَدْ یَعْلَمُ مَاۤ اَنْتُمْ عَلَیْهِ ؕ وَ یَوْمَ یُرْجَعُوْنَ اِلَیْهِ فَیُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۶۴﴾

''سن لو! بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا ہی ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے۔ وہ خوب جانتا ہے جس حالت پر تم ہو اور اس دن جب وہ لوٹائے جائیں گے اس (کی بارگاہ) کی طرف تو وہ انہیں آگاہ کرے گا جو انہوں نے کیا تھا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔''

امام عبد ابن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے قَدْ یَعْلَمُ مَاۤ اَنْتُمْ عَلَیْهِ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ کوئی قوم کسی امر یا حال پر نہیں ہوتی مگر وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہوتی ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک شاہد ہوتا ہے۔

امام ابوعبید نے فضائل اور طبرانی رحمہما اللہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جبکہ آپ ﷺ یہ آیت یعنی سورۃ النور کی آخری آیت تلاوت کر رہے تھے جبکہ اپنی دونوں انگلیاں اپنی دونوں آنکھوں کے نیچے رکھے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے: اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھنے والا ہے۔ (1) واللہ اعلم۔

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 194 (11239)، دار الفکر بیروت

marfat.com
Marfat.com